اسلامی مذاہب

کی نظر میں فقہی منابع استنباط

تالیف

آیۃ اللہ مکارم شیرازی

ترجمہ

سید نسیم رضا

فہرست

اهد
اظہار تشکر ب
عرض مترجم ج
چکیده : د
مقدمه: 7
استنباط: 7
استنباط کے لغوی معنی : 7
المعجم العربی الحدیث (فرهنگ لاروس) میں آیا هے : 7
ابن منظور نے لسان العرب میں لکھا :انبط : 8
استباط کے اصطلاحي معنی : 8
استاد شهیدمرتضیٰ مطهری فرماتے هیں : 8
شهید مطهر ایک اور مقام پر لکهتے هیں : 9
ادوار استنباط از دیدگاه مذاهب اسلامی نامی کتاب میں آیا هے : 9
عمید زنجانی کهتے هیں : 9
ابو الحسن محمدی بهی کهتے هیں
استنباط کا تاریخچه: 9
سنی مکتب : 11
مقدمات استنباط : 12
فقهای شیعه کے نظریات: 12
مقدمات استنباط اهل سنت کی نظر میں : 14
استنباط کے تکمیلی شرائط : 15
ضرورت استنباط: 16
خاتمیت : 17
احکام اسلامی اور اس کے اهداف کا کلی هونا: 17
جاودانگی اسلام : 18
اسلام کا جهانی هونا : 18
جامعیت: 19
استنباط اصحاب کو استنباط کی تعلیم : 19
خثعمیه کا رسول خدا ﷺ سےسوال اور اس کاجواب : 20
حضرت علی کے کلام میں استنباط کی تعلیم: 21
فضل بن شاذان ایک اور روایت نقل کرتے هیں که: 21
امام صادق نے استنباط کے شیوه کو بیان کیا هے : 23
شبهات : 23
استنباط کے شبهات : 23
استنباط میں افراط و تفریط : 24
استنباط کو لاحق خطرسےبچانا : 25
1- قرآن سے دوری: 25

قرآن سے دوری کئی خطرات کاباعث ھے : 25
2- احتیاط کے سلسلے میں فردی نگاہ : 26
3- فردی استنباط : 26
4- فھم و تفسیر نص میں جمود کا ھونا : 26
5- موضوع شناس یا وہ جدید علوم سے بے توجھی : 27
6- عوام زدگی: 28
7- فقیہ مقارن پر توجہ دینا : 28
8- زمان سے دوری اور پرانے مسائل کو پیش کرنا: 29
استنباط میں زمان و مکان کی تاثیر : 29
تمھید 31
چند اھم نکات 31
پھلانکتہ 31
دوسرا نکتہ 34
تیسرا نکتہ 34
الف: قرآن 35
قرآن اللہ کا کلام ھے . 37
عدم تحریف قرآن 39
نصوص اور ظواھر قرآن کی حجیت 40
حجیت ظواھر کے دلائل 41
1- ارتکاز عقلا 41
3- وضع الفاظ 41
حجیت ظواھر قرآن اور اخباری مسلک 42
سنت 44
سنت رسول کی حجیت 44
سنت ائمہ علیھم السلام کی حجیت 46
سنت اھل بیت کی حجیت پر چند شبھات 48
دوسرا اشکال : 52
توضیح مطلب : 53
تیسرا اشکال 53
جواب: 53
فعل معصوم سے استنباط کی کیفیت 55
تقریر معصوم کی حجیت کیسے ثابت ھوگی ؟ 56
سنت صحابہ 56
سنت تک پھنچنے کے راستے 60
الف : سنت تک پھنچنے کے قطعی راستے 60
1- خبر تواتر 60
خبر کی تیسری قسم : 61
2- وہ خبرواحد جو قرینہ قطعیہ کے ھمراہ ھو . 61
3- اجماع 61
4- سیرۂ عقلاء 62

5- سیرۂمسلمین 62
ب: سنت حاصل کرنے کے غیر قطعی راستے 63
1- خبرواحد 63
روایت صحیح 64
روایت حسن 64
روایت ضعیف 64
1- شهرت . 64
الف: شهرت روائی 65
ب:شهرت عملی 66
ج: شهرت فتوائی 66
کتاب و سنت کے مشترک مباحث 69
ادله نقلی کی تقسیمات ۔ 69
دلیل خاص و عام ۔ 69
دلیل مطلق و مقید : 70
دلیل حاکم و محکوم : 71
دلیل وارد و مورد : 72
دلیل مجمل و مبین : 72
مفهوم و منطوق : 73
اقسام مفهوم : 73
ناسخ و منسوخ : 75
خبر واحد کے ذریعے نسخ کرنا ممکن نهیں : 75
حدیث کے ذریعه قرآن کی تخصیص و تقیید کا امکان : 76
اجماع : 78
اجماع اهل سنت کی نظر میں : 80
حجیت اجما ع پر قرآنی دلیل .: 81
حجیت اجماع پر روایی دلیل : 83
مخالفین اجماع کا جواب : 83
اجماع امامیه کی نظر میں : 85
دلیل عقل : 86
توضیح مطلب : 87
گروه اول : اصحاب حدیث : 87
دوسرا گروه : اصحاب رائے : 87
عقل کے با ب میں تشیع کا مسلک اور موقف : 89
مرحله اول ،حکم عقلی کے مصادیق: 90
پهلامقام احکام عقلی کا احکام شرعی کے مبادی علل سے مربوط هونا .
دوسرا مقام: احکام عقلی حکم شرعی کے دا ئرے میں : 92
تیسرا مقام: عقلی احکام کا احکام کے نتائج سے ارتباط 93
مرحلهء دوم: دلیل عقلی کی حجیت کے دلائل 93
دلیل عقل کی حجیت پر اشکالات 94
2-عقلی استدلال دو طرح هیں 94

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گروہ اول 95
گروہ دوم 95
قواعد فقهیه 96
اصول عملیه 97
یهاں پر دو نکته قابل توجه هیں 98
استنباط کے مورد اختلاف منابع 98
قیاس. 101
1- قیاس منصوص العله 102
2- قیاس اولویت 102
3- قیاس تنقیح مناط کے ساتھ 102
قیاس مستنبط العله 103
قیاس کی چوتھی قسم کی حجیت کے دلائل پر نتقید 104
استحسان 108
مصالح مرسله 111
1- مصالح معتبره 111
2- مصالح ملغی 111
3- مصالح مرسله 111
سد و فتح ذرایع 113
تعارض ادله 116
فهرست منابع اور ماخذ

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

ترجمه از کتاب "منابع استنباط فقهی از نظر مذاهب اسلامی"

مؤلف آیۀ الله مکارم شیرازی

استادراهنما

مولانا اخلاق حسین پکهناروی

دانش پژوه

سید نسیم رضا

زمستان 1388

اهد

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس ناچیز کوشش کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ان کے بھائی ، داماد ، وصی اور حقیقی جانشین امیر المومنین علیہ السلام ، حضرت زہرا علیہا السلام اور ان کی گیارہ اولاد پاک جنہوں نے اپنے لہو سے اسلام کو سینچا اور علمائے اسلام ، شہداء ، صلحا ، ذوی الحقوق کو ہدیہ کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ روز قیامت ائمہ ہدیٰ کو میرا ، میرے والدین کا شفیع قرار دے اور اس اسلامی ملک کی ہر طرح سے حفاظت فرما ۔

اظہار تشکر
اس خالق کائنات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں لامتناہی نعمتوں سے نوازا اور ہماری ہدایت کے لئے انبیاء و رسل بھیجے اور ان کی راہ کو باقی رکھنے کے لئے ائمہ کو منتخب کیا ۔
اس کریمۂ اہل بیت حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کا شکریہ جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ اپنے دستر خوان علم پر مدعو کیا اور مجھے خوشہ چینی کا موقع دیا ، استاد محترم مولانا اخلاق حسین پکھناروی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی راہنمائی سے کتاب کو مزید مفید بنا دیا ۔ نیز ہمسر محترمہ سکینہ خاتون صاحبہ نے بھی اس کتاب کی تکمیل میں کافی تعاون کیا ۔
آخر میں ان تمام اہل علم کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جنہوں نے ہر طرح سے میری مدد کی خصوصاً جامعۃ العلوم کے مسؤلین اور اساتید خصوصاً آقای مرادی جنہوں نے واقعاً ہر طرح سے بندۂ ناچیز کی مدد کی اورمیرے علمی مقام کو یہاں تک پہونچایا کہ میں اس قابل بن سکوں ایک فارسی کتاب کو اپنی مادری زبا ن میں منتقل کر کے طلباء و مومنین کے حوالے کرسکوں جو میرے لئے روز آخرت کام آئے ۔
" گر قبول افتدزہ عز و شرف "

عرض مترجم
خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے منابع استنباط فقہی از نظر مذاہب اسلامی مولف آیۃ اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی دام ظلہ العالی کی کتاب کے ترجمہ کی توفیق دی یقیناً اردو سماج میں ان موضوعات جیسي کتابوں کے ترجمہ کی ضرورت ہے جہاں اہل سنت کے فرقہ اپنے پورے وجود سے اسلام کے صحیح اور حقیقی چہروں کو مخدوش کر رہے ہیں اور ائمہ علیہم السلام کی ان صحیح السند احادیث کو چاہے وہ احکام یا اصول و عقائد کے بارے میں ہو یا کسی او رموضوع کے تحت ہوں ۔ مخدوش کر کے لوگوں کے سامنے پیش کررہےہیں لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کا جواب دینے کے لئے بہترین طریقہ اور راستہ ان جیسی کتابوں کی نشر و اشاعت ہے ۔
آخر میں خداوند متعال سے ہم دعا گو ہیں کہ ہمیں ان جیسی کتابوں کے ترجمہ کی توفیق عنایت فرمائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مذہب حقہ کی خدمت کرسکیں ۔

سید نسیم رضا زیدی

چکیدہ :
اس رسالہ میں سب سے پہلے مقدمہ پیش کیا گیا ھے جس میں استنباط اصطلاحي اور لغوي تعریف مقدمات استنباط ، تاثیر زمان و مکان استنباط خطرات استنباط ، افراط و تفریط استنباط کو پیش کیا گیا ھے اسي طرح اس رسالہ میں مورد اتفاق منابع اور مورد اختلافي استنباط سے بحث کي گئي ھے مورد اتفاق منابع استنباط ۔

1- قرآن :
عدم تحریف قرآن کي بحث نیز نصوص اور ظواھر کي حجیت اسي طرح حجیت ظواھر پر قائم ھونے والي دلیلیں اس مبحث میں بیان کي گئي ھیں ۔

2- سنت :
سنت رسول(ص)کي حجیت اور سنت معصومین علیهم السلام کي حجیت اور حجیت پر ھونے والے اعترضات و شبہات اور اس کے جوابات پیش کئے گئے ھیں ۔ اسي طرح سے سنت صحابہ اور اقسام سنت کو بیان کیا گیاھے۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3- اجماع :
تعریف اجماع ، اجماع كي حجيت اهل سنت كي نظر ميں حجيت اجماع اماميه كي نظر ميں اجماع پر ہونے والي قرآني دليليں حجيت اجماع پر قائم ہونے والي روائي دليليں نيز اقسام اجماع کو بيان كيا گيا ہے مزيد مخالفين اجماع كا جواب بهي مطرح كيا گياہے۔

4- عقل :
عقل کے سلسلے میں تقریباً اكثر فقهي مباحث جس میں دو گروہ ہیں اصحاب حديث اور اصحاب راي نيز تشيع كا مسلك عقل کے سلسلے میں بيان کیاگیا ہے عقل كي حجيت اور اس پر ہونے والے اعتراضات كا جواب ديا گيا ہے۔

منابع مورد اختلاف :

قياس :
قياس كي تعريف اس كي حجيت کے سلسلے میں بحث كي گئي ہے مزيد اس كي جو بهي قسم کے دلايل پر نقد و اعتراض كيا گيا ہے اور قياس کے اقسام كي تحليل كي گئي ہے جیسے قياس منصوص العلة قياس اولويت ، قياس تنقيح المناط ۔

استحسان :
تعريف استحسان اس کے اقسام مزيد اس كي حجيت پر ہونے والي بحث مطرح كي گئي ہے اسي طرح استحسان کے اقسام كا جزئي جايزه ليا گيا جیسے مصالح معتبر ،مصالح ملغي اور مصالح مرسله کے سلسلے میں مكمل بحث كي گئي ہے۔

سد و فتح ذرايع:
تعريف سد و فتح ذرايع اور اس کے اقسام و حجيت کے سلسلے میں بحث كي گئي ہے۔

عرف :
عرف كي تعريف اس کے اقسام اور اس کے متعلق ہونے والي بحث کو بيان كيا گياہے۔

اسلامی مذاہب کی نظر میں فقہی منابع استنباط

مقدمہ:

استنباط:

استخراج احکام کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ میں ایک لفظ استباط ہے استنباط کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ و مفہوم کی وضاحت کے لئے لغت اور فقہ و اصول کی کتابوں سے مدد لی جائے گی ۔

استنباط کے لغوی معنی :
راغب اصفهانی اپنی کتاب المفردات غریب القرآن میں لکھتے ہیں :نبط لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے . چنانچہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ارشاد خداوندی ھے :وَإِذَا جَاءهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُواْ بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُوْلِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاَتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلاَّ قَلِيلاً حالانکہ اگر رسول اور صاحبانِ امر کی طرف پلٹا دیتے تو ان سے استفادہ کرنے والے حقیقت حال کا علم پیدا کرلیتے ، یہاں یَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ-1 سے مرادیستخرجونہ منھم (یعنی وہ اپنے علم سے حقیقت کا پتہ لگالتے ھیں) اور استنباط باب استفعال سے ھےجو جس ریشہ نبط ھے اور نبط وہ پانی ھے جو نکلا ھوا ھے اور فرس نبط اس گھوڑے کو کھتے ھیں جس کے بغل اور پیٹ پر سفیدی نمودار ھو-2 صاحب منجدالطلاب اس کلمہ کے بارے میں لکھتے ھیں :نبط نبطًا و نبوطاً الماء ؛ پانی جاری ھو ناشروع ھوگیا ، نبط و نبط و انبطُ تنبط و استنبط البئر یعنی اس نے کیویں کا پانی نکالا استنبط الشئ یعنی مخفی چیزکو آشکار کیا استنبطہ یعنی اس نے اختراع اور ایجاد کیا استنبط من فلان خیرا یعنی اس نے فلاں شخص سے کیا خوب چیزنکالی . استنبط الفقیہ یعنی فقیہ نے اپنے استنباط سے احکام کو کشف کیا . -3

----

1 . نساء ، آیہ ، 83 .
2 . .راغب المفردادات فی غریب القرآن ، ص 481.
3 . منجد الطلاب ترجمہ محمد بندریگی ، ص559 .

المعجم العربی الحدیث (فرھنگ لاروس) میں آیا ھے :

نبط البئر یعنی کنویں سے پانی نکالا نبط العلم یعنی علم کو آشکار کیا اور پھیلایا انّبط یعنی گھوڑے کے بغل اور پیٹ پر سفیدی کا ابھرنا یا بھیڑکے پھلو اسی سفیدی کا نشان اسی طرح سب سے پھلا پانی جوکنویں کی تہ میں دکھائی دے . 1

ابن منظور نے لسان العرب میں لکھا :انبط :
الماء الذی بنبطُ من قعر البئر اذا حفرت: نبط ایسا پانی جوکنواں کھودتے وقت ظاھر ھو .
نبط الماء نبع : یعنی پانی ابلا استنبطہ و استنبط منہ علماً و خیراً و مالا استخرجہ : اس کو استنباط کیا یعنی اس سے علم خیر اور مال کو کشف کیا یعنی اس سے نکالا.
الاستنباط : الاستخراج کرنا استباط یعنی استخراج ، استنبط الفقیہ یعنی فقیہ نے باطن کو اپنے اجتھاد اور دانائی کے ذریعہ استخراج کیا.
قال الزجاج معنیٰ َسْتَنبِطُونَك فی اللغۃ یستخرجونک، لغت میں اس کو استنباط کیا یعنی اس سے استخراج کرنا اور استنباط کاریشہ نبط ھے اور نبط وہ پھلا پانی ھے جو کنویں کی تیہ سے نکلے.

استباط کے اصطلاحی معنی :
دراسات فی ولایۃالفقیہ و فقہ الدولۃ الاسلامیہ کےمؤلف لسان العرب کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ھیں میں کھتاھوں :
خداوند متعال کا حکم آپ حیات یا ایک نفیس اور قمتی شئ ھے جو مصادرو منابع کے سینے میں دفن ھے جسے فقیہ کشف کرتا ھے . 2

استاد شھیدمرتضیٰ مطھری فرماتے ھیں :
(فقھا نے فقھی جستجو کے لئے) جو دوسرا لفظ استعما ل کیا ھے وہ کلمہ استنباط ھے یہ لفظ اس بات کی حکایت کرتاھے کہ علماء اسلام احکام کے سلسلے میں ایک خاص احسا س کے حامل ھیں.
لفظ استنباط زمین کے نچلے حصہ سے پانی نکالنے کے معنیٰ میں ھے . علماء اسلام نے اس بات کی جانب توجہ کی کہ الفاظ کے سینے میں معانی کا صاف و شفاف پانی رواں دواں ھے جس کو کشف کرنے کے لئے خاص فن اور جھاد کی ضرورت ھے عربی زبان اور اس کے قواعد کو جاننے و الاعصر آدمی سے واقف آدمی اس بات کا دعوی نھیں کرسکتا کہ میں قرآن وسنت کی مدد سے اسلامی دستورات و قوانین کو کشف کرسکتا ھوں استنباط کا ھنر زمین کے نچلے حصہ سے پانی کا نکالناھے غزالی نے اپنی کتاب المستصفی میں ایک لطیف تعبیر کا استعمال کیا ھے وہ ادلہ شرعی کو درخت احکام

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کو اس کاپھل اور عمل استنباط جوکه ادله شرعی سے استخراج احکام کا نام ھے کو استثمار یعنی (پته) سے تعبیر کرتے هیں 3 .

----

1 . خلیل اجر فرهنگ لاروس ، ج 2 ، ص2021 .
2 . منظور دراسات فی ولایۂ القفیه وفقه الدولۂ الاسلامیه ، ج 2 ؐ72 .
3 . علی دوانی ، عصندالله، شیخ طوسی ، مقاله (النهامی ، از شیخ طائفه ، از مرتضی مطهری ، ص343 .

شهید مطهر ایک اور مقام پر لکھتے هیں :

کلمه استنباط معنا کے اعتبار سے (فقه وفقیه) سے مشابه ھے یه کلمه ماده نبط سے مشتق ھے اور زمین سے پانی نکالنے کے معنیٰ میں ھے گویا فقهاء نے استخراج احکام میں اپنی تلاش و کوشش کو زمین سے پانی نکالنے سے تشبیه دی کیونکه وه بهی گهرائی سے احکام کے صاف و شفاف پانی کو استخراج کرتے هیں . 1

ادوار استنباط از دیدگاه مذاهب اسلامی نامی کتاب میں آیا ھے :
کلمه استنباط ماده نبط سے ماخوز ھے اور لغت میں زمین کی گهرائی سے پانی نکالنے کے معنیٰ میں ھے . اور اصطلاح میں احکام شرعی کو استخراج کرنے کے معنیٰ میں ھے یعنی ادله معتبر اور خاص عنصر سے جدید مسائل اور هونے والے محادثوں کا استخراج کرنا اسی بناپر استنباط اجتهاد کا مترادف ھے مجتهد عرف متشرعه میں اس پراطلاق هوتاھے جو احکام شرعیه کو عناصر خاصه اور عناصر مشترک سے استنباط اور استخراج کرے تو اس پر مستبط اور مفتی کابهی اطلاق هوتاھے. 2

عمید زنجانی کهتے هیں :
استنباط ریشه نبط سے ماخوذ ھے اور لغت میں زمین کی گهرائیوں سے پانی نکالنے کے معنی میں آیا ھے اور اصطلاح میں الفاظ کے باطنی معنی کو نکالنے کے لئے استعمال هوتاھے . 3

ابوالحسن محمدی بهی کهتے هیں :
استنباط استخراج کے معنیٰ میں ھے اور حقوق کی اصطلاح میں اجتهاد کا مترادف ھے اور اس سے مراد یه ھے که قواعد کلی کو مصادیق فرعی پر منطبق کرنا اور احکام فرعی کو اصول سے اور قواعد کلی سے استخراج کرنا.

----

1 . مطهری ، علوم و اصول سے شناخت ، اصول فقه ، و فقیه ،ص10 .
2 . جناتی ، اورد لااحتیاط ، ص 24 .
3 . عباس علی ، زنجانی ، اصول فقه کی بحث سے ، ص10 .

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

استنباط کا تاریخچه:
اس سے پهلے که استنباط کے معنی و مفهوم بیان هو ، مناسب ھے که ابتدائی اجتهاد و استنباط کی مختصر تاریخ بیان کریں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تا کہ معلوم ھو کہ طول تاریخ میں اجتھاد کن ادوار سے گذرا اور کن مراحل کو پشت سر گذارکر یھاں تک پھنچا .
اجتھاد تاریخ میں مختلف مراحل و ادوار سے گذراھے جیسا کہ محمد علی انصاری تاریخ حصر الاجتھاد نامی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ھیں :
بھت مشکل ھے کہ اجتھاد کے تمام ادوار کو بطور کامل بیان کیا جائے لیکن کلی طور پر سنی اور شیعہ مکتب فقہ میں اس کی جستجو کی جاسکتی ھے .

سنی مکتب :
حقیقت میں سنی مدرسہ فقہ تین تاریخی مراحل سے گذرا ھے .
1- رسول خد(ص)کا دور .
2- صحابہ و تابعین کا دور.
3- ائمہ اربعہ کا دور .
4- باب اجتھاد کے انسداد کا دور (تقلید کا دور).
ان تمام مراحل کی تفصیل اس رسالہ کی قدرت سے باھر ھے .

مقدمات استنباط :

فقھای شیعہ کے نظریات:

شھید ثانی ، علم فقہ کو بارہ علوم پر استورا جانتے ھیں : تصریف لغت ، اشتقاق ،معانی بیان، بدیع، اصول فقہ،منطق، رجال ،حدیث ،تفسیر آیات الاحکام .
صاحب معالم استنباط مطلق کو نو چیز پر متوقف جانتے ھیں .
1- ادبیات عرب اعم از لغت و صرف و نحو سے آشنائی.
2- آیات الاحکام کا علم چاھیے وہ مراجعہ کتاب کے ذریعہ ھی کیوں نہ ھو .
3- سنت معصومین اور کتب حدیث کی جا کناری اور ھر موضوع سے مربوط احادیث کو ڈھونڈنے اور مراجعہ کرنے کی قدرت و صلاحیت.
4- علم رجال اور راویان کے حالات کی جانکاری.
5- اصول فقہ کا علم او رمسائل اصول میں استنباط کی قدرت کیونکہ استنباط احکام اسی علم پر متوقف ھیں اور ایک مجتھد کے لئے یہ علم تمام علوم سے مھم ترھے .
6- انعقاد اجماع کے موارد کی آشنائی.
7- علم منطق کی واقفیت کیونکہ اقامہ برھان اور صحت استدلال اسی پر متوقف ھے .
8- فروع مسائل کو اصول کی جانب لوٹانے اورتعارض ادلہ کی صورت میں راجح کو مرجوح پر تشخیص دینے اور نتیجہ گیری کی صورت .
9- دیگر امور کے علاوہ فروع فقھی کا جاننا اس دور میں لازم ھے.1
فاضل نے کتاب الوافیہ کے تقریبا چالس صفحہ اسی بحث سے مخصوص کیے ھیں. وہ بھی مجتھد کے لئے مذکورہ علوم میں نو علوم کو لازم جانتے ھیں ، لغت ،صرف ،نحو، اصول ، کلام اورعلوم عقلی ، تفسیر آیات الاحکام اور علوم نقلی میں احکام کی احادیث اور رجال کا علم .
----

1 . معالم الاصول ، المطالب التاسع فی الاجتھاد و التقلید.

پھر وہ علم کلام کے سلسلہ میں فرماتے ھیں :
بعض مسائل کلامی استنباط میں دخیل ھیں جیسے تکلیف میں قدرت کی شرط کا ھونا اور اسی طرح متکلم حکیم کے کلام

میں خلاف ظاھر ارادہ کا قبیح ھونا اور بعض دوسرے مسائل جیسے "خدا و رسول کا صدق گفتار صحت اعتقادین دخیل ھے نه که استنباط احکام" ان کی نظر میں احادیث احکام میں معتبر کتابوں کا ھونا بھی کافی ھے ان کی نظر میں دس علوم ایسے بھی ھیں جن کی دخالت استنباط میں جزئی ھے اور ان علوم کو استنباط کے تکمیل شرط میں قرار دیا جاسکتا ھے که عبارت ھیں:

1- معانی .

2- بیان.

3- بدیع ،که بعض موارد میں دلیل لفظی سے استفادہ کے لئے ان تین علوم کی ضرورت ھے .

4- ریاضیات کا علم،ریاضیات مالی اور اقتصادی مباحث بالخصوص ارث دین ارو وصیت کی بحث میں کام آتاھے .

5- علم ھیئت، یه علم وقت اور قبله کی بحث میں بھت ضروری ھے .

6- ھندسه کا علم ، یه علم اندازہ گیری کے کام آتا ھے مثلا آب کرکی اندازہ گیری کے لئے یه علم مددگار ھے.

7- علم طب ، خاص طور پر نکاح کی بحث میں جھاں عورت اور مرد کے جسمانی عیوب کے مسائل پیش آتے ھیں .

8- فروع فقھی کا علم یعنی مسائل فقھی اور اس سلسلے میں پیش کئے سوالات کی آشنائی ، حقیقت میں اس کام کے لئے قواعد کے مواقع ،موادر خلاف اور اقوال وفتاوا سے آشنائی .

9- فروع جزئی کو قواعد اور اصول کلی کی جانب لوٹانے کی قدرت لیکن فقھای معاصر کے نزدیک استنباط کے لئے صرف یه علم کافی ھیں :

1- ادبیات عرب.

2- علم رجال .

3- اصول فقه .

اور مجتھد کے لئے ضروری نھیں که وہ ادبیات عرب میں صاحب نظر ھو پس اس اعتبار سے استنباط کے لئے صرف رجال اور اصول فقه کافی ھیں .

مقدمات استنباط اھل سنت کی نظر میں :

اھل سنت کی نظر میں استنباط کے عمومی شرائط کچھ اس طرح ھیں .

1- بلوغ .

2- عقل .

3- نظافت .

4- ایمان .

اور استنباط کے اساسی شرائط میں وہ علوم ھیں که جن سے آگاھھی لازم ھے .

1- ادبیات عرب.

2- قرآن کریم .

3- سنت نبوی .

4- اصول فقه .

5- قواعد فقھی .

6- استعداد فطری .

استنباط کے تکمیلی شرائط :

1- مورد استنباط دلیل قطعی سے فاقد ھو .

2- فقھا ءکے موارد اختلاف امور سے آگاھی .

3- عرف سے واقفیت (عرف در زمان حاضر).

4- اصل برائت سے آشنا ئی.

5- عدالت اور صلاحیت .

6- ورع اور تقوا .
7- درگاہ رب العزت میں الھام صواب کے لئے نیازی مندی احساس .
8- اعتماد بہ نفس .
9- عمل اور علم و گفتار میں موافقت .

ضرورت استنباط:
وہ موضوعات کہ جس پر گفتگو ھوجانی چاھیئے ان میں سے ایک بحث اھمیت و ضرورت استباط ھے . مکتب اسلام استنباط پذیر مکتب ھے اور استنباط اسلام میں ایک لازم عمل ھے فقہ شیعہ میں صدر اسلام ھی سے استنباط کا دروازہ کھلا تھا اور آج بھی کھلا ھے اور ھمیشہ زندہ مجتھد کی تقلید واجب ھے اسی بناپر فقہ تشیع زندہ اور کامل فقہ ھے اور ھر زمانے میں تمام مشکلات کا جواب دینے والی ھے مسلمانوں نے قرن اول ھی سے استنباط کرنا شروع کردیا تھا استنباط اپنے صحیح مفھوم کے ساتھ اسلام کے لازمی امور میں سے ایک ھے . اس کے کلیات کچھ اس طرح تنظیم ھوئے ھیں کہ یہ کلیات استنباط پذیر ھیں . استنباط یعنی اصول کلی اور اصول ثابت کا کشف کرنا اور انھیں جزئی اورمتغیر موارد پر تطبیق دینا ھے . استنباط پذیر کلیات کے علاوہ عقل کا منابع اسلامی قرار پانے سے استنباط آسان ھوگیاھے ، 1
اسلام میں استنباط کی ضرورت کے اثبات کے لئے کافی دلائل موجود ھیں جس میں سے ھم اس حصہ میں صرف پانچ دلیلوں کو پیش کریں گے .
الف : خاتمیت؛
ب: احکام اسلام اور ان کے اھداف کا کلی ھونا؛
ج: ابدی ھونا؛
د: جھان شمول ھونا ؛
ھ: جامعیت.
----

1 . مرتضی مطھری ، مقدمہ چستی اسلام،3 و حی نبوت ، ص150

خاتمیت :

ھر مسلمان جوپیغمبر(ص)کی رسالت اور خاتمیت کا مقصد ھے اسے شرع وعقل کی روشنی میں استنباط کو بھی ماننا پڑے گا قران مجید میں ختم نبوت کے سلسلہ میں آیا ھے مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا " محمد تمہارے مُردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن و ہ اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء علیھم السّلام کے خاتم ہیں. 1
آیت کا تیور بتارھا ھے کہ اس آیت کے نزول سے پھلے بھی پیغمبر اسلام کے ذریعہ نبوت کا اختتام مسلمانوں کےدرمیان ایک شناختہ شدہ بات تھی ، مسلمان جس طرح آپ کو رسول خدا جانتے تھے اسی طرح آپ کے خاتم الانبیاء ھونے سےبھی واقف تھے یہ آیت فقط اس بات کی یاد آوردی کرادتی ھےت کہ پیغمبر کو فلاں شخص کے منہ بولےباپ سے مت پکارو بلکہ اسے اسی حقیقی عنوان یعنی رسول اللہ اور خاتم النبین سے خطاب کرو. 2

احکام اسلامی اور اس کے اھداف کا کلی ھونا:
رسول اکرم (ص)نے اپنے اور اپنے کلام کے بارےمیں فرمایا: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَمجھے جامع اور کلی کلام عطا کیا گیا . 3
عبداللہ ا بن عباس کھتے ھیں :میں نے رسول خدا سے سناکہ آپ نے فرمایا: أَعْطَانِي اللَّهُ خَمْساً وَ أَعْطَى عَلِيّاً خَمْساً أَعْطَانِي جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ أَعْطَى عَلِيّاً جَوَامِعَ الْعِلْمِ و.4 آیات قرآن سے استفادہ ھوتا ھے کہ قرآن میں اصول احکام اور کلی قواعد بیان کئے گئے ھیں اور مجتھد خاتم النبین کے دور میں اصول احکام اور قواعد کلی کی مدد سے استنباط کرتے ھوئے احکام

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جزئی کو کشف کرسکتے ھیں . 5

----

1 .احزاب ، 40 .
2 . مرتضیٰ مطھری ختم نبوت ، ص10 .
3 . مجلسی ، بحارالانوار ،ج16، ص 323 .
4 .مجلسی ، گذشته،ص317 .
5 .محمد ابراھیم جناتی ، منابع استناط از دیدگاہ اسلامی ، ص 288.

اسلامی مذاھب کی نظر میں فقھی منابع استنباط

جاودانگی اسلام :

خاتم النبین کی رسالت کی ایک خصوصیت یه ھے که ان کی حکومت ان کی شریعت ان کے لائے گئے احکام ھمیشه باقی رھنے والے ھیں-1 قرآن میں صریحًا یه بات آئی ھے که خدا کی ذات وہ ذات ھے جس نے اپنے رسول کو ھدایت اور آئین حق کے ساتھ بھیجا تاکه ، آئین محمد(ص)کو تمام آئین پر غالب قراردے . چاھے یه بات مشرکین پر گران کیوں نه گذرے. 2 دین اسلام کلی بھی ھےاور دائمی بھی ، اسلام ایک ابدی مکتب ھے جو کرہ زمین کے تمام انسانوں کے لئے نازل ھوا ھے جو روز قیامت تک اس دنیا میں آتے رھیں گے فقه میں استنباط شریعت کی بقا اور اس کی ترقی کی ضامن ھے استنباط اسلام کے جاویدانی ھونے کی ایک شرط ھے اس لئے که ھر موضوع اور ھر نئے مسئله میں قرآن و سنت کی مدد سے استنباط کرکے نئے احکام کشف اور استخراج کئے جا سکتے ھیں اور اس طرح دوسرے قوانین سے بے نیاز ھو سکتے ھیں اور صحیح استنباط ھر زمانے میں اور قیامت تک آنے والے سوالوں کا جوا دینے کی صلاحیت رکھتاھے .

اسلام کا جھانی ھونا :

پیامبر اسلام تمام انسانوں کے پیامبر ھیں اس کی رسالت کا دایرہ اتنا وسیع ھے جس میں ساری دنیا سمیٹ جاتی ھے قرآن نے بھی اس حقانیت کی تصریح کردی ھے خدانے پیغمبر (ص)کو حکم دیا که اپنی رسالت کے جھانی ھونے کا اعلان کردیجئے ، کھه دیجئے ای لوگو میں تم سب کی جانب خدا کا فرستادہ پیغمبر ھوں. 3

اسلام ایسا دین ھے که جو انسان کی زندگی تا قیام قیامت استوار نے کے لئے آیا ھے. اسلام کے قوانین میں اتنی قدرت ھے که ھمیشه ھر ملیت کی راھنمائی اور ان کے امور کو ادارہ کرسکتا ھے . اسلام اس عتبار سے ایک جھانی نظام ھے اور کسی خاص جماعت یا معین مکان سے مخصوص نھیں ھے اسلام میں صحیح استنباط کی روشنی تمام ضرورتوں کا کامل جواب ھے .

----

1 . مجلسی ، بحارلانوار ، ج16 ،ص332 .
2 .سورہ توبه ، آیه ، 33 ،سورہ فتح ، آیه ،28 ، سورہ صف آیه ، 9،سورہ اعراف آیه،158 .
3 . سباء ، 28 .

جامعیت:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اسلام ایک جامع مذھب جس میں انسانی زندگی کےتمام ابعاد کو مورد توجه قرار دیا گیاھے ، اسلام انسان کی فردی اور اجتماعی مادی اور معنوی ضرورتوں کو پورا کرتاھے قرآن بھی اس بات کی تصریح کرتے ھوئے سورہ نحل کی ایک آیت میں فرماتاھے :وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب اطاعت گزاروں کے لئے ہدایت ،رحمت اور بشارت ہے-1 اسی بناپر ھمارا عقیدہ ھے که اسلام ایک کامل اور جامع دین ھے جو تمام ابعاد فردی، اجتماعی اقتصادی سیاسی اور ثقافتی اور تمام امور میں منظم نظام کا حامل ھے اسلام میں انسان کی زندگی کا کوئی عمل حکم سے خالی نہیں ھے .

صاحب کشف القناع کهتے هیں :تکلیف شرعی اور استقرار شریعت کے عقلی او رنقلی دالائل سے ثابت ھوجانے کے بعد ھمارے لئے مسلم ھے که زندگی کا کوئی ایسا مسئله نهیں ھے جس میں خدا کا حکم اولی نه هو که اس میں اختلاف نهیں ھے 2 .

البته واضح ھے که اسلام میں ان تمام نیازمندیوں کا جواب صرف استنباط کی روشنی میں ممکن ھے مجتھد ین کرام جو اس فن کے ماھر ھیں وہ همیشه لوگوں کے فکری اور اجتماعی مشکلات کا جواب دیتے ھیں . اس لئےمر جعیت اور استنباط مکتب اسلام کے لازمی امور میں شمار هوتے ھیں .

استنباط اصحاب کو استنباط کی تعلیم :

مکتب اهل بیت کی روایات میں صاف نظر آتاھے که خود پیغمبرگرامی اسلام(ص)اور ائمه معصومیں علیهم السلام نے اپنے صحابیوں کو استنباط اور اس کی روشوں کی تعلیم دی ھے وہ روایات جن میں آیاھے که خود ائمه علیهم السلام نے بنفس نفیس استنباط کے راستے کو انتخاب کیا اور استنباط کی صحیح راہ اور فقه اسلامی کی روشنی کے ذریعه قرآن وسنت سے استنباط کیا اور اس شیوہ پر اپنے اصحاب کو بھی تعلیم دی . یه روایات اس حقیقت سے پردہ اٹھاتی ھیں که ائمه اطھار علیهم السلام کے زمانے میں اصحاب امام کے درمیان استنباط رائج اور معمول تھا اور ائمه اپنے اصحاب کو اس کام کی دعوت کرتے اور بعض موارد میں امام سے سوال کے بجائے خود استنباط کرنے کا حکم دیتے تھے .اور کبھی کسی سوال کے جواب میں ان کویاد دلاتے تھے که یه حکم استدلال اور استنباط کے ذریعے قابل استخراج ھے . اس دلیل کی وجه سے ھمارا اعتقاد ھے که اسلام ایک کامل اور جامع دین ھے جس کے پاس اجتماعی ، ثقافتی اقتصادی اور سیاسی پروگرام ھیں حکم شرعی زندگی کی تمام آنے والی ضرورتوں کو پورا کرتاھے اور انسان کی زندگی میں کوئی حادثه بھی حکم سے خالی نهیں ھے . 3

----

1 . نحل ، 89 .
2 . اسدالله تستری ، معروف به محقق کاظمی ، کشف القناع عن وجوہ حجیة االاجماع ، ص 60 .
3 . یاد نامه علامه امینی ، ص273و 272 .

خثعمیه کا رسول خد(ص)سےسوال اور اس کاجواب :

ایک خاتون که جس کا نام خثعمیه تھا اس نے رسول خد(ص)سے سوال کیا که میرے والدکا حج واجب رہ گیاھے اگر میں ان کی نیابت میں اس حج کو قضا کروں تو یه کام ان کے لئے فائدہ مند ھے؟ پیغمبر(ص)نے فرمایا:اگرتمھارے والد کسی کے قرضدار تھے کیا اس قرضه کا اداکرنا تمھارے والد کے لئے فائدہ مند ھے ؟ خثعمیه نے کھا جی ضرورفائدہ مندھے رسول خد(ص)نے فرمایا:پس خدا کا دین قضا کو بجالانے کے لئے زیادہ سزاوار ھے-1 رسول خد(ص)نےاس روایات میں صغری اور جز کو کبری اور کلی پر تطبیق دی ھے اور کلمه دین کی عمومیت سے دین کے ھر قضا کو بجالانے کے وجوب کو بیان کیا ھے.مرحوم مظفر(رح) نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد ان دلائل کے سلسلے میں جسے اھل سنت سنت پیامبر سے قیاس کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ھیں کھتے ھیں:

یه بات که پیغمبرنے قضای حج کے حکم میں قیاس کا سھارا لیاھےمعنی نھیں رکھتی اس لئے که پیغمبرخود صاحب شریعت ھیں اور احکام کو بذریعه وحی خدا سے دریافت کرتے ھیں کیا پیغمبر(ص)قضای حج کے حکم سے آگاہ نھیں تھے که انھیں اس حکم تک پھنچنے کے لئے قیاس کا سھارا لیناپڑا؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ای برادران اهل سنت مالکم کیف تحکمون تمهیں کیاهواهے یه کسے حکم لگارهے هوحدیث کے صحیح هونے کی صورت میں اس حدیث کا مقصد خثعمیه کو تطبیق علم سے آگاه کرناهے اس چیز کو جس کے بارے میں اس نے پیغمبر سے سوال کیا هے اور وه عام وجوب قضا هے یعنی دین کے هر عمل کو ادا کرنا واجب هے . اس لئے که خثعمیه پر یه بات مخفی تهی که حج ایسادینی قرض هے جس کا میت کی جانب سے قضا کرنا واجب هے . اور جبکه خداکا دین اس قضا کا سب سے زیاده سزاوار هے. 2

حضرت علی کے کلام میں استنباط کی تعلیم:

فضل ابن شاذان نے الایضاح میں لکھا:اهل سنت کی روایت کے اعتبارسے قدامه بن مظعون نے شراب پی اور اجرای حدکا فرمان اس پر جاری هوا اس نے سوره مائده کی آیت سے استنادکیا لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُواْ إِذَا مَا اتَّقَواْ وَّآمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَواْ وَّآمَنُواْ ثُمَّ اتَّقَواْ وَّأَحْسَنُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے جو کچھ کھا پی چکے ہیں جب کہ وہ متقی بن گئے اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے اور پرہیز کیااور ایمان لے آئے اور پھر پرہیز کیا اور نیک عمل کیا اور نیک اعمال کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے-3"

اورکها :مجھ پر حد جاری نهیں هوسکتی کیونکه میں اس آیت کا مصداق هوں ، عمرنے اس پر حد جاری نه کرنے کا فیصله کیا لیکن امام علینے عمر سے کها : اس آیت کے مصداق نه کهاتے هیں اور نه پیتے هیں سوائے اس چیز کے جوان پر خداکی جانب سے حلال هو ...اگرقدامه بن مظعون شراب کے حلال هونے کا دعوی کرے تو اسے قتل کردو اور اگر اقرار کرے که شراب حرام هے تو پهر شرب خمر کے جرم پر تازیانه لگاؤ عمرنے کها کتنے تازیانه لگاؤں؟ امام نےفرمایا:شرابخوار جب شراب پیتاهے تو هذیان بکتاهے اور جب هذیان بکتاهے تو تهمت لگاتاهے پس اس پر افترا اور تهمت کی حد جاری کرو، چنانچه اس کو اسی تازیانے لگائے گئے-4.

اس روایت سے واضح هوتاهے که قدامه نے سادگی سے آیت کے ذریعه استناد کرکےعمرکو فریب دے دیا اور وه حدجاری کرنےکے فیصله کو ترک کربیٹھے اور جس کی طرح حضرت علی نے عمر کو ان کی غلطی سے آگاه کیا اور کس طرح شرب خمر کی حد کو بیان کیا هے اور اس طرح عمر کو استنباط کا طریقه سکهایا .

----

1 . جناتی ، منابع احتیاط از دیدگاه ، مذاهب اسلامی ، ص 282 ؛ سید جعفر شهیدی و محمد رضا حکمی .
2 . محمد رضا ، مظفر(رح)، اصول الفقه، ج2،ص 171 .
3 . سوره مائده ، آیه ،93 .
4 .فضل بن شاذان ، الایضاح ، ص 101و102 .

فضل بن شاذان ایک اور روایت نقل کرتے هیں که:

جس میں امام علی نے قرآن کی روشنی میں عمر کو حمل کی حد اقل مدت کو کشف کرنے کا طریقه سکهایا فضل بن شاذان لکهتے هیں :

ان روایات میں جوتم نے ذکر کیں هیں کوئی بهی مخالف و موافق اس کا انکار نهیں کرسکتا انهی میں ایک روایت جریربن مغیره کی هے جو ابراهیم نخعی سے نقل هے که عمربن خطاب نے کسی عورت کے سنگساری کا حکم دیاجو شادی کے چھ مهنیے بعد هی صاحب اولاد هوئی اور شوهر نے اس بچه کو اپنانے سے انکار کیا.امام علی بهی وهیں موجود تهے آپ نے اس حکم پر اعتراض کیا اور فرمایا: اس عورت کا حکم قرآن میں موجود هے ، عمر نے کها کهاں هے اور کیاهے ؟امام نے فرمایا: قرآن میں آیاهے که "وحمله وفصاله ثلاثون شهرا" دوران حمل اور دودھ چهوڑنے کی مدت تیس مهنے هے -1

عمرنے کها یه کیا آیت هے ؟ امامنے فرمایا: خداوند عالم فرماتاهے :

" وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ " اور مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی. 2

یه حکم ان خواتین کے لئے هے جو دو هدینے کی مدت کو تکمیل کرنا چاهتی هیں اگر دودھ دینے کی مدت 24مهینے هوتو حمل اور بارداری کی مدت چھ مهینے سے کم نهیں هوگی عمر نےکها اگر علی نه هوتے تو عمر هلاک هوجاتاهے، پهر

حکم دیا که اس عورت کو آزاد کیاجائے. 3
اس روایت میں بهی امام علینے ظاهر قرآن سے استنتاد کے ذریعے بارداری کی حد اقل مدت کو بیان کیا اور قرآن سے استنباط کا طریقه تفسیر قرآن بالقرآن کی روشنی میں سکهایا : اور عمرکو احکام دینی میں اشتباهی فتوی دینے سے روکا.

امام صادق نے استنباط کے شیوه کو بیان کیا هے :
موسی بن بکرکهتے هیں:
میں نے امام صادق سے عرض کیا که ایک شخص غشی اور بهوشی کی حالت میں ا یک ،دو یا تین دن تک پڑارهے ایسے شخص کو اپنی کتنی نمازوں کی قضاکرنا چاهیئے؟ امامنے فرمایا: کیا میں تمهیں بتلاؤں که یه مسئله اور اس کے اشتباه کو نظر میں لے آؤں ؟
پهر امامنے فرمایا: هروه چیزجو خدا انسان پر مسلط کرے لهذا خدا اپنے بندوں کے عذرکوماننے کا زیاده سزوارهے . اور یه بات ایسے در سے هے جس کے هر ایک درسے هزار در کهلتے هیں-4 .
امام صادق نےاس روایت میں اپنے صحابی کو استنباط احکام شرعی کی دعوت اور ایک کلی قاعده کی تعلیم دی هے تاکه وه خود دوسرے فروعات کو اس کلی حکم کے ذریعے کشف کرے اسی لئے فرمایا:یه بات ایسے در سے هے جس سے هزار باب کهلتے هیں .
----

1 . احقاق ، آیه15 .
2 . سوره بقره ، آیه 233 .
3 . فضل بن شاذان الایضاح،ص98 .
4 . کلینی ، اکافی ،ج 3 ، و فروع کافی ، ج 1 ص83و88 .

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

شبهات :
استنباط کے شبهات :

1- استنباط کے ذریعے اصلا حکم کشف نهیں کیا جاسکتا او ریه ایک نا ممکن بات هے کیونکه خود شریعت خاموش هے جو کچه هم کتاب و سنت سے استخراج کرتے هیں در حقیقت یه همارے ذهن کی انچ اور همارے اپنے نظریات هیں جسے هم قرآن و سنت کا ما حصل بناکر پیش کرتے هیں .
2- جو افراد منابع استنباط سے احکام حاصل کرنے کی صلاحیت رکهتے هیں ان کا غیر کی تقلید کرنا جایز نهیں (اور اسی طرح جو افراد دوسروں سے تقلید کروانے کے لئے استنباط کرتے هیں ایسے گروه کی تقلید جایز نهیں).
3- استنباط کی ضرورت اور کاربرد وهاں هے جهانهم قوانیں شریعت کو ثابت جانتے هیں اور احکام اسلامی کو ناقابل تغیر مانتے هیں .لیکن یه بات بهی واضح هے که هرروز انسان کی ضروریات بدلتی جارهی هیں انسان کی زمان و مکان کے اعتبار سے بدلتی ضرورتوں اور در پیش مسائل میں استنباط بی معنی هیں پس ان امور اور مسائل استنباط کے علاوه دوسرے مسائل کی ضرورت هے جس سے ان نیازمندیوں کا جواب دیاجاسکتا جیسے قیاس استحسان وغیره..

استنباط میں افراط و تفریط :
افراط و تفریط صرف غیر دینی امور میں هی رائج نهیں هے بلکه امور دینی جیسے استنباط احکام بهی اس سے مستثنیٰ نهیں ، استنباط احکام میں بهی بعض علماء اسلام اعم از شیعه و سنی نے افراط و تفریط کا راسته اپنایا اگرچه اهل سنت استنباط

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حکام میں افراط و تفریط کے راستے پر پیغمبر اکرم(ص)کی وفاتت کے بعد ھی چل پڑے او رانھوں نے اس بھانے کے ساتھ دین میں ایسی ایسی بدعتیں رائج کردیں کہ عالم اسلام آج اس کا خمیازہ بھگت رھا ھے .
احادیث پیغمبر سے دوری اور قرآن سے صحیح استفادہ نہ کرنے کی بناپر وہ ایسے راستوں پر چل نکلے جو افراط و تفریط تک پھونچتے تھے .
بعض احادیث گرا ھوگئے اور اسے ظاھر بن گئے کہ صرف ظواھر احادیث و قرآن پر اکتفار کیا عقل و تفکر، تدبر و تفحص کے صحیح طریقوں کو چھوڑ بیٹھے صرف اپنی ظاھری عقلوں کو معیار بنا بیٹھے ، بعض نے احادیث
پیغمبر(ص)پر پابندی لگاکے صرف قرآن سے اپنی ناقص عقلوں کے ذریعہ دین کی تفسیر کرنا چاھی، تفسیر پیغمبر(ص)اور تفسیر اھل بیت علیھم السلام کا راستہ چھوڑ کر کون اپنی ناقص عقل کی تفسیر کے ذریعہ صحیح دین تک پھونچے سکتا ھے . نتیجہ وھی ھوا جو ھونا تھا کوئی افراطی بن بیٹھا کو ئی تفریطی .
سنی علماء نے کبھی تو قیاس کو جایز بنایا اور کبھی سدذرایع ، مصالح مرسلہ کا راستہ اپنایا اور کبھی دوسرے استقرائی طریقوں پر گامزن ھوئے او راسی طرح ایک مختصر مدت تک بعض شیعہ علماء بھی استنباط احکام میں صرف قرآن و روایات کو منبع مانتے ھوئے عقل کی حجیت پر معترض ھوئے اور انھوں نے عقل کو بعنوان منبع استنباط ماننے سے انکا رکردیا اگرچہ سبھی علماء شیعہ عقل کے استقرائی اور ظنی طریقوں مثلا قیاس و مصالح مرسلہ و ... کو بعنوان مبنع استنباط نھیں مانتے لیکن تقریبا سبھی علماء شیعہ عقل برھان و عقل قطعی کی منبعیت کے قائل ھیں صر ف بعض شیعہ علماء جوکہ اخباری ھیں عقل قطعی و برھانی کو بھی عقل ظنی و استقرائی کی طرح حجت نھیں مانتے اور اس کے منبع استنباط ھونے سے انکار کرتے ھیں.
پس اس کا نتیجہ یہ ھوا کہ بعض روایات پر بغیر کسی تحقیق کے عتماد کربیٹھے اور بعض نے ایسا راستہ اپنایا کہ احادیث کو کوئی وقعت ھی نھیں دی بلکہ صرف اپنی ناقص عقلوں کو ھی سب کچھ سمجھ بیٹھے تو وہ افراط کے راستے پر چل پڑے اوریہ تفریط کے جس سے شعیت میں اخباری گری اور سنیوں میں چار فقھی مسلک جو کہ آج موجود ھیں اور بقیہ دیگر فرقے جوکہ متعرض ھوگئے وجود میں آئے .

استنباط کو لاحق خطرسےبچانا :
تحریر کا یہ حصہ استنباط کو لاحق خطرات کی شناخت سے مربوط ھے کہ جسکا خلاصہ آپ کے پیش خدمت ھے .

1- قرآن سے دوری:
علامہ طباطبائی (رح) اپنی مشھور و معروف تفسیر المیزان میں اسلامی علوم کی قرآن سے دوری اور قرآن سے کنارہ کشی کے سلسلے میں لکھتے ھیں :
“اگر اسلامی علوم کی ماھیت پر نظر ڈالیں تو معلوم ھوگا کہ یہ علوم اس انداز سے ڈھالے گئے گویا ایک طالب علم بغیر قرآن کے ان تمام علوم کو سیکھ سکتاھے چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ وہ صرف نحو، بیان، لغت ،حدیث،رجال، درایہ، فقہ و اصول تمام علوم میں اجتھاد کی حدتک مھارت حاصل کرتاھے لیکن قرآن پڑھنے کی توفیق نھیں ھوتی ، قرآن مجید تو بس ثواب کا ذریعہ اور بچوں کو خطروں سے بچانے کا وسیلہ ھے”

قرآن سے دوری کئی خطرات کاباعث ھے :

الف : آیات الاحکام کا محدود کرنا :

فقھاء نے آیات الاحکام کی تعداد پانچ سو یا اس سے کمتر بتائی ھے اور ان میں چند آیات ھیں جو استنباط کے کام آتی ھیں کیونکہ کچھ آیتں تومکرر ھونے کی وجہ سے حذف ھوجاتی ھیں اور کچھ میں صرف ضروریات احکام کا بیان ھے . پس فقیہ جن آیات سے استنباط کرتاھے وہ بھت ھی کم ھیں اسی بناپر علماء اصول جب علم رجال کی ضرورت اور فوائد پر دلیل پیش کرتے ھیں تو کھتے ھیں کہ اکثراحکام کا دار مدار احادیث ھیں جبکہ قرآن کی ھر آیت منبع استنباط اور آیات الاحکام شمار ھوتی ھیں .

ب: ظھور قرآن پر روایت کا مقدم کرنا:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قرآن کریم صریح طورپر یہ حکم دیتا ھے قیام عدالت اور خدا کو گواہ پیش کیا کروچاھیے یہ گواھی تمھارے یا تمھارے والدین واقرابا کے خلاف ھی کیوں نہ جاتی ھو .
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ "اے ایمان والو! عدل و انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات یا اپنے والدین اور اقربا ہی کے خلاف کیوں نہ ہو"۔
شیخ طوسی (رح) ,,خلاف،،میں اجماع اور روایات کی بنیاد پر یہ فتوی دیتے ھیں باب کے خلاف بچہ کی گواھی قابل قبول نھیں ھے جبکہ محقق (رح) نے شرائع میں اس کی تردید کی ھے .

2- احتیاط کے سلسلے میں فردی نگاہ :
بعض فقھی فتوے جیسے رباميں چارہ اندیشی ، جھاد، وہ درخت پر جو کسی کی ملکیت میں نہ ھوں ان کو توڑنے کا جواز شخصی ملکیت میں ملنے والے دفینہ کی ملکیت کا جواز ، اس کی دلیل ھے کہ فقھاء گرامی اپنے استنباط میں مسلمانوں کے فردی مشکلات کو حل کرتے ھیں اور اجتماعی مشکلات کی طرف توجہ نھیں کرتے ایسی فکر شیعوں کی حاکمیت اور سیاسی قدرت سے دوری کا سبب ھوگی .
آیۃ اللہ خمینی(رح) رسالہ عملیہ کو منابع و نصوص دینی سے مقایسہ کرتے ھوئے لکھتے ھیں :قرآن اور کتب حدیث جو کہ اسلامی احکام و دستورات کے منابع میں شمار ھوتے ھیں ان میں اور رسالہ عملیہ جوکہ مجتھدین کا تدوین ھو کیا ھواتاھے. ان دونوں میں جامعیت اور اجتماعی زندگی پر تاثیر گذاری کے اعتبار سے کلی طور پڑا تفاوت پایا جاتاھے .
قرآن کے مقابلہ میں رسالہ کی جامعیت ایک فیصد بھی نھیں ھے .

3- فردی استنباط :
چند صدیوں سے احتیاط کو جو بلاگرییانگر کئے ھوئے ھے وہ فردی استنباط ھے . اس معنی میں کہ ایک فرد اپنی عصمت کے ذریعہ علمی مشروط کئے بغیر کی استنباط اور استخراج احکام کا آغاز کرتاھے .
یہ عمل اس لئے ایک آفت ھے کیونکہ علم فقہ ایک وسیع علم ھے جس کی مختلف شاخیں اور مختلف ابعاد اور اس سے مربوط تمام علوم پر احاطہ کرنا کسی ایک شخص کی قدرت سے باھر ھے . اس لئے استنبا ط کرنے والے کو چاھئیے پھلے دوسرے صاحب نظر افراد کے ساتھ علمی تبادلہ اور مشورت کرلے پھر اپنی رائ اور فتوی کا علان کرے.تقریبا نصف صدی سے یہ کام فقھاء کے درمیان شروع ھوگیا لیکن ابھی تک کامل صورت اختیار نھیں کی لیکن ایران کی اسلامی جمھوری حکومت میں شورای نگھبان نامی ایک شوریٰ ھے جس میں ایران کے چند فقیہ اس کی عضویت رکھتے ھیں اور مجلس میں پاس ھوئے قوانین کو شرعیت کے آئینہ میں پرکھتے ھیں اور اس کے سلسلہ میں اظھار رای کرتے ھیں او ریہ کام خود ایک طرح کا غیر عبادی مسائل میں شورای اجتھاد ھے .

4- فھم و تفسیر نص میں جمود کا ھونا :
مجتھدین کے دامن سے چمٹی ھوئی ایک اور آفت جمود فکری ھے دینی نصوص بالخصوص الفاظ روایات میں جمود پایاجاتاھے ، جمو د اس معنی میں کہ حدیث میں جولفظ آگیا بس اسی پر اکتفاکیاجاتاھے دیگر مشابہ موارد جوکہ شابہ قطعی رکھتے ھیں ان کی تعلیم نھیں دی جاتی یہ آفت در حقیقت اخباریوں کی خصوصیات کا حصہ ھے جو بھت سارے اصولیوں اور مجتھدین کو اپنے گھیرے میں لئے ھوئے ھے .
اور جو چیز اس آفت کا مقابلہ کرسکتی ھے وہ ھے فھم نصوص بہ تعبیر دیگر جھاں نص دلالت قطعی نہ رکھے بلکہ ظنی الدالہ ھو او ریہ یقین بھی ھو کہ متکلم حکیم دوراندیش، انسان شناس اور ظاھر و باطن امور سے آگاہ ھے ان امور کی روشنی میں نصوص کو سمجھاجائے اور اس کی تفسیر کی جائے ورنہ بند ذ ھنیت کے ساتھ حدیث و روایت کی جستجو کرنا شریعت کو کمزور دکھانے کے علاوہ کچھ نھیں کرسکتا .

5- موضوع شناس یا وہ جدید علوم سے بے توجھی :
ھر حکم شرعی کسی نہ کسی موضوع پر مترتب ھوتاھے جیسے سورای سوار کولئے ھوئے ھو فقھاء موضوع کی تعریف میں کھتے ھیں :
ھوالامرالذی یترتب علیہ الحکم الشرعی
موضوع ایسی چیز ھے کہ جس پر حکم کو لکھاجاتاھے.

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فقھاء نے موضوع کی کئی دستہ بندیاں کی ھیں او ریہ فقیہ کہ کو کن موضوعات میں تشخیص دینے کی ذمہ داری ھے اس میں اختلاف ھے .مرحوم آیۃ حکیمR نے موضوعات کو شرعی اور غرفی میں تقسیم کیا ھے . اور ان ھی کو روشن اور غیر روشن میں تقسیم کرتے ھیں ان کے نزدیک صرف غیر روشن موضوعات کو تشخیص دینا فقیہ کے ذمہ ھے .
صاحب عروہ موضوعات کو چار قسموں میں تقسیم کرتے ھیں :
1- شرعی.
2- عرفی.
3- لغوی.
4- خارجیہ .
اور صرف موضوعات شرعی کی تشخیص کو فقیہ کا وظیفہ جانتے ھیں اس میں تردید نھیں ھے کہ موضوعات شرعی میں فقھی اور دینی اصولوں کے تحت کام ھوتاھے لیکن دوسرے موضوعات میں فقھاء کے نزدیک اختلاف ھے لیکن بے شک موضوعات عرفی اور موضوعات خاص کو دینی مطالعات کی روشنی میں تشخیص نھیں دیاجاسکتا اس میں عرف اور مھارتوں کا سھارا لینا ضروری ھے آج علوم کے پھیلنے سے ان موضوعات کا جاننا بھتر ھوگیا ھے .اگر فقھاء اس نکتہ کی جانب توجہ کریں او ر موضوعات کی شناخت میں ماھرین سے مدد لیں تو ان کا فتوا اپنے موضوع کے مطابق ھوگا .
استاد محمد رضا حکیمی اجتھاد مطلوب تک پھنچنے کا راستہ بتاتے ھوئے کھتے ھیں اگر مجتھد فتوی دینے سے پھلے موضوعات کی شناخت میں ماھر ین سے مددلے خاص طور پر اقتصادی، سیاسی ،دفاعی،ثقافتی اور جھانی موضوعات میں کیونکہ موضوعات کی ماھرانہ تشخیص حکم کو بدل دیتی ھے اگر بھتر تعبیر میں کھا جائے اگر موضوع واقعیکی تشیخیص ھوجائے اور تمام ابعاد مشخص ھوجائیں تاکہ حکم اور فتوی اپنی صحیح شکل میں استنباط ھوسکے .

6- عوام زدگی:
فقھاء اور مجتھدیں استنباط احکام شرعی کے دوران خود پر معتبر دلائل کی پیروی کو لازم جانتے ھیں ، اسی کےمطابق قدم بڑھاتے ھیں اور فتوی دیتے ھیں لیکن بعض اوقات دلیل کے علاوہ دوسرے دغدغہ فقیہ کے سامنے ھوتے ھیں جو اسے دلیل کی پیروی سے روکتے ھیں اور وہ دغدغہ عبارت ھیں اجماع ،شھرت، کسی خاص دیندار گروہ کی خوشی یا نہ خوشی.
اجماع اور شھرت کا خوف اس حدتک اھمیت رکھتا ھے کہ اجماع اور شھرت کا ثابت ھونا ان علماء اور متفکران کو جوحضور کے زمانہ کےذریعہ سےنزدیک تھےمطلب کو کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے ھیں .
ممکن ھے کہ یھاں کوئی قرینہ اور شاھد یا کوئی دلیل و تائید موجود تھی جو دھرے زمانی فاصلہ کی ختم کر دیا البتہ یہ بات قابل غور و فکر ھے کہ بھت سارے ایسے فقیہ بھی تھے اور ھیں جنھوں نے اجماع اور شھرت کے فتوی دیاھے .
گرچہ انھیں بھی بعض مسائل میں اجماع اور شھرت کا خیال تھا بھرحال اگر شھرت اور اجماع کو قابل اعتنا مان لیاجائے تب بھی عوام زدگی اور بعض دینی گروھوں کی خوشنودی کی کوئی توجیہ نھیں کی جاسکتی لیکن میدان عمل میں فقھاء نے اسی گروہ کی خوشنودی یا مخالفت کے خوف سے اپنی رائ اور اظھار نظر سے چشم پوشی کی ھے .

7- فقیہ مقارن پر توجہ دینا :
اسلامی فقیہ نے مسلسل اپنی حیات میں بھت سے ایسے فکری حوادث کا مشاھد کیا ھے جس کی وجہ سے تقسیم بندی اور نام گذاری وجود میں آئی جیسے فقہ فقہ المذھب، فقیہ اخبارگری فقہ ظاھری، تاریخ میں ایسے حوادث کا پیش آنا ایک دورسرے پر ناظر ھوتے ھیں کوئی شک و تردید نھیں رکھتا اگر چہ ایک ایک اپنے راستے پر چلا اور کوئی بھی ایک دوسرے سے نزدیک یا قریب نھیں رکھتا لیکن شروع میں مسائل اور جعرافی اعتبار سے فقیہ کے معزرو ھونے کی بناپر یہ ایک دوسرے کے ناظر تھے اس بنا پر دور سے مذاھب کی شناخت اور آگاھی کے بغیر فقھی مسائل کو سمجھنا احتیاط کے لئے نہ ور ستی اور غلط فھمی کا سبب بنے گا.

8- زمان سے دوری اور پرانے مسائل کو پیش کرنا:
زمان شناس اور اس میں حضور اور زندگی کی ھر شرائط کو درک کرنا اور دینی معارف علماء کے زمہ ھیں علماء اور فقھاء کو چاھیے کہ وہ معارف دینی جو دوسرں کے زمہ کررھے ھیں ان میں پھلے زمان شناس کو مقدم کریں .

استنباط میں زمان و مکان کی تاثیر:

جوکچھ بیان کیا گیا اس سے واضح ھوتاھے کہ" اجتھاد میں زمان و مکان "کی بحث تاریخی اعتبار سے آغاز فقہ شیعہ کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ھے اور یہ بحث فقہ کی ترقی اور تازگی اور واقعات و حوادث کی جوابدھی میں خاص اھمیت کی حامل ھے موجودہ دور میں اس فقھی مبناکے علمدار آیۃاللہ خمینیR تھے ھماری کوشش یہ ھے اس سلسلے میں ان کے بعض نکات اور جودیگردانشمندوں نے بیان کیا ھے اسے مختصر اور آشنائی کی حدتک بیان کریں. اس لئے کہ اس موضوع میں تفصیلی گفتگو بالخصوص اس بحث میں موجود اختلاف نظر ایک مستقل کتاب کی طلبگار ھے ھم نے پھلے بھی اس نکتہ کی جانب اشارہ کیا ھے کہ ھمارے عقیدہ کے حساب سے اسلام میں کوئی قانونی خلاءنھیں پایاجاتا اس لئے قیاس ورای کے سھارے کی کوئی ضرورت نھیں ھے . اگر ھمارا ھدف قانوں سازی ھوتا تواس صورت میں ھم قیاس ورائ وغیرہ پرتکیہ کرتے اور اس کی ضرورت اھمیت کے اثبات پر زورلگاتے اور یہ کوشش کرتے کہ کسی طرح ھمارا بنائے ھوئے قانون کی کوئی ضرورت نھیں ھے بلکہ جس طرح امام صادقنے فرمایا: یہ اور اس جیسے (احکام و مسائل) کو کتاب خداسےسمجھاجاسکتاھے ، پس عمل کی صورت میں ھم اپنی ذمہ داری اور تکلیف شرعی (جو ادلہ شرعی سے کشف احکام) کو ادا کرتے ھیں ھاں یہ ضرورھے کہ چونکہ ھم معصوم نھیں ھیں اس لئے بھرحال خطاکاامکان ھے . اس لئے ھم تخطئہ (امکان خطا) کے قائل ھیں نہ کہ تصویب کے .زمان و مکان کی نیازمندوں کی شناخت ھر دور میں اھم رھی ھے .لیکن ھمارے دور میں اس کی اھمیت اور بھی بڑھ گئی ھے ھم ان نیامندوں کی شناخت کے بغیر رائج مشکلات و مسائل تو حل نھیں کرسکتے خاص طور سے حکومت اسلامی میں انسان کی فردی اور اجتماعی، سیاسی ، اقتصادی، و حقوقی، مسائل کی جانب توجہ نہ کی گئی تو وہ اپنے مسائل بیگانوں سے حل کروائیں اور یہ اسلام و مسلمانوں کے حق میں بھت بڑی خیانت ھوگی .آیۃ اللہ خمینیR فقہ شیعہ کی غنایئیت کے پیش نظر اس سلسلے میں فرماتے ھیں :میں سنتی فقہ اور اجتھاد جواھری کا قائل ھوں او راس سے تجاوز کو جایز نھیں سمجھتا اجتھاد کی وھی پرانی روش صحیح اور درست ھے اس کےمعنی یہ نھیں کہ اسلامی فقہ میں نوآوری اور پیشرفت و ترقی نھیں ھے بلکہ زمان اور مکان اجتھاد کے دو اھم ترین اور فیصلہ کن عناصرھیں جو مسئلہ پھلے ھی سے کسی حکم کا حامل تھا اب وھی مسئلہ ممکن ھے جدید سیاسی، اقتصادی ،اور اجتماعی روابط کے پیش نظر اس کا حکم بدل جائے یعنی اقتضادی سیاسی اور اجتماعی روابط کی دقیق شناخت کی بناپروہ موضوع اول جو قدیم حکم کا حامل ھے وھی موضوع ان جدید روابط کی وجہ سے ایک نیا موضوع بن گیاھے.

اور نیا موضوع اس لئے نیاحکم چاھتاھے پس مجتھدکو چاھیے ، کہ اپنے دورکے مسائل سے آگاہ ھو او ران پر احاط رکھے. ایک اور جگہ فقھاء کی موجود مسائل سے آشنائی کے سلسلے میں فرماتے ھیں: حوزے اور روحانیت کو چاھئے کہ سماج کی فکر اور مستقبل کی باگ ڈور کو ھمیشہ اپنے ھاتھ میں رکھیں زیرا ممکن ھے لوگوں کے امور کو آج اپنے مشکلات کے حل کے لئے اسلام کے جدید مسائل کی ضرورت محسوس کرے ،اس لئے علماء اسلام کو ابھی سے آیندہ در پیش مسائل کی فکر کرنی ھوگی . 1

زمان و مکان کی تاثیر گذاری اتنی اھم ھے کہ غیر مستقیم طورپر ناخوداگاہ اچانک فقیہ کہ استنباط میں ظاھر ھوجائے اسی لئے ایک زمان شناش فقیہ کا اجتھاد موجود مسائل سں ناآشنا فقیہ کے نزدیک نادرست اور غیر فنی ھوگا.

شھید مطھری فرماتے ھیں :اگر کوئی فقھاء کے فتووں کا ایک دوسرے سے مقابلہ اور مقایسہ کرے اور ضمنا فقیہ کے حالات اور اس کے ظرز تفکر کو نظر میں رکھے تو اسے اندازہ ھوگا کہ کسی فقیہ کے ساتھ حالات اور خارجی اطلاعات کا اس کے فتوون پر کتنا اثر پڑاھے یھانتک کہ فقیہ عرب کے فتووں سے عرب کی بو اور عجم کے: فتوں سے عجم کی بو آتی ھے . ایک دھاتی کا فتوی دھات کی بو اور ایک شھرکا فتوی شھر کی بودےگا.

یہ دین دین خاتم ھے اور کسی خاص زمانے سے مخصوص نھیں ھے اور اس کا تعلق تمام مناطق اور تمام ادوار سے ھے اسلام ایسادین ھے کہ جو انسان کی زندگی کے نظام اور ترقی کے لئے آیا ھے .

کیسے ممکن ھے کہ کوئی فقیہ موجودہ حاکم نظاموں سے بے خبر ھو او زندگی کے تکامل اور ترقی پر ایمان نہ رکھتاھو اور اس کے باوجود اس دین کے اعلی دستورات جو انھی موجودہ نظام کے لئے آئے ھیں اور اس ترقی وور کامل طور سے صحیح استنباط کرسکے . 2

البتہ شھید مطھری (رح) کے اس بیان کو بصورت کلی ماننا تامل ھے کیونکہ اس کے موارد بھیت محدود ھے شھید کے مذکورہ قول صرف انھی موارد سے مربوط ھیں ورنہ ساری فقہ اور سارے فقھاء زیر سوال آجائیں گے .

----

1 .صحیفہ نور ،ج21،ص 98

2 . شھید مطھری ، اجتھاد در اسلام مجموعہ آثار ،ج20 ص181و182 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

تمهید
هماری گفتگو کا عنوان هے منابع استنباط فریقین کی نظر میں ، روشن هے که اس وسیع موضوع پر تحقیق کےلئے ایک مقاله نهیں بلکه ضخیم کتابوں کی ضرورت هے اسی لئے هم اس موضوع پر سرسری نگاه دوڑاتے هوئے صرف کلی مسائل کے بیان پر اکتفا کریں گے امید هے اهل تحقیق اس موضوسع کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرکے اس کے هر ایک گوشے پر مستقل تحقیق کریں گے ۔

چند اهم نکات
مقدمه میں لازم هے که اهم نکات کی جانب توجه دلائی جائے :

پهلانکته
صرف نظام تکوین هی نهیں بلکه نظام تشریع بهی خدا کے اختیار اور اس کے اراده کے تحت هے اسی لئے خدا کے علاوه کسی کو قانون سازی اور شرعی احکام کو وضع کرنے کا حق نهیں هے فقهاء کی تو دور کی بات هےخود انبیاء کو بهی حق نهیں ملا ان کی ذمه داری صرف تبلیغ کرنا اور احکام کو و اضح اور روشن طور پر بیان کرنا تها چنانچه قرآن مجید میں ارشاد هے ،
ما عَلَى الرَّسُولِ إِلاَّ الْبَلاَغُ ۔
“"رسول پر تبلیغ کے علاوه کوئی ذمه دارری نهیں”" ۔ 1
ایک مقام پر ارشاد هے :
* قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ *.
“"انهوں نے کها که علم تو بس الله کے پاس هے اور میں اسی کے پیغام کو پهنچادیتا هوں ”" 2

رسول خد(ص)که جسکی برتری تمام انبیاء پر ثابت اور مسلم هے انهیں بهی وضع احکام کا حق نهیں اسی لئے قرآن نےکهیں بهی انهیں شارع کی حیثیت سے نهیں پهچنوایا بلکه مبلغ کی حیثیت سے انهیں پهچنوایا هے چنانچه ارشاد رب العزت هے:
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ .
“" اے پیغمبر! آپ اس حکم کوپهنچادیں جو آپ کے پرورد گار کی طرف سےنازل کیا گیا ”" 3
سورۂنحل میں آیا هے که غیر خدا کی جانب سے احکام وضع کیا جانا در حقیقت خداکی حاکمیت اور اس کی ولایت کا انکار کرنا هے اپنی جانب سے حلال و حرام کا تعین کرنا ذات خداوندی پر بهتان باندهنا هے خداوند عالم ایسے افراد کو خبردار کرتے هوئے ارشاد فرماتا هے :
وَلاَ تَقُولُواْ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَـذَا حَلاَلٌ وَهَـذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُواْ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ لاَ يُفْلِحُونَ.
“اور خبردار جو تمهاری زبانیں غلط بیانی سے کام لیتی هیں اس کی بنا پر نه کهو که یه حلال هے اور یه حرام هے جواس طرح خدا پر جهوٹا بهتان باندهتے هیں ان کے لئے فلاح و کامیابی نهیں هے ”۔ 4
حاکمیت صرف اور صرف خدا سے مخصوص هے تنها وهی ذات هے جو کائنات کے سا ته تکوینی نظام کو اپنی قدرت و تدبیر سے چلاتا هے خداکی اسی انحصار ی حاکمیت کو (توحید در خالقیت) او رتوحید د رربوبیت ، سے تعبیر کیا جاتاهے ۔
خدا کے علاوه کسی اور کی حاکمیت کا تصور بهی نهیں کیا جاسکتا اسی لئے خداوند عالم بڑے تعجب او ر سوالیه انداز میں پو چهتا هے:
*هل مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاء وَالْأَرْضِ *۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

“"کیا خدا کے علاوہ بھی کوئی خالق ھے جو آسمان و زمین سے روزی دیتا ھو ”"- 5
قرآن مجید کئی مقام پر واضح او رمطلق طور پر بیان کرتا ھے کہ حکم اور دستور دینا صرف خدا کا حق ھے ۔

وَاللّهُ يَحْكُمُ لاَ مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۔
“اللہ ھی حکم دینے والا ھے کوئی ان کے حکم کو ٹالنے والا نہیں ”- 6
جس طرح تکوینی نظام میں خدا کی انحصاری حاکمیت کو توحید در خالقیت او رتوحید در ربوبیت سے تعبیر کیا جاتا ھے بالکل اسی طرح نظام تشریع میں اس حاکمیت کو توحید د رحکومت سے تعبیر کیا جاتاھے یہ مطلب بھی قرآن میں کئی مقامات پر پیش کیا گیا :
إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۔
“بے شک حکم کرنے کا حق خدا کو ھے اور اسی نے حکم دیا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے کہ یھی مستحکم اور سیدھا دین ھے ”- 7
صرف دو صورتوں میں غیر خدا کی جانب سے حکم صادر ھوسکتا ھے ، ایک یہ کہ اسکا حکم کرنا اللہ کے اذن سے ھو جیسے کہ جناب داوٴد کو خطاب ھوا :
*يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ *۔
“" اے داوٴد ھم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ھے لھذ تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو ”"- 8
دوسرے یہ کہ اس کے حکم کی بازگشت حکم خدا کی جانب ھو یعنی در حقیقت اس کا حکم اللہ کی مشیت او راس کے حکم و ارادہ کے مطابق اور حمایت پرور دگار کے ساتھ ھو یعنی مستقل اور دلخواھی کے ھمراہ نہ ھو ۔
*وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ اللّهُ *۔
“"اور پیغمبر آپ ان کے درمیان تنزیل خدا کے مطابق بھی فیصلہ کریں ”"- 9
خدا کے علاوہ کسی اور کے حکم کی شرط یہ ھے کہ اس کا حکم اللہ کے حکم اور مشیت کے مطابق ھو ، اسی صورت میں غیر خدا کا حکم کرنا اوردستور دینا توحید در حکومت سے منافات نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ کام در حقیقت خدا کے اذن سے انجام پاتا ھے خلاصہ یہ کہ ھر صورت میں حق قانون اور حق حکومت خدا سے مخصوص ھے ۔
----

1 . مائدہ ، 99 .
2 . احقاف ، 23 .
3 . مائدہ ، 67 .
4 . نحل ،116 .
5 . فاطر ، 3 .
6 . رعد ، 41 .
7 . یوسف ، 40 .
8 . ص ، 26 .
9 . مائدہ ، 49 .

دوسرا نکتہ

تمام فقھاء اسلام اپنے اختلاف مذھب کے باوجود اھم ترین منابع استنباط میں اشتراک نظر رکھتے ھیں ھر ایک کے نزدیک قرآن وسنت استنباط احکام کے اساسی ترین رکن شمار ھوتے ھیں ، ان کے اختلاف کی وجہ صرف قرآن فھمی او رسنت کو سمجھنے کا فرق ھے اجماع کی حجیت کے معیار اورعقل کی اھمیت و ارزش کا فرق ھے ۔ان کے علاوہ اور بھی فقھی منابع ھیں جو تمام مذاھب اسلامی میں مورد اتفاق نہیں بلکہ ان میں اختلاف پایا جاتا ھے جیسے قیاس استحسان و غیرہ کہ ان کا ذکر آئندہ مباحث میں ھوگا ۔

تیسرا نکتہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فقهائے اسلام منابع استنباط کے استعمال میں ایک خاص نظم کا لحاظ رکھتے ھیں عام طور پر جو راستہ یقین تک پھنچتا ھے اسے تمام دوسرے راستوں پر مقدم رکھتے ھیں اس کے بعد دلائل ظنی کہ جسے امارات کھا جاتا ھے رجوع کرتے ھیں اگر اس کے باوجود شک و تردیدباقی رہ جائے تب ادلہ احکام ظاھری کی نوبت آتی ھے ۔

توضیح :

منابع استناط ھمیشہ یقین آور نہیں ھوتے بلکہ بعض منابع صرف حکم شرعی کا گمان دلاتے ھیں اور بعض اوقات شک وجدانی بھی بر طرف نہیں کرتے اسی لیے فقیہ پر لازم ھےکہ ادلہ ظنی اور قواعد و اصول جو حالت شک میں انسان کے وظیفہ ءعملی کو مشخص کرتے ھیں ان اصول وقواعد کے اعتبار و ارزش کو مشخص کرے اور وہ علم جس میں ان مباحث پر گفتگو ھوتی ھے "علم اصول" کھاجاتا ھے اور وہ حکم جو حالت شک میں ادلہ ءظنی اور اصول عملیہ کے جاری کرنے سے حاصل ھوا اسے "حکم ظاھری" کھتے ھیں لیکن احکام ظاھری کی حجیت کے دلائل کوقطع و یقین کے ذریعے ثابت ھونا شرط ھے اسی لئے مشھور کا کھنا ھے :

ظنیۃ الطریق لاتنافی قطعیۃ الحکم ۔

دلیل ظنی حکم کے قطعی ھونے سے منافات نہیں رکھتی ۔

اھل سنت کے بعض علماء کے نزدیک دلائل استنباط کی ترتیب کچھ اس طرح ھے :

ان کے نزدیک سب سے پھلی دلیل جو ایک مجتھد کو تما م دلائل سے بے نیاز کرتی ھے اجماع ھے اگر کسی مسئلہ پر اجماع موجود ھو تو دوسری دلیلوں کی جستجو لازم نہیں ھے اسی لئے اگر کتاب و سنت اجماع کے خلاف ھوں تو کتا ب و سنت کی تاویل کرنی ھوگی یا اس حکم کو مسنوخ تسلیم کرنا ھوگا ۔

اجماع کے دوسرے مرتبہ پر کتاب و سنت معتبر ھے اور آخر میں خبرواحد و قیاس سے استفادہ کیا جاتاھے ۔

مذکورہ مقدمات اور نکات کے پیش نظر اپنی بحث کا آغاز ان منابع کے ذکر سے گریں گے جو فریقین کے نزدیک معتبر اور متفق ھیں ۔

“ "فریقین کے مورد اتفاق منابع استباط ”"۔

الف: قرآن

احکام الھی کا اھم ترین اور بنیادی ترین منبع و مدرک قرآن ھے ، قرآن عقائد، تاریخ، اخلاق او راحکام کامجموعہ ھے احکام سے مربوطہ حصہ کو اصطلاح میں آیات الاحکام “"یا "” احکام القرآن کھتے ھیں ۔

کھا جاتاھے کہ قرآن میں من جملہ پانچ سو آیتیں احکام سے مربوط ھیں لیکن بعض یہ مانتے ھیں قرآن کی اکثر آیات کسی نہ کسی جھت سے استنباط احکام میں کام آتی ھیں کبھی صریح طورپر احکام کا ذکر ملتا ھے اور کبھی استنباط کے ذریعے انھیں کشف کیا جاتاھے استنباط میں کبھی ایک آیت کو دوسری آیت سے ملاکر حکم مشخص کیا جاتاھے اور کبھی کسی آیت کو ایسی روایت کہ جس میں اس کی تفسیر بیان کی گئی ھو اضافہ کیا جاتا ھے اور احکام استنباط کئے جاتے ھیں لیکن ھماری نظر میں یہ بات ایک قسم کی مبالغہ آرائی ھے "کشف الظنون " میں احکام القرآن کی سب سےپھلی کتاب شافعی کی کتاب مانی گئی جب کہ ابن ندیم نے "الفھرست"میں کلبی کی "حکام القرآن "کو پھلی کتاب شمار کیا ھے ابو نصر محمد بن سائب بن بشربن کلبی امام صادق کےاصحاب اور مذھب امامیہ کے بزرگ دانشمندوں میں شمار ھوتے ھیں شیخ آقابزرگ تھرانی اپنی کتاب"الذریعہ " میں ندیم کی کتاب کا حوالہ دیتے ھوئے لکھتے ھیں کہ احکام القرآن کےسلسلہ میں سب سے پھلی کتاب محمد بن سائب کلبی نے لکھی نہ کہ شافعی نے اس لئے کہ محمد بن سائب کلبی کی وفات142 ھجری میں ھوئی جب کہ شافعی نے 155 ھجری میں وفات پائی ۔

آیات الاحکام سے مربوط کتابیں تو بھت زیادہ ھیں نہ جانے تاریخ کے نشیب وفراز میں کتنی کتابیں تباہ و برباد ھو گئیں کہ جن کا کھیں صرف نام موجود ھے اور بعض کے تو نام بھی نہیں معلوم انھی تباہ شدہ نایاب کتابوں میں “النھایۃفی تفسیر خمس مأہ آیۃ” ھے کہ جس کا ذکر صاحب کنز العرفان نے مکرر اپنی کتاب میں کیا اور اس سے مطالب بھی نقل کیے ھیں .

بھر حال قرآن سے تین مباحث ھمارے مدّ نظر ھیں ۔

1- صدور قرآن کی بحث یعنی یہ ثابت کرنا کہ قرآن خدا کی جانب سے ھے ۔

2- عدم تحریف قرآن کی بحث ۔

3- احکام و استنباط پر قرآن سے استناد و دلیل پیش کرنا ۔

----

1 . - قرآن کی تعریف :

یهاں قران سے مراد یهی مقدس کتاب هے جو آج همارے اختیار میں هے اس کے الفاظ خدا کی جانب سے هیں مشهور کی نظر میں اس کی نگارش جمع و ترتیب اور تدوین سبهی کام رسول خد(ص) کےزمانے میں اور آپ هی کے حکم سے انجام پائے پهر یه کتاب مسلمانوں کے درمیاں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل هو رهی.

2 .الاتقان ،ج4 ،اللباب فی اصول الفقه ،ص 51 .
3 . - دین و شریعت کی شناخت میں قرآن کی مرجعیت:

قرآن خود اپنی تعریف میں کهتاهے :

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ
"حق و انصاف اور سیدهے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والی ہے"
اور قرآن بهی اسی حقیقت پر مشتمل هے جس حقیقت پر گذشته پیغمبروں کی شریعت تهی چنانچه قرآن اس سلسلے میں فرماتاهے :
شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ 2 " اس نے تمہارے لئے دین میں وه راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور جس کی وحی پیغمبرنے تمہاری طرف بهی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم علیہ السّلام موسٰی علیہ السّلام اور عیسٰی علیہ السّلام کو بهی کی ہے"
اسی با ت کو بطور جامع فرماتاهے : وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ 3 " اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے"
ان مذکوره آیات کا خلاصه یه هے که قرآن تمام آسمانی کتابوں کے مقاصد کی حقیقت پر مشتمل هے . یهی نهیں بلکه اس سے کهیں زیاده حقائق اپنے اندر سموئے هوئے هیں اور اعتقاد وعمل سے مربوط هر وه چیز جو راه سعادت کو طے کرنے کے لئے ضروری هے اس کتاب میں کامل طور پر بیان کئی گئی هے اور اس کا یهی کامل و تمام هونا اس بات کی بهترین دلیل هے که اس کی صحت و اعتبار کسی خاص زمانے سے مخصوص نهیں هے دین و شریعتت کی شناخت میں قرآن کی مرجعیت پر مذکوره آیات کے علاوه متعدد روایات میں بهی تاکید آئی هے ان میں سے بعض روایت هم یهاں نقل کرتے هیں.
امام صادق فرماتے هیں :
"مَا مِنْ أَمْرٍ يَخْتَلِفُ فِيهِ اثْنَانِ إِلَّا وَ لَهُ أَصْلٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَكِنْ لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُ الرِّجَالِ"4
اور امام باقر سے نقل هواهے : "إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَدَعْ شَيْئاً يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْأُمَّةُ إِلَّا أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ وَ بَيَّنَهُ لِرَسُولِهِ ص وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ حَدّاً وَ جَعَلَ عَلَيْهِ دَلِيلًا يَدُلُّ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ عَلَى مَنْ تَعَدَّى ذَلِكَ الْحَدَّ حَدّاً "5
رسول خد(ص) نے بهی ایک حدیث میں قرآن کی تعریف میں فرمایا:
"وَ هُوَ الدَّلِيلُ يَدُلُّ عَلَى خَيْرِ سَبِيلٍ وَ هُوَ كِتَابٌ فِيهِ تَفْصِيلٌ وَ بَيَانٌ وَ تَحْصِيلٌ وَ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ وَ لَهُ ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ فَظَاهِرُهُ حُكْمٌ وَ بَاطِنُهُ عِلْمٌ ظَاهِرُهُ أَنِيقٌ وَ بَاطِنُهُ عَمِيقٌ"6
اسی طرح امام صادق سے روایت هے که :
"كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ كُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ"7
اب یه بات واضح هوگئی که قرآن شناخت دین بالخصوص شریعت اور اسلام کے عملی احکام کی شناخت کا اساس ترین منبع هے. اس خصوصیات کے پیش نظر اس کتاب آسمانی سے مربوط چند مباحث کو ذیل میں پیش کرتے هیں .
(مترجم)

----
1 . سوره ،احقاف ، آیه ،30 .
2 . سوره شوری ، آیه 13 .
3 . سوره نحل ، آیه 89 .
4 . اصول کافی ، کتاب فضل العلم ، باب الرد الی الکتاب و السنه ، حدیث 6 .
5 . اصول کافی ج1، ص .60 .
6 .گذشته حواله ،حدیث 2.
7 . اصول کافی ، کتاب فضل العلم ، باب الاخذ بالسنه و شواهد الکتاب ، حدیث 3 .

4 . علامه طباطبائی ، محمد حسین ، اسلام میں قرآن ، ص 27 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قرآن اللہ کا کلام ھے .

"قرآن اللہ کا کلام ھے "یہ بحث ایک کلامی بحث ھے جس میں شواھد و دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کیا جاتاھے کہ قرآن اللہ کا کلام ھے ۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ بھی یھی ھے وہ قرآن کو اللہ کی وحی مانتے ھیں-1 جو اس نے اپنے حبیب ، حضرت محمد مصطفی(ص) پر نازل کی ، وقت نزول پیغمبر(ص)کو یہ یقین حاصل تھا کہ یہ کلام اللہ کی جانب سے ھے اور نزول و دریافت کے بعد پیغمبر(ص)خدا بغیر کسی کم و کاست کے اسے لوگوں تک پھنچایا کرتے اور ان پر تلاوت کرتے تھے اس وقت سے آج تک قرآن میں کوئی تغیر و تبدل اور کوئی تحریف نھیں ھوئی ، آج جو کتاب ھمارےھاتھ میں ھے یہ وھی حقیقی قرآن اور اللہ کا واقعی کلام ھے یھاں تک کہ بعض افراد کے عقیدہ کے مطابق آیات و سور کی ترتیب اور ان کا آغاز و اختتام سب اسی ترتیب سے ھے جس ترتیب سے قرآن نازل ھوا اور یہ قرآن وھی قرآن ھے جسے خدانے جبرئیل امین کے ذریعے پیغمبر امین پر بھیجا تھا۔ 2
قرآن کے وحی الٰھی ھونے کا مطلب یہ نھیں ھے قرآن صرف معنی و مفھوم میں وحی ھو بلکہ اس کے تمام الفاظ بھی اللہ ھی کی جانب سے ھیں یھیں سے قرآن اور روایات کے درمیان فرق واضح ھوجاتاھے اس لئے کہ اکثر احادیث عیناً پیامبر و ائمہ علیھم السلام کے کلمات نھیں ھیں بلکہ اصحاب نے پیامبر سے جو کچھ سنا اسے اپنے الفاظ میں نقل معنی کیا ھے ائمہ علیھم السلام نے تغیر عبارات و الفاظ کی اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ معنی و مفھوم حدیث باقی رھے-3 فقھائے امامیہ محدثین او راکثر اھل سنت احادیث میں نقل معنی کو جایز جانتے ھیں فقط اھل سنت کے بعض محدثین اسے جایز نھیں جانتے ۔
لیکن قرآن میں نقل معنی جایز نھیں ھیں پیغمبر خدا نے تمام آیتوں کو ویسے ھی بیان کیا جیسے وہ نازل ھوئیں ، یھاں تک کہ وہ آیتیں جس میں خدانے صرف پیغمبر کو خطاب کیا اور کلمہ قل کے ذریعہ رسول کو مورد خطاب قرار دیتے ھوئے اپنے پیغام کو پھنچایا او رکھا ""قل ھو اللہ احد" اے رسول !آپ کھدیجئے اللہ ایک ھے یھاں پیغمبر خدا اگر چاھتے تو کلمہ قل کو حذف کرکے خود پیغام کو لوگوں تک پھنچادیتے اور کھتے (ھو اللہ احد) اللہ ایک ھے ۔ لیکن پیغمبر جب لوگوں کے لئے آیات کی تلاوت کرتے تو جیسے آپ نے آیت کو دریافت کیا ویسے ھی بغیر کسی حذف و اضافہ کے اسے پھنچادیتے اس لیئے کہ کسی کو یہ حق حاصل نھیں ھے کہ قرآن سے کسی کلمہ کو کم یا زیاد ہ کرے یا فقط نقل معنی کرے ۔ 4
رسول (ص)کی جانب سے عدم تحریف کی دوسری مثال کہ جس میں خدانے فرمایا :
""*لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا" * . 5
اور دوسری جگہ فرمایا :
""*وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا" * . 6
پھلی آیت میں من سے پھلے واو نھیں ھے اور دوسری آیت میں و او کا ذکر ھے پیغمبر نے اس دو قسم کی وحی کو حفظ امانت کے ساتھ بغیر کسی تغیر کے لوگوں تک پھنچایا ھے .
علم کلام اور علوم قرآن میں بے شمار دلائل ھیں کہ جس کے ذریعہ حقانیت قرآنی کو ثابت کیا گیا حقانیت اس معنی میں کہ موجود ہ قرآن جو ھمارےدرمیان ھے یہ وھی قرآن ھے جو پیغمبر اکرم(ص)پر نازل ھوا تھا اس مطلب کو صدر اسلام سے لے کر آج تک وجوہ اعجاز او رتواتر کے ذریعے ثابت کیا جاسکتا ھے مرحوم جواد بلاغی نے وجوہ اعجاز کی تعداد بارہ اور صاحب مناھل العرفان نے چودہ اور بعض نے جیسے کہ سیوطی نے "معرک الاقران میں 35 وجوہ اعجاز بیان کیے ھیں ۔

----

1 . (مترجم) 3- موجودہ قرآن کی حجیت :

قرآن کا شمار دلیل نقلی میں ھوتاھے ، اور ھر دلیل نقلی میں سند و دلالت کی بحث لازم ھے . محققین کے نزدیک اس بات میں کوئی شک نھیں کہ جو قرآن آج ھمارے ھاتھوں میں ھے یہ وھی قرآن ھے جو پیغمبر اکرم(ص) اور ائمہ علیھم السلام کے زمانے میں لوگوں کے درمیان موجود تھا . اس لئے کہ موجودہ قرآن تواتر کے ذریعے نقل ھوا ھے یعنی مسلمانوں کی ایک نسل سے دوسری نسل تک پھنچا اور اس میں کوئی کمی یا زیادتی نھیں ھوئی ھے . اس کے علاوہ ائمہ علیھم السلام نے لوگوں کے ھاتھوں میں موجودہ قرآن کی حجیت کی تائید کی ھے .
اصولیوں کے نزدیک موجودہ قرآن کی حجیت ایک اصل مسلم ھے اسی لئے جب علم اصول میں ادلہ استنباط کی بات آتی ھے تو وھاں حجیت قرآن پر بحث نھیں کی جاتی کیونکہ اسےتصدیق مبادی ی کے عنوان سے استنباط احکام کے لئے قبول کیا جا چکاھے .
عظیم شیعہ فقیہ صاحب مفتاح الکرامہ سید محمد جواد عاملی تواتر قرآن کے سلسلہ میں دوسرے فقھاء کے بیانات نقل کرنے کے بعد

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کهتے هیں بحکم عادت قرآن کی تمام تفاصیل یعنی اس کے اجزاء، الفاظ ،حرکات و سکنات اور هر آیت کا اپنے مقام میں قرار پانا یه سب تواتر سے ثابت هونا چاهئیے کیونکه نقل قرآن کے لئے انگیزه اور علت موجود تهے ، اس لئے که قرآن تمام احکام کی اساس اور معجزه دین شمار هوتاهے .

1- (مترجم) مفتاح الکرامه ، ج 2 ، ص 390 .)

2 . اصول الفقه ، ج2 ،ص 51 .
3 . الفوائد الحایریه ، وحید بهبهانی ، ص284 .
4 . معالم الدین ، ص2
5 . شوری ،7 .
6 . انعام ، 92

عدم تحریف قرآن

تمام اسلامی محققین خواه شیعه هو یا سنی سبهی کے نزدیک زمان نزول سے لیے کر آج تک قرآن میں ذره برابر تحریف نهیں هوئی آج جو قرآن همارے درمیان هے یه وهی قرآن هے جو پیغمبر اکرم(ص)پر نازل هوا ۔ قرآن میں احتمال تحریف ان شبهات میں سے هے جس کی کوئی اساس نهیں یهاں تحریف سے مراد قرآن میں کمی یا زیادتی هے که قرآن اس قسم کی تحریف سے محفوظ هے ۔

تحریف کے بارے میں جو روایات آئی هیں ان میں بعض ضعیف اور بعض تحریف معنوی اور بعض کلمات اور جملات قرآن کی تفسیر کے معنی میں هے . بعض یه تصور کرتے هیں که تحریف کی یه روایات صرف شیعوں کی کتاب میں هیں جبکه ایسی روایات برادران اهل سنت کی کتابوں میں بهی نظر آتی هیں مثال کے طور پر آپ صرف مسند احمد کی جلد اول اور صحیح ترمذی کی جلد پنجم مراجعه کیجئے آپ کو هماری بات کی تصدیق هوجائے گی . لیکن یه روایات مذکوره مطالب کے علاوه کتاب او رسنت معتبر کے بهی مخالف هیں کیونکه قرآن ایسی کتاب هے جس میں باطل کا گزر بهی نهیں هے چنانچه خداوند عالم سوره فصلت میں ارشاد فرماتاهے :

"*لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" * . 1

یه آیت قرآن میں هر قسم کے باطل کے نفوذ کا انکار کرتی هے (جس میں تحریف بهی شامل هے) پس قرآن بطور مطلق نفوذ باطل کا انکار کررها هے زمان نزول اور اس کے بعد کسی بهی یا گروه کے ذریعه قرآن میں تحریف هونا ناممکن هے ۔

ایک اور مقام پر ارشاد هے ۔

"*إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ " *2

اس کے علاوه حدیث ثقلین میں قرآن اور عترت پیغمبر(ص)کا حوض کوثر تک ساتھ هونا اور مسلمانوں کو روزقیامت تک ان سے تمسک کاحکم دینا اس بات کی دلیل هے که قرآن رهتی دنیا تک تحریف سے پاک هے کیونکه تحریف شده کتاب کی ایسی پیروی کا حکم کوئی کسی کو نهیں دیتا هے ۔

حقیقت یه هے که تحریف کا دعوی اسلام کے رکن اساسی سے جنگ کرنا هے اور افسوس که بعض مغرض افراد مسلمانوں میں تفرقه افکنی اور ایجاد اختلاف کی خاطر اور وحدت کی دلسوز آواز کو دبانے کے لئے همیشه فتنه برپا کرتے هیں اختلافی مسائل کو هوا دے کر اتحاد کی فضا کو خراب کرتے هیں وه همیشه بعض اسلامی مذاهب کو عقیده تحریف کے لئے متهم کرتے هیں اور جب انهیں موقع ملتا هے همیشه اسی مسئله کو پیش کرتے هیں اور وه نهیں جانتے که دوسرے مذهب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی اس مخالفت سے وہ خود تو قوی نہیں ہوں گے لیکن ناخود آگاہ قرآن کی تضعیف اور شبہء تحریف کو زندہ کرنے کا باعث بنیں گے ،جو چیز مسلم ہے وہ یہ ہے کہ فریقین کی اکثریت تحریف کی مخالف ہے او راسے ردکرتی ہے اسی لئے کسی بھی اسلامی فرقہ کی جانب تحریف کی نسبت نہیں دی جاسکتی اور وہ قلیل جماعت جو عقیدہ تحریف پراڑی ہوئی ہے ان کا عقیدہ عدم تحریف کے محکم و متقن دلائل کے آگے بےاساس ہوجاتا ہے ۔

بھلا وہ کتاب کیسے تحریف کاشکار ہوگی جسے آغاز نزول سے لے کر اب تک نماز اور غیر نماز خلوت وجلوت میں صبح وشام قرائت کیا جاتاہے او رجس کتاب کو ہر دور میں ہزاروں حافظوں نے حفظ کیا ہو خود نزول کے وقت چالس افراد نے اس وحی الھی کو لکھا جس کتاب میں مسلمانوں کی مورد نیازتعلیم موجود ہو اور وہ اس عظیم کتا ب سے ہرروز استنباط و استفادہ کرتے ہوں، ایسی کتاب کی تحریف کا تصور جھل و غفلت او ر نادانی کی دلیل ہے ۔

نصوص اور ظواھر قرآن کی حجیت

گذشتہ بحث میں روشن ہوگیا کہ قرآن مجید صدور کے لحاظ سے قطعی ہے اب ہماری بحث دلالت قرآن کے بارے میں ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کی آیات قابل فھم ھیں لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ سارے کاسارا قرآن دلالت کے لحاظ سے قطعی اور یقینی ہو اس لئے کہ خود قرآن نے آیات کو محکم اور متشابہ میں تقسیم کیا ہے جیساکہ ارشاد ہے :

"*مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ "*

"جس میں سے کچھ آیتیں محکم اور واضح ہیں جو اصل کتاب ہیں اور کچھ متشابہ ہیں" ۔

لیکن آیات متشابہ کو آیات محکمات کی روشنی میں تفسیر کیا جاسکتا ہے ۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ خود محکمات بھی دوقسموں میں تقسیم ہوتے ہیں :

1- بعض نصوص ا س حدتک اپنے معنی پر روشن طریقہ سے دلالت کرتے ھیں کہ ان میں اختلاف معنی کا تصور بھی محال ہے ۔

2- اور بعض نصوص ظواہر کے لحاظ سے ظنی الدلالہ ہیں ۔

اھم بحث انھی ظواہر کی حجیت کے بارے میں ہے ۔ تمام علمائے اسلام ظواہر قرآن کو فی الجملہ حجت مانتے ھیں گرچہ بعض اخباریوں نے حجیت ظواہر کو مورد تردید قرارد یا ہے ان کی باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے ظھور قرآن بطور مطلق حجت ہے لیکن قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی ظھور واقع نہیں ہوا ہے اور جو ظواہر قرآن شمار ہوتے ہیں وہ در حقیقت متشابہات ہیں کہ جسے ہم ظواہر سمجھ بیٹھتے ہیں ۔

حجیت ظواہر کے دلائل

کلی طور پر الفاظ قرآن کے ظواہر کا حجت ہونا مسلمات میں سے ہے کہ جس پر کسی دلیل و برھان کی ضرورت نہیں پھربھی حجیت ظواہر پردو دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں ۔

1- ارتکاز عقلا

عام طور پر لوگ گفتگو کے دوران جو الفاظ اداکرتے ھیں انھی الفاظ کے ظواہر پر اعتماد کرتے ہیں معاملات کی اسناد کا عدالت کے مقدمات ، مکاتبات اور استدلال میں انھی ظواہر پر اعتماد کیا جاتا ہے او رھر قائل کے ظواہر سخن کو فائدہ اورنقصان میں حجت قرار دیاجاتا ہے شارع مقدس نےبھی اھل سخن کے اس طریقہ کو نہیں چھوڑا اور لوگوں سے گفتگو میں کسی نئی روش کو ایجاد نہیں کیا بلکہ انھیں کے طریقہ کی تائید کرتے ہوئے ظواہر قرآن کوحجت قرار دیا ہے ۔

3- وضع الفاظ

حقیقت و مجاز اور کنایہ و استعارہ کا مقصدتفہیم و تفھم ہے ایک دوسرے کی بات کو سمجھ اور سمجھانے کے لئے انھیں وضع اور قوانین لغت کو مرتب کیا گیا اب اگر ظواہر کو حجت قرار نہ دیا جائے تو وہ عمل خلاف مقصد لازم آئے گا پس ظواہر قرآن حجت ھیں -3

حجیت ظواہر قرآن اور اخباری مسلک

اخباری ظواہر قرآن کی حجیت کو مسلم مانتے ھیں ان کا کہنا ہے ظاہر قرآن حجت ہے مگر یہ کہ ظواہر کی تاویل،تخصیص یا نسخ پر کوئی دلیل موجود ہو -4 اس بحث کو شیعوں نے اپنی علم اصول کی کتابوں میں مفصل طریقہ

سے بیان کیا ھے ۔ اس کی وجه وه فکر ھے جو اخباری مسلک کے درمیان پیداھوئی ان کا کھناتھا که ظواھر قرآن سے احکام استنباط کرناناممکن ھے ۔ و ہ کھتے ھیں متعدد روایات ھیں جس میں قرآن کی تفسیر اور اس سے احکام کے استنباط سے منع کیا گیا ھےاس لئے ھمارے سامنے اب ایک راسته ھے که ضروریات دین کے علاوه تمام امور میں صرف روایات معصومین پر کان دھریں ان تعبیرکے حساب سے" سماع الصادقین" پر گامزن رھیں -5 اور وه کبھی کھتے ھیں : قرآن کا علم صرف پیغمبر(ص)اور ائمه علیھم السلام سے مخصوص ھے اس لئے قرآن کے حقیقی مخاطب وه ھیں نه که دوسرِے لوگ اس لئے فھم قرآن میں لازم ھے که ان کی جانب رجوع کیا جائے -6. علمائے امامیه نے اخباریوں کے اس عقیده کی شدت سے مخالفت کی اور ان کا جواب دیا لیکن افسوس که بعض افراد یا اخباری اور دوسروں کے درمیان فرق نھیں کرتے ھیں یا نھیں چاھتے وه اخباریوں کی خاص فکر کو تمام مکتب اھل بیت کے علماء کی جانب نسبت دیتے ھیں ۔ اس موضوع سے مربوط روایات کی تحقیق اور دانشمندان شیعه کی آراء کو جاننے کے بجائے بعض مخصوص روایات کو اکٹھا کرکے بلکه بعض روایات کو کانٹ چھانٹ کر بغیر کسی تحقیق اور دوسری روایات سے مقابله کئےے بغیر اور مخصوص و مقید یا ناسخ و معارض کی توجه کے بغیر اخباریوں کے عقیده قرآن کو تمام علمائےشیعه کی جانب نسبت دیتے ھیں اور اسےی مذھب اھل بیت علیھم السلام کے مسلّم عقائد پر شمار کرتے ھیں-7-

عجب تو یه ھے که اھل سنت نے انھی کتابوں میں سے ایک کتاب میں قرآن کے بارے میں ان مطالب کی نسبت شیعوں کی جانب دی اور اس کا حواله اخباریوں کی کتاب مشارق السموس الدریه سے دیا -8-

بھرحال اخباریوں نے روایات کے ظواھر سے استدلال کیا جب که کوئی بھی روایت ان کے ادعا پر دلالت نھیں کرتی9انھی میں سے وه روایات بھی ھیں جو تفسیر بالرأی سے نھی کرتی ھیں جب که که ظواھر قرآن جوکه ادبیات عرب کے مطابق اور سب کے لئے قابل فھم ھے اسے چھوڑ کر اپنے خواھشات اور میلانات کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنے کو کھتے ھیں بعبارت دیگر اپنے افکار اور پیشد رویوں کو قرآن پر تحمیل کرنا جایز نھیں اور اس بات کا ظواھر قرآن سے اس کا کوئی ربط نھیں ھے؟؟

یا وه روایات جو کھتی ھیں فھم قرآن صرف پیامبر(ص)اور ائمه معصوم علیھم السلام سے مخصوص ھے10 جب که ان روایات کا اشاره متشابھات اور بطون قرآن کی جانب ھے نه که ظواھر قرآن کیونکه ائمه اھل بیت بارھا اپنے اصحاب کو قرآن کی جانب رجوع کرنے کا حکم دیتے اور تشویق فرماتے تھے یھاں تک که تعارض روایات کی صورت میں فرماتے جو حدیث قرآن سے مطابقت رکھتی ھو اسے لے اور جو حدیث ظاھر قرآن کے خلاف ھو اسے چھوڑدو ۔ ھم بعض احادیث میں پڑھتے ھیں : جس وقت ایک راوی نے کسی مثله مسئله میں امام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا :

یعرف ھذا و امثاله من کتاب الله عزوجل-11(*و ماجعل علیکم فی الدین من حرج)*

یا جس وقت راوی نے امام سے پوچھا آپ کے پاس کیاا دلیل ھے که سرکے ایک حصه کا مسح، وضو ء میں کافی ھے آپ نے فرمایا :

"*لمکان الباءوَامْسَحُواْ بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَينِ ". *- 12

" آیت میں باء کا پایاجانا کیونکه باء تبعیض اور بعض کے معنی میں ھے"13-

حجیت نصوص اور ظواھر قرآن کا مسئله اتنا واضح ھے که اس میں کسی طولانی گفتگو کی گنجائش نھیں اور اخباری مسلک کے افکار متروک ھوچکے ھیں اور حوزه ھای علمیه میں آج ان افکار کا کوئی خریدار نھیں بلکه کھا جاسکتا ھے که اخباری مسلک کے افکار کا شمار منقرض اور نابود شده عقائد میں ھوتا ھے ۔

----

1 . فصلت ، 42 .
2 . حجر ، 9 .
3 . انوار الاصول ، ج2 ،ص 324 /323 .
4 . المھذب فی اصول الفقه المقارن ، ج3 ،ص 1202 .
5 . الفوائد المدنیه ،ص47 .
6 . ھدیه البرار ، ص155 .
7 .اصول مذھب شیعه الاثنی عشریه ، ج1 ،ص155 به بعد .
8 . موقف الرفضه فی القرآن ، ص 362 .
9 . وسائل شیعه ،ج18 ، ابواب صفات القاضی باب 13 ، ح79/66/28 .
10 . سابقه مدرک ، ح15/12/10/9/6/3 وغیره .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

11 . سابقه مدرک ،ب9 .
12 . مائده ، 6 .
13 . وسائل الشیعه ، ج1 باب 23 ابواب وضو ،ح1 .

اسلامی مذاھب کی نظر میں فقھی منابع استنباط

سنت

تمام علماء اسلام کا اتفاق ھے که استنباط احکام کا دوسرا منبع سنت ھے اھل سنت کے نزدیک قرآن کے علاوہ پیغمبر (ص)سے صادر ھوئی ھر چیز سنت کھلاتی ھے چاھے وہ قول ھو فعل ھو یا تقریر مگر اس شرط کے ساتھ که قول وفعل و تقریر پیغمبر احکام شرعیه سے مربوط ھوں -1 مکتب اھل سنت کے فقھانے سنت کو عمومیت بخشتے ھوئے کھا ھے که سنت قول و فعل و تقریر معصوم (پیغمبراور ائمه اھل بیت علیھم السلام) پر مشتمل ھے 2- (مترجم) 3

سنت رسول کی حجیت

سنت رسول (ص)کی حجیت مختلف دلائل سے قابل اثبات ھے اگرچه آنحضرت (ص)کی نبوت و رسالت کو ماننے کے بعد حجیت سنت کے بارے میں کوئی شک باقی نھیں رھتا پھر بھی اس مطلب پر قرآن اور روایات کے ذریعه استدلال کیا جاسکتا ھے -(مترجم)4

خداوند عالم سورۂ مبارکه حشر کی ساتویں آیت میں ارشاد فرماتا ھے :

"*وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا " * 5

اس آیهء کریمه کے اطلاق سے واضح ھے که اسمیں رسول کے تمام اوامر و نواھی شامل ھیں اس لئے آپ نے جس چیزکا حکم دیا جس چیز سے روکا اور جو کچھ بھی آپ خدا کی جانب سے لیےکر آئے ان تمام اوامر و نواھی میں پیغمبر کا اتباع اور ھر قول ھل فر فعل اور ھر تقریر میں آپ کی اطاعت بھی واجب ھے ۔ خداوند عالم نے اس اطاعت مطلق کا حکم دینے کے بعد خبردار کرتے ھوئے کھا :

"*وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ "*

"خبردار سنت رسول سے روگردانی شدید عذاب کا باعث ھے" ۔ 6

اس کے علاوہ سورہ نجم کی تیسر ی اور چوتھی آیت میں فرماتا ھے :

"*وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى " *7

اس آیت سے ثابت ھوتا ھے که آپ کا ھر قول خداکی جانب سے ھے دوسری تعبیر میں یه که آپ کا ھر کلام وحی خدا ھے فقط فرق یه ھے که اس وحی کا ایک حصه قرآن تو دوسرا حصه حدیث رسول کھلاتاھے ۔

سنت ائمه علیھم السلام کی حجیت

سنت معصومین ، سنت پیغمبر(ص)کی طرح حجیت رکھتی ھے اس بات کو مختلف دلائل کے ذریعه ثابت کیا جاسکتاھے ائمه کے افعال و اقوال کی حجیت اوران کی اطاعت و عصمت یه سارے مسائل کلامی ھیں اور ان کے بارے میں علم کلام میں سیر حاصل بحث کی گئی ھے .مکتب اھل بیت علیھم السلام کے ماننے والے یه عقیده رکھتے ھیں که ائمه علیھم السلام مجتھدین میں سے نھیں جو اپنے حدس و گمان پر اجتھاد کرتے ھوں اور اس اجتھاد کی روح سے اختلاف فتوی کا شکار ھوں -8-

پھر یه فتوے ان مقلدین کے لئے حجت ھوتے ھوں جنکے نزدیک مجتھد کے شرائط اجتھاد محرز ھوں ۔ بلکه مکتب اھل بیت علیه السلام کے پیروکاروں کے نزدیک امامت ایک الھیٰ منصب ھے جو خدا کی جانب سے ان کو عطاھوا ائمه علیھم السلام ان الھیٰ احکامات کے حقیقی مبلغ ھیں وہ جو احکام جو گذشته معصوم سے ان تک پھنچے ھیں چنانچه حضرت علی ۔ 9فرماتے ھیں : رسول خدانے مجھ پر علم کے وہ ابواب کھولے ھیں که ان میں ھر ایک باب سے کئی باب کھلتے جاتے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

هیں-

اور ایک روایت میں فضیل بن یسار امام باقر سے نقل کرتے هیں که آپ نے فرمایا :اگر هم بھی اوروں کی طرح حدس و گمان او راپنی رائے کے مطابق حکم کرتے تو ان کی طرح گمراه هوتے بلکه همارا هر حکم همارے پروردگار کی جانب سے قائم کیے گئے روشن برهان پر هوتا هے وه روشن برهان که جسےخدانے پیغمبر کے لئے اور پیغمبر نے همارے لئے بیان کیا هے :

بینة من ربنا بینها نسبیه فینها نسبیه لنا -. 10

هرچیز سے پهلے سنت اهل بیت علیه اسلام کی حجیت حدیث ثقلین سے هے که جس میں قرآن کے ساته تمسک عترت کو واجب قرار دیاگیا .

یه حدیث اهل سنت کے در میان متواتر هے جسے 36 صحابیوں نے نقل کیا هے 11 شیعه محدثین کے علاوه 180 علماء اور محدثین اهل سنت نے اسے اپنی کتابوں میں نقل کیا هے بعض طرق نقل میں آیا هے که یه حدیث آپ نے حجة الوداع میں بیان فرمائی اور بعض روایتوں میں آیاهے که اسے آپ نے اواخر عمر میں بیماری کے دوران بیان کیا اور وروایات کی تیسری قسم وه جس منیآیا میں بیان هواهے که آپ نے حجة الوداع کے بعد غدیر خم میں اس حدیث کو بیان کیا اور چوتھی قسم ان روایتوں کی هے جس میں آیا هے که آپ نے طائف سے لوٹنے کے بعد یه حدیث بیان کی . یه اختلاف طرق بتاتے هیں که پیغمبر(ص)کتاب و عترت کی اهمیت کے پیش نظر مختلف مواقع اور مناسبتوں میں اسے دهرایا کرتے تھے12 بهرحال اس حدیث میں پیغمبر اسلام (ص)نے تمسک اهل بیت کو تمسک قرآن کی مانند واجب قرار دیا هے اور گمراهیوں سے نجات کا ذریعه بتایا هے . اس طرح دوسری روایات هیں .

اهل بیت علیهم السلام کو سفینهء نجات13 اور اهل زمین کےلئے امان قرار دیا هے 14- احادیث اور ان کے مدارک فریقین کی کتابوں میں موجود هیں 15-

----

1 . المهذب فی اصول الفقه المقارن ،ج2 ،ص607 .
2 . الاصول العامه ،ص 161 . اصطلاحات الاصول ، ص141 .

3 .(مترجم) 5- تعریف سنت :

سنت کبھی واجب کے مقابل مستحب کے معنی میں آتاهے اور کبھی بدعت کے مقابل شریعت کے معنی میں آتاهے یه دو اصطلاحی معنی فقه و کلام کے هیں لیکن علم اصول میں سنت عبارت هے "قول معصوم وفعله و تقریر" اس تعریف میں سنت کی تین قسموں کی جانب اشاره هے . سنت قولی یعنی گفتار معصوم اور سنت فعلی یعنی وه عمل جسے امام نے انجام دیا اور سنت تقریری یعنی امام کی تائید جسے هم دوسروں کے اعمال پر امام معصوم کے سکوت سے سمجھتے هیں . اهل سنت سنت کی تعریف میں لکھتے هیں : قول النبی(ص) وفعله و تقریره 1یا وه قول وفعل و تقریر جو نبی سے صادر هو 2. انهوں نے سنت صحابه کوبھی سنت نبوی سے ملحق کردیاهے ان کے مقابل شیعوں نے ائمه اهل بیت علیهم السلام کی سنت کو سنت نبوی سے ملحق کیا هے اور چونکه شیعه پیغمبر(ص) اور اهل بیت علیهم السلام کی عصمت کے قائل هیں اسی لئے عصمت کو حجیت سنت کا ملاک جانتے هیں اور سنت کی تعریف میں اهل بیت علیهم السلام کی جامع صفت جوکه عصمت هے استعمال کرتے هیں. (مترجم)

1- .شوکانی محمد بن علی ، ارشاد الفحول ، ص 67 .
2 . خلاف ، عبدالوهاب ، علم اصول لافقه ، ص34 .

4. - سنت نبوی کی حجیت

اگرچه سنت نبوی ایک واضح امر هے اور فی الجمله تمام اسلامی فرقوں کے لئے محل اتفاق هے . اور حجیت سنت پیغمبر(ص) کی بهترین دلیل خود آیات قرآنی هیں .

1- قُل لاَّ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَآئِنُ اللّهِ وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلاَ تَتَفَكَّرُونَ* " آپ کہئے کہ ہمارا دعو ٰی یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس خدائی خزانے ہیں یا ہم عالم الغیب ہیں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مُلک ہیں. ہم تو صرف وحی پروردگار کا اتباع کرتے ہیں اور پوچھئے کہ کیا اندھے اور بینا برابر ہوسکتے ہیں آخر تم کیوں نہیں سوچتے ہو"

2- *وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا *2 " اور ہم نے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا ہے مگر صرف اس لئے کہ حکمِ خدا سے اس کی اطاعت کی جائے اور کاش جب ان

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے"

3-* وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللّهِ يَسِيرًا *3 " جو رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ موڑ لے گا تو ہم نے آپ کو اس کا ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا ہے".

4-قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ *4 " اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری پیروی کرو- خدا بھی تم سے محبّت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا کہ وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"

5- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا *5 "مسلمانو! تم میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے جو شخص بھی اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے"

۶-*وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ *6 "اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مذدوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کی طرف بھی وحی کرتے رہے ہیں تو ان سے کہئے کہ اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو"

یه آیات عصمت پیغمبر(ص) پر بهترین نقلی دلیل هے کیونکه ان میں سے کسی بھی آیت میں پیغمبر(ص) کی پیروی کو کسی قید سے مشروط نهیں کیاگیا بلکه آپ کی اطاعت کا مطلق حکم دیاگیاهے اور یه اطلاق آپ کے قول وفعل و سکوت کی حجیت کو ثابت کرتاهے . (مترجم)

----

1 . سوره انعام ، آیه 50 .
2 . سوره ،نساء ، آیه 64 .
3. سوره نساء، آیه 80 .
4.سوره، آل عمران، آیه 31.
5- . سوره، احزاب آیه 21 .
6 . سوره ،نحل آیه 43 .

5 . حشر ، 7 .
6 . حشر ، 7 .
7 . نجم ، 4/3 .

8 .(مترجم) 7- سنت اهل بیت کی حجیت :

شیعوں کی نظر میں امامان اهل بیت علیهم السلام کی تعداد باره هے که جن میں سب سے پهلے حضرت علی ابن ابی طالب اور آخری امام حجت ابن الحسن عج الله فرج هے اور ان میں هر ایک کے بعد دوسرا منصب امامت پر فائز رها .امامان اهل بیت علیهم السلام علم الدنی کے حامل اور مثل پیغمبر(ص) هر عمدی اور سهوی خطاؤں سے معصوم تهے قرآن کی کئی ایک آیات سے عصمت ائمه علیهم السلام کو ثابت کیا جاسکتا هے .

پهلی آیت آیه تطهیر:

* إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا*"بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہلبیت علیهم السّلام کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزه رکھے جو پاک و پاکیزه رکھنے کا حق ہے"

مفسرین او رمتکلمین نے اس آیه کریمه کے ذیل میں سیر حاصل بحث کی او راس آیت کے ذریعه عصمت ائمه علیهم السلام کو ثابت کیا هے .

دوسری آیت آیه اولی الامر هے :

*يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً *"ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں"2

فخررازی نے صریحا کها که یه آیت اولی الامر کی عصمت پر دلالت کرتی هے . لیکن انهوں نے اولی الامر کو اجماع پر تطبیق دیا هے . او رهم اولی الامر کو اهل بیت علیهم السلام پر تطبیق دیتے هیں ان مباحث کی تفصیل کے لئے علم کلام کی کتابوں کی جانب رجوع کرنا هوگا ان آیتوں کے علاوه وه آیتیں جو حضرت علی کی ولایت کو ثابت کرتی هیں . ان سے بهی عصمت ائمه علیهم السلام پر استدلال کیا جاسکتاهے جیسے:* إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ *"ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰ دیتے ہیں" 3 (مترجم)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----
1- . سورہ ، احزاب ،آیه 33 .
2. سورہ ، نساء ، آیه 59 .
3 . سورہ ،مایدہ، آیه 55 .

9 . مناقب آل ابی طالب به نقل از حافظ ابو نعیم ، ج 2 ،ص 44یه روایت شیخ صدوق ، 24 سندوں کے ساتھ نقل کی ، خصال ،ص642 .
10. بصائر الدرجات ، ص 319 ا بحارالانوار ، ج 2 ، ص172 .
11. جامع احادیث شیعه ، ج1 ،ص46 اور اس کے بعد .
12. الصواعق المحرقه ، ص 150 .
13. صواعق المحرقه ، ص 150 .
14 . وهی مدرک ، ص 151 /234، مستدر حاکم ،ص136 .

15 (.مترجم) 8- سنت اهل بیت کی حجیت :

سنت اهل بیت کی حجیت پر عقلی دلیلوں کو دوطریقوں سے پیش کیا گیا هے . ایک تو وہ دلیلیں جو اهل بیت علیهم السلام کی عصمت کو ثابت کرتی هیں یه دلیلیں بالکل رسول خد(ص) کی عصمت کے بارے میں پیش کی جاتی هیں .
دوسری وہ دلیلیں جو رسول خد(ص) کے لئے خلیفه اور جانشین کی ضرورت کو ثابت کرتی هیں ایسا هی خلیفه خصوصیات و تفصیلات احکام کو بیان کرنے کا ذمه دار هے .
یه دونونعقلی دلائل ویسی هیں جو هم نے نبی اکرم(ص) کے بارے میں بیان کی هیں چونکه امام معصوم علیهم السلام پیغمبر(ص) کی هدایتوں کو بڑهانے والا هے .
خلیل بن احمد فراهیدی نے حضرت علی کی امامت پر کیا بهترین دلیل پیش کی هے :" استغناؤه عن الکل و احتیاج الکل الیه دلیل علی انه امام الکل ".1
یهی بات دیگر ائمه علیهم السلام پر بهی صادق آتی هے کیونکه کسی بهی تاریخ میں یه نقل نهیں هوگا که وہ کسی جواب میں عاجز هوئے هوں یا کسی سےعلمی فیض اٹهایا هو یا کسی سے درس لیاهو بلکه وہ همیشه معلم اور عوام و خواص کے مربی رهے هیں .

1- . ر، ک : حکیم ، محمد تقی ، الاصول العامه للفقه المقارن ، ص 189 .

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

سنت اهل بیت کی حجیت پر چند شبهات
ائمه معصومین علیهم السلام کی احادیث کی حجیت پر اهم ترین اعتراضات تین هیں :

پهلا اعتراض :
یه هے که دین اسلام پیغمبر (ص)کی حیات میں کامل هو چکا تها جیسا که آیهء اکمال سے استفادہ هوتا هے :
"*الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا" * 1
اسی طرح پیغمبر خد(ص)نے بهی فرمایا:
" مَا مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا وَ قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَ مَا مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا وَ قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْه"۔
"جو چیز تمهیں جنت سے نزدیک اور جهنم سے دور کرتی هے میں نے تمهیں اس کا حکم دیا اور جوچیز تمهیں جنت سے دور اور جهنم سے نزدیک کرنے والی هے اس سے روک دیا هے 2 -
اس کے معنی یه هوئے که وہ سارے واجبات و محرمات جو تمهیں جنت اور جهنم تک لیےجانے والے هیں میں انهیں بیان کرچکا هوں -
اسی بناپر دین میں کوئی نقص نهیں هے جسے سنت معصومین سے دور کیا جائے پس خدا اور رسول کے علاوہ کسی بهی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

شخص یا اشخاص کو مدرک شریعت نهیں مانا جاسکتا کیونکه ان کی سنت کو حجت ماننا گویا زمان پیغمبر میں دین کو ناقص جاننا هے اور یه خلاف قرآن و حدیث هے ۔

جواب :
یقینا پیغمبر کے زمانے میں دین کامل تها اور اس کا کامل هونا قطعی هے لیکن پهلے همیں یه جاننا هوگا که اکمال سے کیا مراد هے ۔
اولا : یه اعتراض هم سے پهلے خود اهل سنت پر وارد هوتا هے جو سنت صحابه، قیاس، استحسان ، دین میں منطقه الفراغ کے وجود اور اجتهاد بالرائ کو حجت مانتے هیں انهیں بهی اپنے نظریه اور آیه ءاکمال کے درمیان تضاد کو بر طرف کرنا چاهیئے ۔
ثانیا : اکمال دین اور هے ابلاغ دین اور ، دین یقینا پیغمبر کے دور میں کامل هوگیا اور جو ائمه علیهم السلام نے لوگوں کو بیان کیا وه تکمیل دین کے عنوان سے نهیں بلکه تبلیغ دین کے عنوان سے تها ان کے احکام و بیانات ان کی شخصی رائ کا نتیجه نهیں تهے که دین کو کامل کرتے بلکه به احکامات اس دین کی تبلیغ تهے جو رسول کے دور میں تکمیل هوچکا تها ۔
امام باقر فرماتے هیں :
"لَوْ أَنَّا حَدَّثْنَا بِرَأْيِنَا ضَلَلْنَا كَمَا ضَلَّ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا وَ لَكِنَّا حَدَّثْنَا بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّنَا بَيَّنَهَا لِنَبِيِّهِ (ص)فَبَيَّنَهُ لَنَا" .
"اگر هم اپنی ذاتی رائے کی بنیاد پر حکم دین کرتے تو هم انهی کی طرح گمراه هوجاتے جو هم سے پهلے گمراه هوگئے تهے لیکن همارے احکام اس هدایت الهیٰ کی روشنی میں هوتے هیں جو اس نے اپنے نبی کو عطاکی اور پهر پیغمبر نے همیں اس هدایت سے نوازا3-
روایت میں آیا هے که امام موسی کاظم کے ایک صحابی جن کا نام سماعه تها انهوں نے امام سے پوچها : آپ جوکچھ فرماتے هیں وه قرآن و سنت کے مطابق هے یا آپ کی اپنی رائے هے ؟
حضرت نے جواب دیا :
"بَلْ كُلُّ شَيْءٍ نَقُولُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّتِهِ" .
"هم جو کچھ بهی کهتے هیں وه قرآن اور سنت پیغمبر (ص)کے مطابق هوتا هے " - 4
ایک اور روایت میں آیا هے :
"بَلْ كُلُّ شَيْءٍ نَقُولُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّتِهِ" .
"هم اهل رائےنهیں هیں (همارا هر قول پیغمبر(ص)کے قول کی نقل هے) " 5
بهرحال مدرسه اهل بیت کا عقیده یه هے که امام علم الهیٰ کا خزانه دار، محافظ شریعت اور وارث پیغمبر هے امام اسرار الهیٰ کا راز دار، حامل کتاب اور داعی الی الله هے ائمه معصومین وه هیں جو " "لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ " " فرمان الهیٰ سے تجاوز نهیں کرتے بلکه اس کے فرمان کے مطیع اور اس کے آگے سرتسلیم خم کرتے هیں "*وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ" -6 ابن سعد طبقات میں نقل کرتا هے که علی علیه السلام سے سوال هوا :
آپ اکثر روایات رسول خد(ص)سے کیوں بیان کرتے هیں ؟
حضرت نے جواب دیا : اس لئے که میں جو بهی سوال کرتا پیامبر مجهے بتلاتے اور جهاں خاموش رهتا پیغمبر خود گفتگو کا آغاز کرتے ۔کوئی ایسی آیت ناز له نهیں هوئی جس کی شأن نزول مجهے معلوم نه هو 7-
پیغمبر (ص)نے حضرت امیر سے فرمایا:جو چیز میں آپ کے لئے املا کرا رهاهوں اسے لکهئے حضرت علی نے کها :یارسول الله (ص)کیا آپ اس سے ڈرتے هیں که کهیں بهول نه جاؤں پیغمبر(ص)نے فرمایا : نهیں بلکه میں نے خدا سے دعا کی هے که آپ میرے علم کے حافظ رهیں ، اس لئے یه آپ کےلئے نهیں بلکه آپ کے بعد آنے والے اماموں کےلئے لکهئے پهر آپ نے امام حسن کی جانب اشاره کرکے فرمایا : آنے والے اماموں میں سب سے پهلا امام هے پهر حسین کی جانب اشاره کرکے کها یه دوسرا امام هے اور اسی کی نسل سے امامت کا سلسله چلے گا -8-
اس آخری روایت سے ایک اور اشکال کا جواب بهی دیا جاسکتا هے وه یه هے که اهل سنت کهتے هیں : اکثر حدیثیں امام باقر اور امام صادق علیه هماالسلام سے نقل هیں جب که انهوں نے رسول کو درک نهیں کیا پس ان کی حدیثیں سند کے لحاظ سے مرسل هیں یعنی نقل روایات میں پیغمبر اور وه ائمه که جنهوں نے رسول کو درک نهیں کیا ان کے در میان کے واسطے ساقط هیں اور یه مشخص نهیں هے که ان احادیث کو کسی نے اهل بیت کےلئے پیغمبر سے نقل کیا اور ظاهر هے که خبر مرسل حجیت نهیں رکهتی ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جواب یه که: روایات میں ائمه کی جانب سے سلسلهء سند مشخص کیا جاچکا هے جیساکه امام صادق علیه اسلام هشام بن سالم ، حمادبن عثمان اور دوسروں سے فرمایاکرتے تھے :

""حدیثی حدث ابی و حدیث ابی حدیث حدی و حدیث جدی ،حدیث الحسین و حدیث الحسین حدیث الحسن و حدیث الحسن ،حدیث امیرالمؤمنین و حدیث امیرالمؤمنین حدیث رسول الله ،وحدیث رسول الله قول الله عزوجل"

" "میری حدیث میرے بابا کی حدیث هے اور میرے بابا کی حدیث میرے جد کی حدیث هے اور میرے جد کی حدیث حسین علیه السلام کی حدیث اور حسین کی حدیث حسن مجتبیٰ کی حدیث هے اور حسن مجتبیٰ کی حدیث امیرالمؤمنین کی حدیث هے اور حضرت امیر کی حدیث رسول خدا کی حدیث هے اور رسول کی حدیث خدائے برترکا قول هے -9 ایک روایت میں نقل هواهے که جب جابر نے امام باقر سے کها که آپ اپنی حدیث کی سند بیان کیجیئے "؟

امام علیه السلام نے فرمایا: میں اپنے والد اور رسول خدا سےحدیث نقل کرتاهوں پھر فرمایا:

وکلمات احدثک بهذا الاسناد

میری هر حدیث کی سند یهی هے - 10

البته ائمهء اطهار اپنی احادیث کی سند همیشه پیغمبر تک نهیں پهنچاتے تھے بلکه اگر ان کی بزم میں اهل سنت بھی حاضر هوتے تو اس وقت آپ سند کو کامل کرتے تھے اور اپنی سند کو رسول تک پهنچاتے تھے اسی لئے بعض اهل سنت جو راویان اهل بیت میں شمار هوتے هیں غالبا ان کی روایات کیس سند رسول (ص)سے متصل هے .

----

1 . مائده ، 3 .
2 . کافی ،ج2 ص74 ، کنزالعمال ،ج4 ،ص24 .
3 . بصائر الدرجات ، ص 319 ، بحارالانوار ،ج2 ، ص 172 ، ایسی روایت کنزالعمال کی تیرهویں جلد ،164 پر امیرالمؤمنین سے نقل هوئی هے .
4 .بصائر الدرجات ، ص321 ، بحارالانوار ،ج2 ، ص174 .
5 . کافی ، ج1 ، ص57 .
6 . انبیاء ، 27 .
7 . طبقات ابن سعد ، ج 2 ص 338 .
8 . ینابیع الموده ، ج1،ف ص73 .
9 . کافی ،ج1،ص53 .
10 . امالی مفید ، ص42 .

دوسرا اشکال :

اگر پیغمبر وه احکام جسے ائمه علیهم السلام لوگوں تک بیان کرنے والے هیں جانتے تھے اور آپ نے انهیں ابلاغ نهیں کیا گویا انهوں نے حق کو چھپایاهے جبکه کتمان حق حرام هے جیساکه قرآن میں آیاهے :

*لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ *. 1

یا ایک مقام پر فرماتا :

*إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَـئِكَ يَلعَنُهُمُ اللّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ *. 2

"جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایات کو ہمارے بیان کردینے کے بعد بھی چھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں"۔

بنابر این چونکه پیغمبر کو تمام احکام کا علم هے اور ان کا وظیفه ابلاغ هے پس ان پر لازم هے که وه احکام کو لوگوں تک پهنچائیں نه یه که اپنے وظیفه کو دوسروں کے حوالے کردے که وه احکام بیان کریں .

جواب :

سب سے پهلی بات تو یه هے که "کتمان ما انزل الله" سے مراد اس چیز کا مخفی کرنا هے که جس کا اعلان کرنا واجب هو اور ابلاغ احکام کے خاص شرائط اور قوانین هی جو که زمان و مکان طرز بیان کے لحاظ سے اور یه که یه احکام کسے

بیان کرنے ھیں ا ھے ان میں ان سب امور کی رعایت لازم ھے ۔

توضیح مطلب :
بعض احکام ایسے ھیں کہ جس کا موضوع محقق نہیں ھے یا بیان احکام کی مصلحت نہیں ھے ، اسی لئے خود رسول اسلام کے دور میں احکام تدریجا بیان ھوتے تھے . باوجود یکہ پیغمبر احکام سے آگاہ تھے لیکن موضوع یا مصلحت کے نہ ھونے کی وجہ سے بیان کرنے سے گریز کرتے لیکن کسی نے پیغمبر پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ تمام احکام کو جاننے کے باوجود کیوں اتنی تاخیر سے تدریجی طور پر 23 سال کے عرصہ میں بیان کیا اور کیوں حق کو چھپایا ؟ اس لئے سب جانتے ھیں کہ ایک ھی زمانے میں تمام احکام بیان کرنا لوگوں کےلئے سنگیں تھا او ردین سے فرار کا سبب بن سکتا تھا اسی لئے پیغمبر نے اسے تدریجی طور پر بیان کیا اور بعض احکام کے ابلاغ کی ذمہ داری اھل بیت کے سپرد کی ۔
اس کے علاوہ الهیٰ پیغام کے ابلاغ کا مطلب یہ نہیں ھے کہ احکام کو ایک ایک مسلمان کے کان میں سنایاجائے بلکہ اگر ایک خاص گروہ تک اسے پہنچایا جائے جو دوسروں تک ابلاغ کرنے والے ھیں ان پر بھی ابلاغ و بیان اور عدم کتمان صادق آئے گا ورنہ یہ اشکال تمام پیغمبروں اور تمام جاننے والوں پر وارد ھوگا کہ انھوں نے کیوں حق کو چھپایاھے ؟

تیسرا اشکال
شیعوں کے عقیدہ کے اعتبار سے ائمہٴ اطھار مقام عصمت پر فائز ھیں اور ان کاعلم اور ان کی حقانیت مسلم ھے پس اگر ایسا ھے تو پھر ان سے منقول روایات میں تناقض و تعارض نہیں پایاجانا چاھیئے کیونکہ تعارض و تناقض ان کے علمی مقام اور عظمت سے سازگار نہیں ھے جب کہ شیعوں کی کتابوں میں احادیث میں تعارض اور تناقض پایا جاتاھے ؟

جواب:
اولا: تعارض کا مسئلہ صرف ائمہٴ کی احادیث ھی نہیں بلکہ احادیث نبوی میں بھی موجود ھے اور اھل سنت نے بھی اپنی اصولی کتابوں میں تعارض روایات اور کیفیت جمع و ترجیح سے بحث کی ھے ۔
ثانیا: مختلف عوامل ھیں جو تعارض اخبار کا سبب بنتے ھیں جس میں سے بعض اسباب کی جانب یہاں اشار ہ کیا جاتاھے :
1- راوی کا فھم روایات میں غلطی کرنا ۔
اکثر موارد میں نصوص میں کوئی تعارض نہیں تھا بلکہ راوی نے پیغمبر (ص)یا امام کے کلام کو سمجھنے میں غلطی کے شکار ھوئے ھیں ۔
2- قرینہ لفظ اور حال کا ضایع ھوجانا ۔
صدور روایات کے زمانے میں ان روایات کے ساتھ کچھ قرائن تھے خاص طورسے قرینہ و سیاق جو کہ تقطیع روایات کی وجہ سے ضایع ھوگئے جس کی وجہ سے روایات میں تعارض پیداھوگیا ۔
3- راویوں کا نقل معنیٰ کرنا تعارض کا سبب بنا ۔
4- پیغمبر اکرم (ص)اور ائمہ ء علیھم اسلام کا احکام کو تدریجا بیان کرنا ۔
5- ظالم حکام سے تقیہ کا مسئلہ سبب بنا کہ ائمہ کے اقوال یا رفتار میں تعارض کا توھم پایاجائے ۔
6- مخاطب کی رعایت کرنا ۔
بعض اوقات سوال کرنے اوالے کی وضعیت اور شرائط ایسے ھوتے ھیں جودوسروں سے فرق کرتے ھیں اور اس کے سوال کا جواب اس کی شرائط کے مطابق ھوتا ھے لیکن وہ شخص اپنے سے مربوط جواب کو بصورت مطلق سب کے لئے نقل کرتا ھے کہ فلانمسئلہ میں امام کا قول یہ ھے ۔
7- کلام امام میں مخالفین اور مغرضین کی جانب سے تحریف کیاجانا ۔
اس لئے کہ ھمیشہ ھر دور میں مغرض اور منافق افراد رھے ھیں یہاں تک خود پیغمبر کے دور میں ایسے افراد تھے جو احادیث میں تحریف کرتے تھے ۔ چنانچہ رسول خدا (ص)سے نقل ھوا ھے کہ آپ نے فرمایا:
“" كثرت عليّ الكذبه ”"
“مجھ پر جھوٹ باند ھنے والے زیادہ ھوگئے ھیں ” - 3
ایک اور مقام پر فرماتے ھیں :
“من قال علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار”
“جو کوئی میری جانب اس چیز کی نسبت دے جو میں نے نہیں کھی اس کا ٹھکانہ جھنم ھے ” -4

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تاریخ اور روایات میں ایسے افراد کا نام آتاھے جن کی احادیث میں دست کاری اور تحریف کی ترویج کی وجہ سے سرزنش اور مذمت کی گئی ھے ۔

8- حکومت کے وقتی احکام

جیسے امیرالمؤمنین کی حکومت کے دور میں اونٹ پر وجوب زکوٰة کا خاص حکم تھا ایک مدت کے بعد ختم ھوگیا ۔

----

1 . آل عمران ، 187.

2 . بقرہ ،159 .

3 . غیبت نعمانی ، ص76 ، احتجاج طبرسی ،ج1،ص393، کنز العمال،ج16،ص555 .

4 .کنز العمال ،ج10،ص290

اسلامی مذاھب کی نظر میں فقھی منابع استنباط

فعل معصوم سے استنباط کی کیفیت

چونکه الفاظ کی دلالت اپنے معانی پر افعال سے گویا تر ھے اور مقاصد کو مخاطب تک پھنچانے میں سریع تر ھے اس لئے معصوم سے صادر شدہ امر ونھی ، وجوب و حرمت پر ظھور رکھتی ھے اور اس قسم کے ظھورات قابل استناد ھیں لیکن کیا فعل معصوم امر امام کی مانند وجوب پر دلالت کرتا ھے ؟ کیا امام کا کسی فعل کو ترک کرنا حرمت پر دلالت کرتاھے ۔

فعل معصوم جواز فعل (بمعنیٰ عدم حرمت) سے زیادہ دلالت نھیں کرتاھے . یعنی امام کی جانب سے کسی فعل کا انجام دیاجانا اس بات کی دلیل ھے که وہ حرام نھیں ھے لیکن وہ فعل سے وجوب پر دلالت نھیں کرسکتا بالکل اُسی طرح که امام کی جانب سے کس عمل کا ترک کیاجانا صرف عدم وجوب پر دلالت کرے جیسے پیغمبر یا امام کسی کام کو حکم یا عبادت کی تعلیم کےلئے انجام دیں یا جیسے کوئی معصوم فعل یا ترک فعل کو مستمر طور پرمسلسل انجام دیں بعض نے اس استمرار کو وجوب یا حرمت کی دلیل قرار دی ھے ۔

اگر کھا جائے : پیغمبر کا فعل وجوب پر دلالت کرتا ھے کیونکه قرآن میں فعل پیغمبر کی تأ سی اور رسول کے تمام اعمال کی پیروی کو واجب قرار دیاگیا ھے اگرچه وہ فعل خود پیغمبر پر واجب نه ھو جیساکه ارشاد ھے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ .1

“مسلمانو! تمھارے میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہٴعمل ہے جو شخص بھی اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے” ۔

ھمارا جواب یه ھوگا :

تأ سی کی تعریف میں کھا گیا ھے :

ان تفعل مثل فعله علی وجهه من اجل فعله .2

"پیغمبر (ص)کی تأ سی یه ھے که پیغمبر نے جس کام کو جس طرح اور جس نیت سے انجام دیا تم بھی اسی انداز اور اسی نیت سے انجام دو " ۔

پس اگر پیغمبر (ص)نے واجب کی نیت سے انجام دیا تو ھم بھی واجب کی نیت سے انجام دیں گے اور اگر آپ نے مستحب اور مباح کی نیت کی تو ھم بھی استحباب اور اباحه کی نیت کریں گے نه یه که پیغمبر (ص)نے جو عمل انجام دیا وہ ھم پرواجب ھو اور خود پیغمبر(ص)پر واجب نه ھو ۔

تقریر معصوم کی حجیت کیسے ثابت ھوگی ؟

تقریر یعنی معصوم کا اس فعل پر سکوت کرنا جو آپ کے سامنے (یا آپ کی غیبت میں مگر آپ کی اطلاع کے ساتھ) انجام پالیے ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تقریر کیے حجیت و اعتبار کی دلیل یہ ھے کہ اگر وہ فعل یاقول حرام اور منکر ھوتا تو معصوم ضرور مخالفت کرتا کیونکھہ نھی از منکر واجب ھے ۔
بعض نے کھا کہ : تقریر معصوم حجت نھیں ھے کیونکہ نھی از منکر اور ارشاد جاھل کو ارشاد کرنا ھمیشہ اور ھرجگہ واجب نھیں جیسے کوئی عمل شارع کی جانب سے مودر انکار قرار پائےلیکن مکلف پر اس کاکوئی اثر نھیں ھو تو دوبارہ اس عمل سے روکنے کی ضرودت ضرورت نھیں ھے ۔
جواب یہ ھے کہ :
یہ فرض محل کلامھماری بحث سے خارج الک ھے کیونکہ محل کلامھماری بحث ان موارد میں ھے کہ جھاں نھی از منکر کے واجب ھونے کے شرائط موجود ھوں ۔

----

1 . احزاب ، 21 .
2 . شرح المعالم ، ج2 ،ص390 .

سنت صحابہ

جمھور اھل سنت، اھل بیت علیھم السلام کی سنت کے بجائے صحابہ کی سنت کو حجت مانتے ھیں-1 تاکہ ان کی سنت کے ذریعہ ادلہ شرعیہ کی کمی کو پورا کیاجاسکے ان کے نزدیک صحابی رسول اس مسلمان کو کھتے ھیں جس نے پیغمبر (ص)کی زندگی درک کی ھو -2 اوراس دنیا سے مسلمان اٹھاھو اس کے علاوہ اھل سنت کا تمام اصحاب رسول (ص)کے بارے میں اتفاق ھے کہ جس پر صحابی کا اطلاق ھو وہ یقینًا عادل ھے-3 جب کہ مکتب اھل بیت کے ماننے والوں کے نزدیک اصحاب پیغمبر(ص)کا امتیاز اور افتحار صحابیت کی وجہ سے بڑا مقام ھے لیکن وہ یہ نھیں مانتے کہ سب کے سب بلااستثنا عادل ھوں اس لئے کہ جھاں اصحاب پیغمبر(ص)میں عظیم المرتبت شخصیات گزری ھیں وھیں پر قرآن و تاریخ و حدیث کی روشنی میں کچھ ایسے بھی افراد تھے جو عادل نھیں تھے جسکی وجہ سے قرآن وحدیث میں انکی مذمت بھی کی گئی،
اھل سنت عدالت صحابہ پرقرآن اور حدیث سے استدلال کرتے ھیں چنانچہ قرآن کی تین آیتیں پیش کرتے ھوئے کھتے ھیں کہ خداوند سبحان کا ارشاد ھے :
"*كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"*4
“تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظرعام پر لایا گیا ہے” ۔
اور دوسری آیت یہ پیش کرتے ھیں :
"*وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ "*5
“ اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو ” ۔
اورتیسری آیت جو پیش کی جاتی ھے وہ یہ ھے :
"*لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ "*
“یقینا خدا صاحبانِ ایمان سے اس وقت راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کررہے تھے ” ۔ 6
ان تین آیتوں سے یہ استدلال کیا جاتا ھے کہ خیر امت اور امت وسط سے مراد اصحاب ھیں یہ اصحاب وھی ھیں کہ جنھیں خدا مؤمن مانتاھے اور ان سے راضی ھے پس جو افراد خیر امت اور مؤمن ھوں اور اللہ ان سے راضی ھو یعنی ان کے افعال ،رفتار و گفتار سے راضی ھے پس ان کی سنت بھی حجت ھوگی ۔
جب کہ پھلی اور دوسری آیت کا تعلق صحابی سے مخصوص نھیں بلکہ اس میں تمام امت شامل ھے انھی تین آیتوں میں سے تو یہ آیت ان اصحاب سے مخصوص ھے جو بیعت رضوان میں شریک تھے پس تمام صحابی اسمیں شامل نھیں ھیں اس کےکیوں کی علاوہ اللہ کی رضایت بیعت رضوان سے مربوط تھی یعنی خدا بیعت رضوان میں ان کے موقف سے راضی تھا اس کا مطلب یہ نھیں کہ خدا ان کے تمام کاموں سے راضی رھے گا ۔
دانشمندان اھل سنت نے قرآن کے علاوہ احادیث و روایات سے بھی استدلال کیا ھے . جس مینمنی سب سے اھم اور معروف

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

روایت یه هے ارشاد پیغمبر (ص)هے که :
"أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُم"۔(مترجم) .7
"میرے اصحاب کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی هے اس میں جس کسی کی اقتداء کروگے هدایت پاؤگے "۔ 8
جب که ابن حزم نے اسی روایت کو ساقط، مکذوب، اور غلط جاناهے اس کے علاوه بعض روایات میں یه آیا هے ۔
"اهل بیتی كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُم اهْتَدَيْتُم"۔
"میرے اهل بیت کی مثال ستاروں جیسی هے ان میں جس کی اقتداء کروگے هدایت پاؤگے" ۔ 9
اور یه حدیث ثقلین جیسی متواتر حدیث سے بالکل هم آهنگ هے ۔ اس کے علاوه قرآن مجید میں ان اصحاب کا جو جنگ میں رسول کوپیٹھ دکھا کر بھاگ گئے یا وه اصحاب جنھوں نے دستورات پیغمبر (ص)سے سرپیچی کی هے یا ان پر اشکلالات کیئے هیں ان سب کا تذکره کیا اور بعض کو صریحاً فاسق قرار دیا هے ایک جگه فرمایا :

"*وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُواْ مِنْهَا رَضُواْ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْاْ مِنهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ "*
"اور ان ہی میں سے وه بھی ہیں جو خیرات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں کہ انہیں کچھ مل جائے تو راضی ہوجائیں گے اور نہ دیا جائے تو ناراض ہوجائیں گے" ۔ 10
اور ایک جگه فرمایا:
"*يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ "*
"ایمان والو اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم تک ناواقفیت میں پہنچ جاؤ اور اس کے بعد اپنے اقدام پر شرمنده ہونا پڑے " ۔ 11
اهل سنت کے اکثر مفسرین نے کها یه آیت ولید عقبه کے بارے میں نازل هوئی اور ولیدا بن عقبه مسلماً صحابی پیغمبر(ص)هے ،ابن عاشور نے اپنی تفسیر میں اس قول کو مورد اتفاق جانا هے اور کها هے که اس سلسلے میں روایات بهت زیاده هیں ۔ اس کے علاوه سوره، نور سوره احزاب ،سوره برائت اور سوره منافقوں میں ایسے افراد کا ذکر هے جو بظاهر مسلمان اور صحابی رسول تھےلیکن باطن میں مناقق تھے تھے،داستان افک کے جس کے سلسله میں سوره نور کی پندره آیتیں نازل هوئیں ان آیات میں جس گروه کی سرزنش کی گئی وه سب بظاهر مسلمان اور صحابی پیغمبر تھے بهر حال صحابه اپنے تمام احترام کے باوجود ان میں بعض صالح اور بعض غیر صالح افراد تھے اسی لئے سب کے اقوال کویکساں طور پر حجت نهیں مانا جاسکتا ۔
اس کے علاوه بعض مشهور اور سرشناس صحابه کے کام ایسے هیں جو کسی بھی طرح قابل توجیه نهیں هیں اور کوئی منطق اسے قبول نهیں کرسکتی کیا هم یه جانتے هیں که جنگ جمل کی آگ بھرکانے والے طلحه اور زبیر جیسے معروف صحابی تھے جنھوں نے امام وقت کے خلاف خروج کیا اور ستّره هزار مسلمانوں کے قتل کا سبب بنے کیا ایسے افعال کی کوئی منطقی دلیل هے ؟ کیا ایسے افراد کی سنت حجت هوسکتی هے ۔
اسی طرح هم یه بھی جانتےهیں که معاویه نے یهی کام اپنے وقت کے امام حضرت علی علیه السلام کے ساتھ انجام دیا جس کی وجه سے جنگ صفین میں ایک لاکھ مسلمان تهه تیغ هوئے کیا یه قتل و غارتگری توجیه کے قابل هے ؟
کیا ایسے افراد کو اب عادل مانا جائے گا ؟
کیا ایسے افراد کو مجتهد کهنا اور ان کے افعال کو خطائے اجتهادی کهه کر توجیه کرنا کوئی عقلی بات هے ؟ اگر ایسا هے تو هر دور میں اسی عنوان کےتحت هر قسم کے گناه کی تو جیه کی جاسکتی هے کیا کوئی دانشمند ایسی باتوں کو قبول کرسکتاهے ؟ بهرحال هم مصاحبت پیغمبر کی وجه سے صحابه کا احترام کرتے هیں لیکن انهیں تمام مسلمانوں کی طرح دو یاچند گروهوں میں تقسیم کرتے هیں اور ان میں سے ان افراد کی روایت قبول کرتے هیں جو عادل هوں ۔
----

1 . الموقعات شاطبی ، ج 4 ،ص 74 .
2 . الاصحابه فی تمیز الصحابه ، ج1،ص157 .
3 . .وهی مدک ،ص 162 .
4 . آل عمران ، 110 .
5 . بقره ، 143 .
6 . فتح ، 18 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7 . (مترجم) 9- سنت صحابه کی حجیت پر دلیل نقل :

سنت صحابه کی حجیت پر جو دلیلیں نقل هوئی هیں بالخصوص جو روایات پیش کی گئی هیں ان میں سندی اشکال اور خود اهل سنت کے محدثیں کی جانب سے ان روایات کے جهوٹ اور جعلی هونے کی تصریح کے علاوه دلالت کے اعتبار سے بهی مخدوش هے کیونکه هم دیکهتے هیں که صحابه کی سیرت میں اختلاف بلکه تناقص پایاجاتا هے اور کسے ممکن هے سیرت کے اس آشکار اختلاف کے باوجود ان کی سیرت بطور مطلق حجت قرار پائے .
صحیح بخاری میں پیغمبر اکرم(ص) سے انس نے روایت کی که پیغمبر(ص) نے فرمایا:
لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتیّ اذا عرفتهم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لاتدری ما اخدثو بعدک .1
کسےممکن هے اس روایت کے هوتے هوئے صحابه کی عدالت اور ان کی سنت کو حجت ماناجائے اور کسی طرح اس صحابی کی سنت کو ثابت کی جائے که جس نے فقط کچھ دن پیغمبر(ص) کے ساتھ گذار هیں کیا مصاحبت کا مرتبه ایمان سے بڑھ کر هے ؟
جب ایمان کے لئے نهیں کها جاسکتا که ایمان عصمت اور گناهوں کے عدم ارتکاب کا باعث هے تو بهلا مصاحبت سے اسے معجزه کی کیسے امید رکهی جاسکتی هے .
قابل غور بات یه هے که اهل بیت علیهم السلام سے دوری اور رسول(ص) علم کے باب هے اور اهل بیت علیهم السلام کی روایتوں سے دوری نے انهیں شرعی احکام کے استنباط کرنے میں مشکل اور گرفتاری میں ڈال دیا اور پهر خلفاء کے اعمال کو صحیح ثابت کرنے کے چکر میں عصمت صحابه جیسے امور کے قائل هوگئے اور انهی امور کو استنباط فقهی میں داخل کردیا جسکی وجه سے ایسی مشکلات کا شکار هوگئے جو آج تک ان کے دامن گیر هے .

1- (مترجم)صحیح بحاري ، کتاب الرقاق ، باب في الحوض ، حدیث نمبر1441.

8 . میزان الاعتدال ، ج1 فص607/413 .
9 .الاحکام ابن حزم،ج6 ، ص810 .
10 . توبه ، 58 .
11 . حجرات ، 6 .

سنت تک پهنچنے کے راستے

جیساکه یه بات گذر چکی که قول وفعل تقریر معصوم کو سنت کهتے هیں اسی لئے اخبار اور احادیث سنت نهیں بلکه سنت کی حکایت کرتے هیں اور درحقیقت سنت تک پهنچنے کے راستے شمار هوتے هیں .
یهاں پر سنت کی تلاش اور اس تک پهنچنے کے بعض قطعی او ربعض غیر قطعی راستون کو پیش کیاجاتاهے -1

الف : سنت تک پهنچنے کے قطعی راستے

1- خبر تواتر

امت اسلامی اور معصومین کے درمیان زمانی فاصله کی وجه سے روایات متعدد واسطوں سے آئی هے .
1- اهل سنت کے ایک گروه نے خبر کی تین قسمیں کی هیں : ایک خبر وه هے که جس کی تصدیق واجب هے اورایک خبر وه هےکه جس کی تکذیب واجب هے اور ایک وه هے که جس میں توقف کیاجانا چاهیئے. ان کا کهنا جس خبر کی تصدیق واجب هے اس کی سات قسمیں هیں .
(1)خبرمتواتر
(2) خبر واحد
(3) خبر رسول الله (ص)
(4) خبر امت پیغمبر (ص)کیونکه امت کی عصمت پیغمبر (ص)کی جانب سے مختص هوچکی هے ضمنا هر اس شخص کی خبر جسے امت سچا اور راستگو مانتی هے وه اسی چوتهی قسم میں داخل هے .
(5) هر اس شخص کی خبر جو الله، رسول اور امت کی اخبار سے مطابقت رکهتی هو .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(6)هر وہ خبر جسے مخبر و پیغمبر کے آگے بیان کرے اور پیغمبر اس کی تکذیب نہ کریں ۔
(7) ہروہ خبر کہ جسے مخبر کسی جماعت کے آگے بیان کرے اور جماعت اس خبر کی تکذیب نہ کرے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ ان کا پشت پردہ سازش اور باھم توافق کرنامحال ہو ۔ لیکن وہ خبر کہ جس کا تکذیب کرنا و اجب ھے اس کی چار قسمیں ھیں :

1- وہ خبر جو عقل ضروری اور عقل نظری کے حکم یا حسن ومشاھدہ اور اخبار متواتر کے خلاف ہو ۔
2- وہ خبر جو کتاب وسنت واجماع کے مخالف ہو ۔
3- وہ خبر کہ جسے کثیر جماعت نے جھوٹی خبر قرار دیا ہو او رعادتا اس خبر کے خلاف انکا پشت پردہ توافق کرنا ناممکن ہو ۔
4- ایسی خبر کہ جسے ایک کثیر جماعت نقل کرنے سے انکار کرے جبکہ اس کے نقل کرنے کا امکان موجود ہو ۔

اور خبر کی تیسری قسم :
وہ خبر ھے کہ جس میں خبر کا سچا اور جھوٹا ھونا مشخص نہ ھو اور کتب حدیث میں اکثر اخبار اسی قسم کی ھیں .
اسے او ریہ اخبار امت تک پھنچتی ھیں اور جنتا یہ فاصلہ بڑھتا جائے اتنے ھی واسطے بڑھتے جاتے ھیں ھر واسطہ کو اصطلاحاً طبقہ کھا جاتا ھے ۔ خبر متواتر وہ خبر ھے کہ ان طبقات میں سے ھر ایک طبقہ میں ایساگروہ موجود ھو کہ جس کا کذب وجعل حدیث پر توافق کرنا عام طور پر ناممکن ھو اسی لئے خبر متواتر یقین آور ھے 2-

2- وہ خبرواحد جو قرینہ قطعیہ کے ھمراہ ھو .
جو روایت حد تواتر تک نہ پھنچے اسے اصطلاحاً خبرواحد کھتے ھیں کبھی خبرواحد میں ایسے قرائن ھوتے ھیں جس سے یقین ھوجاتا ھے کہ یہ خبر معصوم سے صادر ھوئی ھے ، اخباری علماء کے نزدیک کتب اربعہ کی روایات ان خبرواحد جیسی ھیں جو قرینہ قطعیہ کے ھمراہ ھوں . اسی لئے ان کی نظر میں کتب اربعہ کی ساری روایات حجت ھیں اور اسی لئے وہ روایات کی صحیح ، ضعیف، مرسل اور مرفوع جیسی تقسیم بندی کو قبول نھیں کرتے اور یھی حال اھل سنت کے اکثر محدثین کا ھے وہ بھی صحاح ستہ خاص طور سے بخاری اور صحیح مسلم کی تمام روایات کو حجت مانتے ھیں 3 .

3- اجماع
مذھب امامیہ کا اجماع چونکہ رائے معصوم کا کاشف ھے اس لئے حجت ھے اور اسی بناپر خبرمعصوم اور وہ خبر جو محفوف بہ قرینهسے ملی ھو کی مانند کاشف سنت ھے لیکن اھل سنت کے نزدیک اجماع دلائل استنباط میں مستقل دلیل شمار ھوتی ھے .اسی لئے ھم اھل سنت کی رعایت کرتے ھوئے اسے آئندہ صفحات میں مستقل عنوان کے تحت پیش کریں گے اور اس سلسلہ میں فریقین کے نظریات کو بیان کریں گے ۔

4- سیرۂ عقلاء
تمام لوگوں کا چاھے وہ مسلمان ھوں یا غیر مسلمان کسی فعل کو بطور مستمرمسلسل انجام دینا یا ترک کرنا سیرہ یا بنائے عقلاء کھلاتا ھے مگر سیرۂ عقلا کے حکم شرعی ھونے کےلئے معصوم کی تائید اور امضاءضروری ھے اور معصوم کا کسی فعل کی انجام دھی سے روکنا اس فعل کی تائید او رامضا ء کےلئے کافی ھے-4 کیونکہ اگر وہ فعل حرام ھوتا تو امام کےلئے اس فعل سے روکنا لازم ھوتا ۔

5- سیرۂمسلمین
وہ افراد جو دین اسلام کے پابند ھیں ان کا کسی فعل کو انجام دینا یا ترک کرنا ایک طرح سے مسلمانوں کاعملی اجماع شمار ھوتا ھے کسی عمل کی انجام دھی اور ترک عمل میں انکاا موقف اور ان کی روش سیرۂمسلمین کھلاتی ھے یہ سیرت اگر زمانہ ءمعصوم سے متصل ھو تو حجت ھوگی کیونکہ سیرت مسلمین اس بات کی دلیل ھے کہ ان کی سیرت معصوم سے صادر دشدہ قول یا فعل سے ماخوذ ھے لیکن اگر ان کی سیرت کا زمانہ ء معصوم سے متصل ھونا مشخص نہ تو ایسی صورت میں وہ سیرت حجت نھیں ھوگی کیونکہ شاید یہ سیرت اسلامی سماج میں ایک عادت بن گئی ھو اس لئے کہ بعض اوقات کسی شخص یا گروہ کی خاص روش اور رفتار اس حدتک لوگوں کے دل و دماغ پر اثر انداز ھوتی ھے جو دھیرے دھیرے ایک رسمی اور عمومی عادت بن جاتی ھے . کسی عادت کی ابتداء میں علماء اور متدین افراد کی سھل انگاری او

رغفلت کی وجه سے یا اس کے خلاف کوئی ٹھوس موقف اختیار نه کرنے کی وجه سے یاموقف تو اختیار کیا لیکن اس عادت کو مٹانے میں اس موقف کے کافی نه هونے کی وجه هے سے اکثر لوگ اس میں دلچسپی لینے لگتے هیں اور آهسته آهسته وه عادت اتنی مضبوط هوجاتی هے که اکثر افراد اس عادت کا احترام کرنے لگتے هیں آج مساجد کے خرچے اور تشریفاتی امور انهی سهل انگاریوں کا نتیجه هوں هیں جوآج ایک عادت بن گئی اور لوگ اسے هی سیرت مسلمین سمجھ بیٹھے هیں -
-5

ب: سنت دستیابی حاصل کرنے سنت کے غیر قطعی راستے
یه بات گذرچکی هے که جس طرح کشف سنت کے کچھ قطعی راستے هیں اسی طرح کچھ غیر قطعی راستے بھی هیں که جن کا خود بخود کوئی اعتبار نهیں کیونکه حکم شرعی کی دلیل کا قطعی هونا لازمی هے صرف احتمال و گمان کی عقل کے نزدیک کوئی ارزش نهیں هے . قرآن ظن و گمان کی پیروی کو قابل قبول نهیں جانتا :
"*وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا "*
" گمان حق کے بارے میں کوئی فائده نہیں پہنچا سکتا ہے" -6
"*وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً"*
" اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ روزِ قیامت سماعتً بصارت اور قوائے قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا-7 -
لیکن اگر یه غیر قطعی راستے معقول هوجائیں اور ان کے اعتبار پر قطعی دلائل موجود هوں تو یهی غیر قطعی راستے حجت هوں گے اور ان پر عمل ظن و گمان کی پیروی نهیں هوگی - وه غیر قطعی لیکن معتبر راستے کچھ اس طرح هیں :

1- خبرواحد
ایسی خبر که جس کے راوی تمام یا کسی ایک طبقه میں ایک یا ایک سے زیاده هوں لیکن حدتواتر تک نه پهنچیں تو ایسی خبر یقین آور نهیں هوگی او رایسی خبر کو اصطلاح میں خبرواحد کهتے هیں -
خبر واحد کی بحث منابع استنباط کے اهم ترین مباحث میں سے هے اور اس کی حجیت میں علماء کے درمیان اختلاف پایاجاتا هے سید مرتضیٰS ابن زهرهS ابن براجS طبرسی8 اور ابن ادریسS اس کی حجیت کا انکار کرتے هیں اهل سنت میں قدریه اور فرقه ظاهریه9 کے بعض افراد اسکی حجیت کے منکر هیں جب که شیخ طوسی اور فقهائے تشیع کے اکثر بزرگ افراد اسی طرح تمام اخباری او ر اهل سنت کے اکثر افراد خبرواحد کی حجیت کے قائل هیں 10 -
حجیت خبرواحد کے شرائط میں کوئی ایک مشخص رائے نهیں هے مسلک امامیه کے قدما ء اس خبر واحد کومعتبر مانتے هیں جو قرائن صحت کے همراه هو چاهے وه قرائن صحت داخلی هوں جیسے راوی کی وثاقت یا خارجی هوں جیسے کسی معتبر کتاب میں اس کا وجود یا کسی کتاب میں اس کی تکرار . ، اور روایت غیر معتبر اسی روایت کو مانتے هیں جس میں اس قسم کے قرائن موجود نه هوں11 لیکن چھٹی صدی سے شیعه علماء نے خبر واحد کی حجیت کےلئے راوی کی عدالت کو شرط قرار دیا هے اور بعض نے راوی کی وثاقت کو شرط قرار دیا اور اسی نظریه کی اساس پر روایات کی چار قسمیں کیں صحیح، حسن، موثق اورضعیف . البته اخباری کتب اربعه کی تمام روایات کو حجت مانتے هیں اور حدیث کی مذکوره تقسیم بندی کو غلط اور بے اثر جانتے هیں لیکن ان کے پاس اپنے نظریه کے اثبات میں کوئی قابل قبول دلیل نهیں هے -

روایت صحیح .
اهل سنت کے نزدیک وه خبر واحد که جس کی سند متصل هو (یعنی جس کے سلسلهء سند میں کوئی افتاد گی نه هو) اورجس کے راوی عادل مضبط اور مخفی عیب سے دور هوں ایسی روایت کو روایت صحیح کهتے هیں :
"" ماتصل سند بعدول ضابطین بلا شذوذ ولاعلة خفية""

روایت حسن .
اس روایت کوکهتے هیں جس روایت کے صدور اورا س کے رجالی شناخته شده هوں مگر روایت صحیح کی حدتک نه هوں
-

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

“"ماعرف مخرجه و رجاله لاکرجال الصحيح”"

روايت ضعيف

وہ روايت ھے کہ جس ميں روايت حسن کے درجات سے کوئی درجہ نہ ھوں اور خود روايت ضعيف کے کئی مرتبے ھيں .

“"ماقصر عن درجہ الحسن وتفاوت درجاتہ فی الضعف بحسب بعدہ من شروط الصحة ”" 12

----

1 .المصتفیٰ، ج 1، ص 142/144 .
2 . مصباح الاصول ،ج 2، ص 192 .
3 . حدائق الناظرہ ، ج 1، ص 23 .
4 . اصول الفه ، ج 2، ص 171 .
5 . اصول الفقه، ج 2 ، ص 175 .
6 . نجم، 28 .
7 . اسراء ، 36 .
8 . کفايه الاصول ،ج 2،ص 79 .
9 . روضه الناظر ،ج 1 ،ص 313 .
10 . وهی مدرک ،
11 .مقباس الهدايه فی علم الدرايايه ،ج 1،ص 24/19 .
12 . امنی المطالب ، ص 17 .

1- شهرت .

فقهاء اور اصولويوں کے ايک گروہ نے شهرت کو منابع استنباط ميں سے ايک شمار کيا ھے -1 جانا چاهيئے کہ شهرت کی تين قسميں ھيں :

الف: شهرت روائی

ان کے نزديک يہ اصطلاح اهل خيرت کے يهاں رائج ھے جس حديث کے راوی زيادہ ھوں ليکن حدتواتر تک نہ پهنچے ايسی روايت کو "وہ خبر مشهور "(مستفيض) کهتےھيں اور تعارض روايات کی صورت ميں شهرت روائی کو مرجحات روايت ميں شمار کيا ھے -2 .

يعنی اگر دو روايتيں صديوں کے اعتبار سے ايک دوسرے سے معارض ھوں اور ان ميں ايک روايت شهرت روائی رکھتی هو اور کئی راويوں نے اسے نقل کيا هو تو ايسی روايت کو دوسری روايت پر ترجيح دی جائے گی اور اس ترجيح کی دليل خود شهرت ھے جو اطمينان اور وثوق کا باعث ھے . اس کے علاوہ بعض روايات ميں کہ جس ميں مقبولہ عمرابن خنظلہ بهی ھے اس بات کی تصريح کی گئی ھے چنانچہ اس حديث ميں عمرابن حنظلہ نے امام صادق عليہ السلام سے سوال کيا کہ : اگر راويوں ميں سے دو راوی جن ميں دونوں ھی مورد وثوق واطمينان ھوں اور آپ کی حديث ميں اختلاف کريں تو کيا کرنا چاهيئے ؟

امام عليہ السلام نے بعض مرجحات کو گنوانے کےبعد فرمايا:

“ يُنْظَرُ إِلَى مَا كَانَ مِنْ رِوَايَتِهِمْ عَنَّا فِي ذَلِكَ الَّذِي حَكَمَا بِهِ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِكَ فَيُؤْخَذُ بِهِ مِنْ حُكْمِنَا بِهِ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِكَ وَ يُتْرَكُ الشَّاذُّ الَّذِي لَيْسَ بِمَشْهُورٍ عِنْدَ أَصْحَابِكَ -3 ..”

“يعنی ان دو روايتوں ميں جو روايت اصحاب کے درميان مشهور هو اسے مقدم رکھتے هوئے دوسری روايت کو چھوڑديں.

شهرت روائی کو بعض اهل سنت نے بهی اپنی کتابوں ميں ذکر کيا ھے انھوں نے خبر کو تين قسموں ميں تقسيم کيا (1) متواتر (2) مشهور (3) واحد اور حديث مشهور يعنی وہ حديث جو راويوں کی زبان پر رائج هو کو خبر غير مشهور (واحد)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پر مقدم رکھا کیونکہ یہ خبر اطمینان آور ھے -4 .
لیکن انھوں نے شھرت کی ایک اورقسم کو مرجحات میں قرار دیا ھے اور وہ شھرت راوی ھے نہ کہ شھرت روائی ان کا کھنا ھے کہ اگر ایک حدیث کا راوی دوسری حدیث کے راوی سے زیادہ شھرت رکھتا ھو تو اسکی روایت کو دوسری روایت پر مقدم کریں گے .
اس شھرت کی کئی قسمیں بتائی گئیں ھیں . ایک یہ کھاول راوی کبار صحابہ میں ھو کیونکہ یہ عالی منصب اسے کذب و دروغ سے باز رکھے گا دوم یہ کہ ایک نام کا مالک دو نام والے پر رحجان رکھتا ھے سوم یہ کہ معروف النسب راوی مجھول النسب راوی پر مقدم ھے چھارم یہ کہ ان راویوں کے نام جو افراد ضعیف کے نام سے مشتبہ نہ ھوں ان راویوں پر مقدم ھیں جن کے ناموں میں اشتباہ ھوتا ھے اور اسی طرح وہ راوی جو حفظ وضبط روایت کیلئے مشھور ھیں یا ثقات و عدول سے نقل کرتے ھیں مقدم ھیں 5 .

----

1 . اصول الفقہ،ج2 ،163 .
2 . انوار الاصول ،ج1 ص 67 .
3 .کافی ،ج1 ، ص67 .
4 . التعارض والترجیح ،عبداللطیف عبد الشمس ، ج2 ،ص169 .
5 . انوار الاصول ،ج2 ، ص423 .

ب:شھرت عملی

وہ روایت جس میں فقھاء کے درمیان اس پر عمل اور استناد مشھور ھو-1. اس شھرت کو شھرت عملی کھتے ھیں اوردو مقام پر اس سے استفادہ کیا جاتا ھے .
1- پھلے یہ کہ باب تعارض کے مرجحات میں جھاں فقھاء کھتے ھیں اگر ھم یہ مانتے ھوں کہ جو چیز واقعیت سے نزدیک تر ھو مرجح ھوگی پس شھرت عملی بھی مرجیح ھوگی لیکن صرف اس صورت کھمیں فقہ کے قدیم علماء اور گذشتگان کی روایت کے مطابق عمل ھو .
2- دوسرے یہ کہ سند روایت کے ضعف کو بر طرف کرنے میں شھرت عملی سے کام لیا جاتا ھے یعنی جب بھی کوئی روایت قوانین کے حساب سے ضعیف ھو لیکن کئی علماء اور فقھاء نے اس روایت کے مطابق فتوا دیا ھو تو ان کا فتوی اور عمل سند روایت کے ضعف کو بر طرف کرتا ھے اور اس روایت کو قابل اعتما دبناتا ھے اسی طرح کہ جس طرح کوئی خبر صحیح اور معتبر ھو لیکن فقھاء اس روایت سے گریز کریں اور کوئی اعتنا نہ کریں تو ایسی روایت درجہء اعتبار سے ساقط ھو جائے گی لیکن بعض فقھا جیسے صاحب مدارک وغیرہ شھرت اور اعراض کے ذریعہ ضعف سند کی برطرفی یا سند کے بے اعتبار کرنے کوقبول نھیں کرتے -2 .

ج: شھرت فتوائی
شھرت فتویٰ سے مراد یہ ھے کہ اگر کوئی فتویٰ اجماع کی حدتک پھنچے اور فتویٰ شاذ کے مقابل قرار پائے تو بعض مسلک امامیہ کے اصولی یہ مانتے ھیں کہ شھرت فتویٰ امارات معتبرہ میں سے ایک ھے . ان کا کھنا ھے کہ ھر چند کسی فقیہ کا فتویٰ دوسرے فقیہ کےلئے حجت نھیں ھوتا لیکن یھی فتویٰ جب شھرت کی حدتک پھنچ جائے اور فتویٰ دینے والے زیادہ ھوں تو دوسرے فقیہ کےلئے یھی شھرت اور فتویٰ کی کثرت حکم شرعی پر دلیل بنےگی کہ وہ بھی اسی حکم کو استنباط کرے شھید اول نے کتاب "ذکری" میں اس نظریہ کو قبول کیا ھے -3 .
لیکن دوسرے گروہ کا یہ ماننا ھے کہ شھرت فتویٰ معتبر نھیں ھے اور اس پر منبع استنباط کے عنوان سے تکیہ نھیں کیا جاسکتا .جو شھرت فتویٰ کو حجت مانتے ھیں ان کی دلیل یہ ھے کہ :اگر خبر واحد سے حاصل ھونے والا ظن خبر واحد سے حاصل شدہ ظن سے کھیں زیادہ قوی تر ھے -4 اور دوسری دلیل یہ کہ زرارہ اور عمرابن حنظلہ کی روایت میں آیا ھے جو مشھور ھے اسے لے لو اور جو شاذ و نادر ھے اسے چھوڑ دو اسی طرح شھرت فتویٰ کے طرفداروں نے اپنے مدعا پرآیہءنبا کے ذیل میں وارد شدہ جملہ سے مدد لی ھے -5 جس میں خداوند عالم فرماتا ھے :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

" * أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ "*
"اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم تک ناواقفیت میں پہنچ جاؤ اور اس کے بعد اپنے اقدام پر شرمندہ ہونا پڑے " 6-
ان دلیلوں کے کئی جواب دیے گئے ھیں جس کی تفصیل اصول کی مفصل کتابوں میں دیکھی جاسکتی ھے ۔
بعض نے قدماء کے نزدیک مفہوم شہرت اور متاخرین کی شہرت میں فرق کیا ھے ۔ ان کا کھنا ھے کہ :
تاریخ تشیع میں آرائے فقھی کئی مراحل سے گذرے ھیں ابتداء میں یعنی عصر تشریع میں لوگ روایات و احادیث کو خود ائمہ علیھم السلام سے دریافت کرتے اور پھر ان پر عمل کرتے تھے اس کے بعد جو مرحلہ آیا اس میں احادیث کو کتاب اور جزوات میں جمع کیا گیا جس سے اصول اربعماہ (یعنی چارسو اصل اور کتاب) وجود میں آئے پھر تیسرے مرحلے میں علمائے دین نے انھیں کتابوں اور جزوات کو مترتب اور منظم کرنا شروع کیا اس کے بعد چوتھا مرحلہ فتووں کا مرحلہ ھے جس میں حذف سند اور تخصیص و تقیید اور جمع و ترجیح کے بعد متن احادیث کے مطابق فتوا دیا جانے لگا چنانچہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب "من لایحضر ہ الفقیه" میں یھی کام کیا ھے اب آخری اور پانچواں مرحلہ تطبیق و تفریع احادیث کا دور ھے اور یھیں سے جدید اور فرعی مسائل کو استنباط کیا جانے لگا ۔
اسی لئے مرحلہء پنجمپانچویں مرحلہ سے پھلے شھرت فتویٰ وثوق و اطمینان کا موجب تھا لیکن پانچویں مرحلہ میں فقھاء کے فتووں میں حدس و استنباط کا جنبہ پیدا ھوگیا اسی لئے اس مرحلہ کے فتوے آنے والے فقھاء کےلئے حجت نھیں ھوں گے -7. اھل سنت کی کتابوں میں شھرت فتویٰ کے مسئلہ کو ایک اور انداز میں پیش کیا گیا ھے ان لوگوں نے بحث اجماع میں یہ مسئلہ اٹھایا کہ آیا اکثر یت کی آراء پر اجماع تحقق پاتا ھے یا نھیں ؟
جمھور اھل سنت نے کھا ھے کہ قول اکثریت اور قول مشھور سے اجماع ثابت نھیں ھوتا لیکن معتزلہ کے مشھور عالم ابوالحسن حناط اور ابن جریر طبری اور ابوبکر رازی نے کھا ھے :
ایک یا دو فرد کی مخالفت اجماع کو نقصان نھیں پھنچاتی اور ابن حاجب کا کھنا ھے کہ کسی مسئلہ میں مخالفت شاذ ھی کیوں نہ ھو اجماع کو قطعیت سے گرادیتا ھے لیکن اس کے باوجود اتنی بڑی اکثریت (اجماع)کو حجت جانتی ھے -8 -
غزالی نے کھا-9: امت کی عصمت اور حجیت ثابت ھے لیکن اگر کوئی قول شھرت تک پھنچ جائے (مگر اجماع تک نہ پھنچے) تو یہ شھرت حجت نھیں ھے کیونکہ اختلاف کے ثابت ھوتے ھی حجیت ساقط ھوجائےگی جیسا کہ ارشاد خداوندی ھے :
"*وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ "*
"اگر کسی چیزمیں اختلاف کا شکار ھوجاؤ تو اس کا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو "

----

1 . اصول الفقه ، ج2 ،ص 252 .
2 . مصباح الاصول ، ج2 ، ص143 .
3. ذکری ، للشیعه مقدمه مؤلف ، ج1 ، ص52 .
4. انوار الاصول ، ج2 ، ص417 .
5 .فوائد الاصول ، ج 3 ، ص155 .
6 . انوار الاصول ، ج 2 ،ص 423 .
7 . وھی مدرک .
8 .اصول الفقه الاسلامی ، ج 1 ،ص 518 .
9 . المستفیٰ، ج1 ، ص117 .

کتاب و سنت کے مشترک مباحث ۔
کتاب و سنت کے اختصاصی مباحث کے علاوہ ان کے مشترک مباحث کوبھی "ادلہء نقلی" سے تعبیر کیا جاتا ھے۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ادلہ نقلی کی تقسیمات ۔
آیات و روایات جو کہ منابع استنباط کے لئے دو عمدہ دلیلیں ھیں ھر ایک دلیل خودبخود ایک دوسرے مل کر مختلف قسموں میں تقسیم ھوتی ھیں ۔

دلیل خاصل و عام ۔
ایسی دلیل جو کہ حکم کو تمام افراد موضوع یا متعلق موضوع یا مکلف کے شامل حال ھو اسے اصطلاح دلیل"عام" کھتے ھیں .اور کبھی عام او رخاص میں تعارض ھو تو دلیل عام پر دلیل خاص کے ذریعے تخصیص لگائی جاتی ھے یعنی بعض افراد مصادیق عام ھے سے خارج ھوجاتے ھیں اور اس طرح خاص ،عام پر(ظاھر و اظھر یا قرینہ او رذوالقرینہ کے ملاک کی وجہ سے) مقدم ھوجاتا ھے . مثال کے طور پر خداوند عالم ایک آیت میں ارشاد فرماتا ھے ۔
"*كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"*
“تم پر روزہ اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والونپر لکھے گئے تھے شایدتم اسی طرح متقی بن جاؤ ” - 1
اور اس کے بعد والی آیت میں فرماتا ھے :
"*فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ " *
“اس کے بعد بھی کوئی شخص مریض ہے یا سفر میں ہے تو اتنے ہی دن دوسرے زمانے میں رکھ لے گا ” - 2
ان آیات میں پهلی آیت کا حکم عام ھے جس سے ثابت ھوتا ھے کہ جو ان، بوڑھا ،مریض(مسافر نو پر روزہ واجب ھے لیکن دوسری آیت میں تخصیص سے بعض افراد خارج ھوگئے) شیعوں متاخر فقھاء اور اکثر اھل سنت کا اس بات پر اتفاق ھے -. قرآن کے عمومی حکم پر کہ خبر واحد کے زریعہ تخصیص لگائی جاسکتی ھے لیکن امامیہ کے قدیم علماء میں سید مرتضیٰS کی جانب نسبت دی گئی ھے کہ وہ قرآن کے عمومی حکم کے خبرواحد سے تخصیص لگانے کو جائز نھیں مانتے تھے اور اھل بیت میں عیسی بن ابان متوفی 221 ھجری عدم جواز کاقائل تھا مگر یہ کہ دلیل عام پچھلے مرحلہ میں دلیل قطعی سےتخصیص پاچکی ھو کہ اس صورت میں قرآن کو خبرواحد سے تخصیص دینا جایز ھے اور اھل سنت سے ایک اور شخصیت قاضی ابوبکر کی ھے جنھوں نے اس مسئلہ میں توقف کیا ھے-3 خبر واحد کے ذریعہ قرآن سے عموم کو تخصیص دینے کی مثال یہ ھے کہ قرآن فرماتا ھے ۔
" * يُوصِيكُمُ اللّهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ "*
“اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت فرماتا ہے، ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے” - 4
اس آیت میں باپ کے انتقال پر تمام اولاد کےلئے ارث مشخص کی ا گئییا اور ضمنا یہ بتایا گیا کہ بیٹے کا ارث بیٹی کے ارث سے دو برابر ھے لیکن اس حکم پر بعض روایات کی وجہ سے تخصیص لگائی گئی کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ کاقاتل ھو تو اسے ارث نھیں ملے گا ۔
“ " القاتل لایرث ممن قتلہ ”"5

دلیل مطلق و مقید :
مطلق اس لفظ کو کھتے ھیں کہ جس میں کو ئی قید و شرط نہ ھواور اپنے تمام افراد کو شامل ھو مثلا جس وقت کھا جائے۔
“"احلّ اللہ البیع ”" اس میں معاملات کی تمام قسمیں شامل ھوجائیں گی ۔
مقید اس لفظ کو کھتے ھیں جس میں لفظ قید کے ساتھ ذکر ھو جیسے “"نھی النبی عن بیع الغرر”"یعنی پیغمبر نے مجھول اور مبھم معاملات سے منع کیا ھے ۔ محققین کے نزدیک مشھور یھی ھے کہ لفظ مطلق اس صورت میں تمام افراد کو شامل ھوگا کہ اس کے مقدمات حکمت اسمیں جمع ھوں .یعنی
اولاً: متکلم مقام بیان اور تمام مقصود بیان کرے ۔
ثانیا: کوئی قید نہ لگائی گئی ھو ۔
ثالثا: لفظ مطلق سے خاص افراد کا تبادر نہ ھو ۔
رابعا : پڑھنے والے والا کی اپنی نظر میں اس لفظ کا قدر متیقن نظرمیں نہ رکھے ۔
اس صورت میں مطلق تمام افراد کو شامل ھوگا اور بغیر کسی دلیل کے جو تقید پر دلالت کرے اطلاق سے صرف نظر نھیں کیا جاسکتا . حدیث کے زریعے ذریعے قرآنی اطلاقات کو قید لگانے کاا مکان قطعی ھے کیونکہ قرآن کے کئی احکام فقط کلی صورت میں ذکر کئے ھیں اور اس کے مشخصات کو روایات میں بیان کیا گیا ھے . عبادات کے سلسلہ میں قرآن میں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کلی طور پر نماز روزہ اور حج وغیرہ کا ذکر کیا ھے اسی طرح معاملات میں کلی طور پر بیع کی حلیت، ربا کی حرمت اور دوسرے معاملات کا ذکر کیا ھے ان تمام موارد میں ان احکام کی کیفیت ،شرائط، اجزاء اور موانع کو روایات میں مشخص کیا جاتاھے اس کے نتیجہ میں قرآن کے اطلاقات پرقید لگتی ھے ۔

----

1 ۔ بقرہ ، 183 ۔
2 ۔ بقرہ ، 184 ۔
3 ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ، ج2/1 ، ص525 ۔
4 ۔ نساء ، 11 ۔
5 ۔دعائم الاسلام ،ج2 ص386 ،ح1375 ، مستدرک الوسایل ،ج17 ،ص 146 ، ح20998 ۔

دلیل حاکم و محکوم :

دلیل حاکم یہ ھے کہ دلیل محکوم کو نظر میں رکھتی ھے اور دلیل محکوم کے موضوع کو وسعت دیتی یا قید لگاتی ھے۔
دلیل حاکم اگرچہ ظاھرا دلیل محکوم کے موضوع پر نظر رکھتی ھے لیکن در واقع موضوع کو وسعت دیے کر یا وسعت کو تنگ کرکے حکم کی نفی یا اثبات کرتی ھے ۔ ان مثالوں کی جانب توجہ کیجئے :
قرآن نے ربا کو حرام کرتے ہو ئے کہا :" :* وَحَرَّمَ الرِّبَا "1 * اب اگر کسی روایت میں آئے‘‘ "لاربا بین الوالد والولد -2"
یہ روایت دلیل حاکم شمار ہوگی اور آیت دلیل محکوم کیونکہ دلیل محکوم کیلئے موضوع (ربا) کو کہ دلیل حاکم (روایت) کے ذریعہ محدود کیا گیا اگر دلیل حاکم بظاھر موضوع ربا کو نفی کررھی ھے لیکن اس سے مراد یہ ھے یہاں حرمت ربا کو اٹھالیا گیا اس لئے کہ حقیقت میں حکم کو قید تو لگا یا گیا لیکن نفی ربا کو اس مورد میں منحصر کیا کہ جھاں طرفین پدر اور فرزند نہ ہو ں ۔
دوسرا دوسری مثال : قرآن نے وضو کو نماز کیلئے شرط قرار دیا اور کہا :
" * إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فاغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ " * 3
‘‘جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھونکو دھوؤ ’’
۔ اب اگر کوئی روایت ملے کہ جس میں کھاجائے :
‘‘الطواف بالبیت صلاۃ ’’۔ 4
یھاں پر دلیل حاکم کے ذریعے دلیل محکوم کے موضع (صلاۃ) کو وسعت دی گئی اور طواف کعبہ کو مصادیق نماز میں شمار کیا گیا لیکن حقیقت یہ ھے کہ شرط طھارت کے حکم وضعی کو غیر نماز کےلئے ثابت کیا گیا دلیل حکومت دلیل کا ملاک یہ ھے اگر دلیل محکوم نہ ہو تو دلیل حاکم لغو ہوگی -5۔ واضح تر یہ کہ جس وقت یہ کھا جارھا ھے کہ ‘‘"الطواف بالبیت صلاۃ’’" اس کا مفھوم یہ ھے کہ مخاطب نے نماز اور اس کے احکام کو سن رکھا ھے اور اس روایت کا مقصد یہ ھے کہ جو احکام نماز کے ھیں وھی احکام طواف پر بھی جاری ہون ہوں گے نہ یہ کہ نماز حقیقت میں طواف کا مصداق ہو ۔

دلیل وارد و مورد :
دلیل وارد ، دلیل مورود کےلئے حقیقی مصداق تعین کرتی ھے یا اس کے مصداق کی نفی کرتی ھے ۔ جیسے حجیت خبر واحد کے دلائل جو برائت عقلی (قبح عقاب بلابیان) پر وارد ھے کیونکہ حقیقت میں بیان حکم شرعی کیلئے ھے پس یھاں برائت کی کوئی جگہ نہیں -6 یعنی خبر واحد کہ کسی حکم پر دلالت کررھی ھے اور جس سے بیان الھیٰ حاصل ہو رھا ھے ایسی دلیل کے ہوتے ہوئے مکلف قبح عقاب بلابیان سے تمسک نہیں کرسکتا ۔

دلیل مجمل و مبین :
خطاب مجمل یہ ھے کہ خطاب اپنے مقصود پر واضح طور پر دلالت نہ کرے اور متکلم کا مقصد اس سلسلے میں روشن نہ ہو ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مبین اس خطاب کو کھتے ھیں جس کی دلالت واضح و روشن ھو اور نص اور ظاھر کلام سے شامل ھو بہ عنوان مثال آیت شریفہ میں آیا ھے :

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا

چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو ۔ 7

لیکن اس آیت میں یہ مشخص نھیں ھے کہ ھاتھ کو اس کے کس حصہ سے کا ٹاجائے کیونکہ انگلیوں کے پورسے لیے کر کاندھے تک کئی جوڑ ھیں اور ان میں سے کسی بھی مفصل کو جدا کرنے سے قطع ید صادق آتا ھے ۔ پس یہ کلام مجمل ھے یعنی اپنے مقصود کو واضح طور سے بیان نھیں کررھا ھے اور قرآن میں کسی اورمقام پر قطع ید کے مصادیق بیان نھیں کئے گئے پس اس آیت کی توضیح و تفسیر و تبین کےلئے روایات کی جانب مراجعہ کرنا ھوگا تا کہ قطع ید کی حد معین ھوجائے پھلی دلیل کو مجمل اور دوسری دلیل کو مبین کھتے ھیں ۔

----

1 . بقرہ ، 275 .
2 . وسایل الشیعہ، ج13 ، ابواب الربا ، باب ، 7 .
3 . مائدہ ، 6 .
4 .عوالی اللئالی ،ج2 ،ص167 ،ح3
5 . رسائل ،فرائد الاصول ، ص432 .
6 . رسائل ، فرائد الاصول ، ص432 .
7 . مائدہ ، 38 .

مفھوم و منطوق :

وہ معنا جو بطو ر مستقیم کسی لفظ سے سمجھ میں آئیں اسے منطوق کھا جاتاھے ۔ اور وہ معنا جو بطور مستقیم لفظ سے نہ سمجھے جائیں بلکہ منطوق کالازمہ ھوں اور اس سے اشارہ استفادہ کیاجائے اسے اصطلاحاً مفھوم کھتے ھیں مثلا جب بھی یہ کھا جائے کہ عورت اگر مرد کو جنسی حوالے سے راضی کرے تو نفقہ کی حقدار ھے اس کا مفھوم یہ ھے اگر عورت نافرمان ھو تو نفقہ کا حق نھیں رکھتی ۔

اقسام مفھوم :

مفھوم کی دو قسمیں ھیں ۔

اگر حکم مفھوم و منطوق میں ایک دوسرے کے موافق ھوں ھون تو اسے مفھوم موافق کھاجاتا ھے اور اس کی دو قسمیں ھیں ،کبھی لفظ مفھوم بر پر اولویت کے ذریعے دلالت کرے تو اسے مفھوم اولویت کھتے ھیں جیسے قرآن میں آیا ھے:

"*فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ" * 1

اس آیہء کریمہ میں ماں باپ کو برابھلا کھنا حرام قرار دیا گیاھے کیونکہ جب آیت کا منطوق یہ ھے کہ ماں باپ سے ایسی بات نہ کرنا جو ان کی ناراضگی کا سبب ھو تو اس کا مفھوم یہ ھے کہ ان کو برابھلا کھنا او رانھیں ر ان سے گالی گلوج کرنا او رانھیں مارنا پیٹنا بہ درجہ ء اولیٰ حرام ھوگا ۔

اور کبھی منطوق و مفھوم بطور مساوی ایک دوسرے پر دلالت کرتے ھیں جیسے قیاس منصوص العلہ-2 کے موارد جیسے یہ کھا جائے :

“"لاتشرب الخمر لانہ مسکر ”

" انگور کی شراب مت پیو کہ اس سے نشہ چڑھتا ھے ، اس کا مفھوم یہ ھے کہ جو شراب مستی آور ھو حرام ھے .

اگر مفھوم کا حکم منطوق کے حکم کے مخالف ھو تو اس مفھوم کو مفھوم مخالف کھتے ھیں اور مفھوم مخالف کی جملہ چھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قسمیں ھیں ۔
1- مفھوم شرط جسیے بیوی کے نفقه کی مثال جو اوپر بیان ھوچکی ۔
2- مفھوم وصف ۔
3- مفھوم غایت ۔
4- مفھوم حصر ۔
5- مفھوم عد د ۔
6- مفھوم لقب ۔
حجیت مفاھیم کی بحث د رحقیقت میں وجود مفھوم کی بحث ھے یعنی بحث اس میں ھے که کیا شرط مفھوم رکھتا ھے که یا نھیں تا که اس سے حکم شرعی کو استنباط کیا جاسکے-3یا مفھوم نھیں رکھتا
مفھوم موافق کی حجیت میں کوئی تردید نھیں ، انواع قیاس کی بحث میں اس بات کی توضیح آئے گی لیکن مفھوم مخالف اور اس کی تمام اقسام کے سلسلے میں مفصل مباحث ھیں اور ان میں سے بعض اقسام کے حجت ھونے یا نه ھونے پر دلائل پیش کئے گئے ھیں که جسے اصول کی مفصل کتابوں میں مطالعه کیا جاسکتاھے ۔ 4

ناسخ و منسوخ :
نسخ یعنی گذشت زمانے کے ساتھ حکم کا اٹھا لینا اسلام میں وقوع نسخ پر تمام مسلمانوں کا تفاق ھے سوره بقرۂ میں صریحا حکم قبله کے نسخ ھونے اور اس کا رخ بیت المقدس سے کعبه کی جانب موڑدیے جانے کے خبردی گئی ھے ، قرآن کی دیگر آیات میں بھی وقع نسخ کی تائید ملتی ھے جیسے یه آیت ،5
" * مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا"*
" ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا دلوں سے محو کردیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی جیسی آیت ضرور لے آتے ہیں "۔
قرآن میں قرآن کے ذریعه کتنے موارد نسخ کے موارد ھے اسکے سلسلے میں اختلاف ھے بعض فقھاء ومفسرین نے اس کا دائره اتنا وسیع کردیا که تمام تقیید و تخصیص کے موارد کو نسخ قرار دیا ھے اور کسی نے اتنا محدود کردیا که فقط آیهء نجویٰ کے -6ایک مورد کو مصداق نسخ قرآن به قرآن شمار کیا ھے -7۔

خبر واحد کے ذریعے نسخ کرنا ممکن نھیں :
اکثر علمائے اسلام کانظریه خبر متواتر کے ذریعے نسخ کرنا جائز ھے شافعی علماء او راکثر علمائے اھل ظاھر اسے جائز نھیں مانتے-8 اور خبر واحد کے ذریعے حکم قرآن کو نسخ کرنا شیعه اور اھل سنت دونوں کے نزدیک ممنوع ھے. کیونکه نسخ ایک اھم او رنادر مسئله ھے اگر نسخ متحقق ھو تو لازم کے ھےکه یه نسخ تواتر اور قرائن قطعیه کے ساتھ ھو بر خلاف تخصیص و تقید کے بر خلاف که ایک امر رائج ھے فقط ایک گروه ھے جس نے ایک صورت کو مستثنیٰ کی ھے اور کھا ھے که خبر واحد کے ذریعے حکم قرآن کا نسخ کرنا صرف حیات پیغمبر(ص)میں جائز ھے-9 ۔
علامه حلی Sنے منتھی میں کھا ھے که :دلیل قطعی (چاھے وه قرآن ھو یا سنت متواتر) کو خبر واحد کے ذریعے نسخ کرنا جائز نھیں ھےکیونکه دلیل قطعی خبر واحد سے اقوی ھے پس خبر واحد اور دلیل قطعی کے تعارض کی صورت میں دلیل قطعی پر عمل کرنامشخص ھے ۔ 10

حدیث کے ذریعه قرآن کی تخصیص و تقیید کا امکان :
اصولاً قرآن حامل کلیات مسائل وذریعه احکام کے کلی مسائل کا حامل ھےاس لئے جزئیات و شرائط شرائط، قیود و احکام کےلئے رسول(ص)خدا کی جانب سے بیان کرده تفسیر کی جانب رجوع کرنا لازمی ھے مثلا نماز کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ھے وه کچھ اس طرح ھے که :
" *11وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ-12 * " *وَاسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ" 13* "*حَافِظُواْ عَلَى الصَّلَوَاتِ" *
لیکن اس نماز کے انجام دینے کی کیفیت اور اس کے شرائط اس کے اجزاء و موانع اور مستحبات و مکروھات اسی طرح مقدمات او رھزار فروع دیگر که جیسے آیات کے ذریعے حاصل نھیں کیا جاسکتا اگرچه بعض جزئیات کا ذکر ملتاھے جیسے ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

"*إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فاغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُواْ بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَينِ"*
"جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھونکو دھوؤ اور اپنے سر اور گٹّے تک پیروں کا مسح کرو -14 .
اسی طرح اور بھی آیات کہ جس میں بعض جزئیات نماز کا ذکر ملتاھے لیکن اس کل کے باوجود وضو اور نماز کے کئی جزئی مسائل ھیں کہ جسے صرف روایات کی مدد کی روسے ھی حل کیا جاسکتاھے .
اسی بنیاد پر یہ بحث پیش کی جاتی ھے کہ کیا خبر واحد کے ذریعہ قرآن کے عموم واطلاق و تخصیص یا تقیید لگائی جاسکتی ھے . اکثر فقھائے اسلام نے خبر واحد کے ذریعہ تخصیص و تقیید کو ممکن جاناھے صرف اھل سنت کے ایک مختصر گروہ نے اسے ممنوع قرار دیاھے ، قاضی ابوبکر باقلانی نے اس مسئلہ میں توقف کیا اور بعض تفصیل کے قائل ھیں جن میں عیسی ابن ابات نے کہا: اگر قرآن کا حکم عام دلیل قطعی (یعنی قرآن خبر متواتر اور دلیل عقلی قطعی وغیرہ) کےذریعہ تخصیص پاچکا ھو تو ایسے حکم کو خبر واحد کے ذریعے تخصیص دینا جائز ھے و رنہ جائر جائز نھیں ھے،- 15 کہ خبر واحد کے ذریعہ تخصیص و تقید قرآن کے جواز کے بارے میں کھا جاسکتاھے کہ :
بعض آیات میں پیغمبر (ص)کو مبین قرآن م سےتعارف کرایا گیا ھے جیساکہ ارشاد ھے :
"*وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ "*
" آپ کی طرف بھی ذکرکو(قرآن)نازل کیا ہے"-16
یہ آیات قرآنی کی تبین و تفسیر میں سخن پیغمبر(ص)کی حجیت پر دلیل ھے چاھے سخن پیغمبر خبر متوا تر کی صورت میں ھو یا خبر واحد کی صورت میں چاھے آپ کیا سخن قرآن کے متشابھات قرآن کی تفسیر ھو یا ظواھر قرآن کی تفسیر یں، ھرصورت میں آپ کا قول حجت ھے آپ کی جانب سے لگائی گئی تخصیص و تقیید بھی ایک طرح کی تبیین و تفسیر ھے .. اھل بیت کا بیان اور آپ حضرات تفسیر و تبیین پیغمبر سے ملحق او رمعتبر ھینے . اس الحاق و اعتبار کی دلیل حدیث ثقلین اور دیگر احادیث ھیں اس کے علاوہ خود اھل بیت علیھم السلام نے صریحاً کھا ھے کہ ھم جوکچھ بھی کھتے ھیں پیغمبر کی جانب سے کھتے ھیں-17 اصحاب پیغمبر کی سیرت اور سیرۂمسلمین اس لئے حجت ھے کہ وہ احکام کی جزئیات اور تفصیلات کو ان موثق افراد سے لیتے تھے کہ جسے پیغمبر سے نقل کیا گیا ھو یھاں پر دو سوال اٹھتے ھیں .
1- قرآن حجت قطعی ھے اور بدون تردید خدا کی جانب سے نازل ھوا ھے .. لیکن خبرو احد تو حجت قطعی ھے اور دلیل قطعی کو غیر قطعی دلیل کے ذریعے مقائسہ کرنا عقلاً جائز نھیں ھے اسی لئے خبر واحد کی وجہ سے قرآن کے اطلاقات و عمومات سے ھاتھ اٹھا لینا صحیح نھیں ھے .

جواب :
اس سوال کا جواب یہ ھے کہ قرآن صدور کے لحاظ سے قطعی ھے لیکن دلالت کے لحاظ سے اس کے عمومات و اطلاقات قطعی نھیں ھیں او راس کی حجیت صرف اس وقت ھے جب حجیت ظواھر کے خلاف کوئی قرینہ موجود نہ ھو .
2- یہ بات پھلے گذرچکی کہ (عرض حدیث بر کتاب)والی روایات اقتضا کرتی ھیں جوکچھ قرآن کے خلاف ھو اسے دور ھٹادیاجائے پس اگر خبر واحد عموم قرآن کو تخصیص دیتی ھے یہ تخصیص قرآن کے خلاف ھے پس ایسی خبرواحد کو چھوڑدیاجانا چاھیے .

جواب:
یہ ھے کہ عرف عقلامیں دلیل خاص کو ، دلیل عام کےلئے مخالف و معارض نھیں شمار کیا جاتا بلکہ ایسی دلیل کو مبین قرآن اور قرینہ شمار کیاجاتاھے . اسی لئے جھاں کھیں بھی دو دلیلوں کے در میان عموم و خصوص کی نسبت ھو وھاں پر باب تعارض کے قواعد کو اجرا نھیں کیا جاتا کیونکہ ان دلائل کو ایک دوسرے کا معارض شمار نھیں کیا جاتا .
----

1 . اسراء ، 23 .
2 .اللباب فی اصول الفقه ، ص 159/160 .
3 .انوار الاصول ، ج2 فص 20 .
4 . کفایة الاصول، ج1 ،ص300 ، انوار الاصول ،ج2 .
5 .بقره ، 142.
6 .مجادله ، 13/12 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7 . البیان ، آیة اللہ خویی، ص 306/403 .
8 . الاحکام ، فی الاصول الاحکام ،ج2،ص138 .
9 . روضة الناظر ابن قدامه ،ج1 ،ص228 .
10 . منتهی المطلب ،ج2 ص228 .
11 .بقره ، 43 .
12 . بقره ، 45 .
13 . بقره ، 238 .
14 . مائده ، 6 .
15 . الاحکام ، فی اصول الاحکام ،ج1 ،ص525 .
16 . نحل ، 44 .
17 . کافی ،ج1 ،ص53 .

اجماع :
اجماع استنباط احکام کی تیسری دلیل هے یه دلیل اهل سنت کے نزدیک بهت زیاده اهمیت کی حامل هے ان کی نظر میں خلافت کی مشروعیت کا تعلق اجماع کی مشروعیت پر هے اس سے پهلے "ترتیب منابع استباط " کی بحث میں ابن تیمیه سے نقل کیا جاچکا هے که وه دلیل جو مجتهد کو دیگر تمام ادله سے بے نیاز کرتی هے یهاں تک که کتاب و سنت بهی اس دلیل کی وجه سے منسوخ کی جاسکتی هیں یا ان کی تأویل کی جاسکتی هے وه دلیل اجماع هے ۔

ابن تیمیه کا کهنا هے :
اهل سنت کے نزدیک اجماع کی اهمیت کی وجه هی سے انهیں "اهل سنت و الجماعت " کها جاتا هے -1 لیکن مذهب اهل بیت علیهم السلام کے فقهاء اجماع کے سلسلے میں اهل سنت سے جدا کچھ او رنظریه رکهتے هیں اهم ابتدا ء میں ا هل سنت کی دلیلوں کو مختصر طور سے بیان کرنے کے بعد اجماع کے سلسلے میں مکتب اهل بیت علیهم السلام کی انظر بیان کریں گے-(مترجم) 2

اجماع اهل سنت کی نظر میں :
اهل سنت نے اجماع کی مختلف تعریفیں کی هیں بعنوان مثال اجماع یعنی " امام امت اسلامیه کا کسی مسئله پر اتفاق" اهل حل وعقد کا اتفاق -3 یا رحلت پیغمبر (ص)کے بعد تمام مجتهدین کا اتفاق-4 یا رحلت پیغمبر (ص)کے بعد امت محمد(ص)کے هم عصر مجتهد ین کا دینی امور میں کسی ایک امر پر اتفاق -5 یا اهل حرمین کا متفق هونا-6۔
لیکن سوال یه هے که آخر اجماع او رحکم الهیٰ میں یه کونسا ربط او رکیسا تلازم هے ؟ کسی طرح بعض یا تمام افراد کا کسی حکم میں اتفاق نظر رکهنا اسے حکم الهیٰ ثابت کرتا هے ؟ کتاب و سنت کے هوتے هوئے اسے مستقل منبع استنباط شمار کرنا بلکه اجماع کو قرآن وسنت سے بالاتر سمجهنا کهاں تک صحیح هے ؟ کیا یه ممکن هے ؟ اور ایسے اجماع کی حجیت پر کیا دلیل هے؟ اهل سنت نے اجماع کو ایک مستقل دلیل کے عنوان سے اس کی حجیت پر مختلف دلیلیں پیش کی هیں ان دلائل کا خلاصه یه هے که قرآن حدیث دونوں سے اجماع کی حجیت ثابت هے ۔
----

1 . مجموع فتاویٰ ، ابن تیمیه ،ج2 ،ص 246 .
2 . (مترجم) 10- اجماع :

اجماع کی تعریف :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لغت میں اجماع عزم و ارادہ محکم کو کھتے ھیں جیسا کہ آیہ * قَلْ مَن يَرْزُقَكُم مِّنَ السَّمَاء وَالأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ والأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللّهُ فَقُلْ أَفَلاَ تَتَّقُونَ *1 اور آیہ* ذَلِكَ مِنْ أَنبَاء الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُواْ أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ *2 میں آیاھے اور کبھی اجماع اتفاق رای کے معنی میں آیا ھے جسے اس آیہ شریفہ میں آیاھے کہ:*فَلَمَّا ذَهَبُواْ بِهِ وَأَجْمَعُواْ أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَةِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَـذَا وَهُمْ لاَ يَشْعُرُونَ *"یہ طے کرلیا کہ انہیں اندھے کنویں میں ڈال دیں"3 لیکن اجماع کے اصطلاحی معنی میں ایسا اختلاف پیدا ھوگیا کہ اس کی جامع تعریف پیش کرنا ممکن نہیں ھے سوائے اس کے کہ ھم کھیں اجماع یعنی ایک خاص قسم کا اتفاق جو حکم شرعی کے لئے دلیل بن سکے لیکن یہ کن افراد کا اتفاق اجماع میں خصوصیت پیدا کرتاھے جو حکم شرعی کے لئے دلیل بن سکے اس کے بارے میں مختلف اقوال ھیں .

1- سارے امت اسلامی کا تفاق .

2- زمانے میں اس زمانے کے مجتھدین کا اتفاق .

3- اھل مکہ اور مدینہ کا اتفاق .

4- خلفای راشدین کا اتفاق .

5- اھل مدینہ کا اتفاق .

6- شیخین یعنی ابوبکر، عمر کا اتفاق .

7- اس گروہ کا اتفاق جس میں کوئی ایک معصوم ھو .

ان اقوال کے پیش نظر اجماع کی حجیت کے اقوال بھی مختلف ھیں اور اس اختلاف کا واضح اثر شیعہ فقھاء کی پیش کردہ تعریف سے آشکار ھے .

صاحب معالمR اجماع کی تعریف میں کھتے ھیں :

الاجماع فی الاصطلاح اتفاق خاص وھو اتفاق من یعتبر قولہ من الامہ .

علامہ حلیR تھذیب الاصول میں لکھتے ھیں :

الاجمعاع و ھو اتفاق اھل الحل و العقد من امۃ محمد .

صاحب قوانین R کا کھنا ھے :

الاجماع ھو اجماع جماعت یکشف اتفاقھم عن رای المعصوم .

اور شھید صدر فرماتے ھیں :

الاجماع اتفاق عدد کبیر من اھل النظر والتقوی فی الحکم بدرجہ توجب احراز الحکم الشرعی .

آخری دو تعریفوں کی خصوصیات ھماری مدنظر ھے جو آنے والی مباحث کے دوران آشکار ھوں گی .

(مترجم)

1- 1 . سورہ یونس ، آیہ .71

2 . سورہ یوسف ، آیہ 102 .

3 . سورہ ،یوسف، آِیہ 15 .

3 . المستصفی ، ج1 ،ص 173 . 3 . الاحکام ،ج1 ،ص254 .

4 . تفسیر فخررازی، ج 9 ، ص 150 .

5 . المھذب ، فی اصول الفقه ، المقارن ،ج2،ص 900 .

6 . انوار الاصول ، ج 2 ، ص 393 .

حجیت اجما ع پر قرآنی دلیل :(1)مترجم)

اھل سنت کے نزدیک قرآن قرآں کی کئی آیتیں اجماع کی حجیت پر دلالت کرتی ھیں جیسے سورہ نساء میں خداوند عالم ارشاد فرماتاھے .

"*وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءتْ مَصِيرًا"*

"اور جو شخص بھی ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول سے اختلاف کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اسے ہم ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور جہنّم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے"-2-

اس آیت سے وہ استدلال کرتے ھیں جس طرح مخالفت پیغمبر (ص)عذاب کا سبب ھے اسی طرح سبیل مؤمنین کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلنا بھی عذاب کا باعث بنے گا اگر ایسا نھیں ھے تو پیغمبر کی مخالفت کے ساتھ مخالفت مؤمنین کاذکر بے مقصد و بے نتیجہ ھوگا .

ان کی دوسری قرآنی دلیل اسی سورہ کی آیت نمبر 59 میں ہے جس میں ارشاد رب العزت ہے کہ :
"*فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ"*
"پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو "-3. اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں :
اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں اتفاق نظر ہو اور کسی قسم کا نزاع ان کے درمیان نہ ہو تو خدا و ر رسول کی جانب رجوع کرنا لازم نہیں پس اس کا مطلب یہ ہے ان موارد میں اجماع ہی حجت ہے اور یہی حجیت اجماع کے معنیٰ ہیں-4 -

----

1 .(مترجم).11- حجیت اجماع پرقرآن سے دلیل :

حجیت اجماع پر جودلیلیں پیش کی گئی ان پر قرآن کی سورہ نساء کی ایک سوچودہ آیتیں ہیں جس کے بارے میں : ابوحامد غزالی نے کہا ہے کہ یہاں مؤمین کی متابعت سے مراد تمام امور میں بطور مطلق اطاعت واجب ہے بلکہ مؤمنین کی متابعت پیامبر کی متابعت کاھی ادامہ ہے اور اس وجہ سے واجب ہے .
دوسری دلیل : سورہ بقرہ کی ایک سوتنتالیس ویں آیت ہے :
***وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلاَّ عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّهُ وَمَا كَانَ اللّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌ -1 * "اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو"**
صورت استدلال :
امت وسط یعنی وہ امت جو اھل خیر وعدالت ہے اور اسی امت سے حق کے علاوہ کچھ امید نہیں کی جاسکتی اس لئے ان کا اجماع قطعا حجت ہوگا .
شافعی کی جانب نسبت دی گئی ہے کہ اس نے بھی اس آیت سے اجماع پر استدلال کیا ہے .
استدلال کا جواب :
واضح ہے کہ اھل عدالت اور اھل خیر سے بھی خطا سرزد ہوسکتی ہے چاھے وہ تنھا ہوں یا باھم اتفاق رکھتے ہوں.
تیسری آیت سورہ آل عمران کی ایک سودسویں آیت ہے:* كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ*2 "تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظرعام پر لایا گیا ہے تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو"
صورت استدلال :
امت اسلامی بہترین امت شمار ہوتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امت خطا سے دور ہے .
جواب :
امت اسلامی کی برتری امربالمعروف و نہی از منکر کے فریضہ کو انجام دینے سے ہے اس سے اجماع کی عصمت ثابت نہیں ہوتی .
یہ آیات مہم ترین آیات تھیں جو ممکن ہے بعض کے نزدیک اجماع کی حجیت کے لئے مستقل منبع ہو لیکن جیساکہ اھل سنت بھی اعتراف کرتے ہیں ان میں سے کوئی آیت اپنے مدعی کے اثبات کے لئے کافی نہیں ہے.
(مترجم)

1-. سورہ بقرہ ، آیہ ، نمبر 143 .
2 . سورہ آل عمران ، آیہ 110 .

2 . نساء ، 115 .
3 . نساء ، 59 .کشاف ، ج1 ،ص565؛ احکام القرآن حصاص ،ج2 ،ص 396 .
4 . الاحکام فی اصول الاحکام ،ج1 ،ص 198 .

حجیت اجماع پر روایی دلیل :

اھل سنت سنن ابن ابی ماجہ کی ایک مشھور و معروف روایت کو حجیت اجماع کے اثبات میں پیش کرتے ہیں جس میں پیغمبر اکرم (ص)کا ارشادھے -
"ان امتی لاتجتمع علی ضلالۃ".1

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

"بے شک میری امت گمراھی پر جمع نھیں ھوسکتی " ۔
ایک اور نقل کے حساب سے آیا ھے کہ آپ نے فرمایا:
"سئلت اللہ ان لایجمع امتی علی ضلالة فاعطانیھا". 2
"میں نے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراھی پر جمع نہ ھو خدانے میری اس دعا کو مستجاب قرار دیا"۔
ان دو احادیث سے انھوں نے حجیت اجماع پر استدلال کیا ھے ۔

مخالفین اجماع کا جواب :
لیکن مخالفین اجماع نے اس سے مستقل دلیل ماننے سے انکار کرتے ھوئے مذکورہ تمام دلائل کو مورد تنقید و قرار دیا ھے اور کھا ھے کہ پھلی آیہء کریمہ میں مخالفت پیغمبر اور سبیل مؤمنین سے انحراف کی جانب اشارہ دو چیزکی جانب اشارہ نھیں ھے بلکہ راہ مؤمنین سے انحراف اسی مخالفت پیغمبر کی تاکید ھے پس مؤمنین کا راستہ کوئی مستقل چیز نھیں ھے کیونکہ مؤمنین اسی راستہ کو چاھیئے تھےھے جسے پیغمبر (ص)نے بتایا تھا (یھی جواب غزالی کی کتاب المستصفی میں بھی ملتاھے)-3 اس کے علاوہ راہ مؤمنین سے ھٹ کر کسی اور راستے پر چلنے سے مراد اسلام و امکاناس کے ارکان کا انکار ھے پس اس آیت کا ربط فقہ کے ضروری مسائل سے بالکل بھی نھیں ھے ۔
اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ تمام دلائل صحیح ھیں تب بھی قرآن کی رو سے اجماع صرف اس صورت میں حجت ھے کہ تمام مسلمان بغیر کسی استثناء کے ایک راستہ کا انتخاب کریں اور یہ چیزوہ نھیں جو فقیہ کی مشکل حل کرسکے ۔
رھی بات دوسری آیت کی تو اس آیت میں دستور دیا جارھا کہ اختلاف میں فیصلہ کو اللہ اور پیغمبر کے حوالے کردو اور ان سے انصاف چاھو ظاھر ھے کہ اس مطلب کا فقھی مسائل سے کوئی ربط نھیں ھے ۔
اس کے علاوہ اگر اس آیت کی دلالت کو حجیت اجماع کےلئے مان بھی لیاجائے تب بھی یہ آیت اس اجماع کا ذکر کررھی ھے جس میں تمام مؤمنین شریک ھوں .لیکن روایت کے سلسلے میں بعض محدثین نے اعتراض کرتے ھوئے کھا کہ اس روایت کی سنت ضعیف ھے اس مطلب کی تفصیل شرح (نووی) جو کہ صحیح مسلم کی شرح ھے ملے گی-4 ۔
روایت کی سند کے علاوہ اس کی دلالت میں بھی اشکال ھے کیونکہ ضلالت وگمراھی غالبا اصول دین میں انحراف کےلئے استعمال ھوتے ھیں لھذا یہ تعبیر اس فقیہ کےلئے جو کسی فقھی مسئالہ مسئلہ میں خطاب کاشکار ھے استعمال نھیں ھوتی یہ کوئی نھیں کھتا کہ وہ فقیہ ضلالت کے راستے پر گامزن ھے ۔
اگر سند ودلالت کے اشکالات سے صرف نظر کریں تب بھی حجیت اجماع و ھاں ثابت ھے کہ جھاں ساری امت کسی امر پر اتفاق نظر رکھتی ھو اور یہ مطلب اجماع کی مذکورہ تعریفات کے خلاف ھےجیسے کھا گیا کہ اجماع سے مراد اھل مدینہ کا یا اھل حل وعقد کاا تفاق ھے ۔
البتہ علمائے امامیہ کھتے ھیں کہ اگر کسی مسئلہ پر ساری امت کا اتفاق ھو تو یہ اجماع حجت ھے کیونکہ وہ معصوم کو کا امت کا جزء مانتے ھیں اور امت کی برترین فرد مانتے ھیں یھاں تک کہ علمائے امامیہ کے اجماع کو رائے معصوم کےلئے کاشف مانتے ھیں ۔
----

1 . وھی مدرک (سنن ابن ماجہ) ج2 ،ص 1303 .
2 . ھمان مدرک ،
3 . المستصفی ،ص138 .
4 . شرح صحیح مسلم ، نووی ، ج13 ، ص 67

اجماع امامیہ کی نظر میں :

مسلک امامیہ کی نظر گذشتہ مطالب سے واضح ھوچکی ھے کہ ان کی نظر میں اجماع ، حکم شرعی کےلئے مستقل دلیل نھیں بن سکتی مگریہ کہ اجماع رائے معصوم کی کاشف ھو یعنی رائے ونظر معصوم کو کشف کرتی ھو اس لئے کہ ۔
اولا : تمام فقھاء امامیہ بالاتفاق خود کو ائمہ علیھم السلام کے پیروکار جانتے ھیں اور کبھی بنا بغیردلیل کے بات نھیں کرتے پس اسکا مطلب یہ ھے کہ وہ ھر بات امام کی رائے کے مطابق کرتے ھیں پس فقھاء کا اجماع بھی رائے معصوم کا کاشف

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوگا ۔
ثانیا: فقہاء کے اجماع سے فقیه کو رائے معصوم کا یقین کی حدتک گمان پیدا ہوجاتا ہے کیونکه جب ایک فقیه کا فتویٰ دوسرے فقیه کےلئے حکم شرعی کا گمان پیدا کرتا ہے تو بھلا تمام فقیہوں کا فتویٰ کیسے یقین آور نه ہوگا ۔
ثالثا: جہاں کسی حکم پر کوئی مدرک (یعنی دلیل شرعی یا اصل) ہمارے پاس نه ہو ایسے مقام پر علماء کا اجماع علماء اس بات کی دلیل ہے که ان کے پاس اس حکم کی کوئی معتبر دلیل ہے اور اس سے معلوم ہوتاہے که فقہا نے اس حکم کو بلا واسطه یا ان وسائط سے جو ہم تک نہیں پہنچے امام معصوم علیہم السلام سے لیا ہے ۔یہاں تک بعض دانشمند سابقه فقہاء کے درمیان کسی مسئله کی شہرت کو اسی اجماع کے ذریعه حجت شمار کرتے ہیں . اس بات کی طرف توجه ضروری ہے که اگر علمائے امامیه اس اجماع کو اجماع حدسی سے تعبیر کرتے ہیں اس کا مطلب یه نہیں ہے که یہاں حدس به معنای ظن وگمان ہو بلکه یہاں حدس سے مراد یه وہ علم ویقین ہے جو حس اور ائمه علیہم السلام کے مشاہدہ سے حاصل نہیں ہوا بلکه علماء کے اجماع سے حدس یقینی پیدا ہوا ہے ۔

اسلامی مذاہب کی نظر میں فقہی منابع استنباط

دلیل عقل :
استنباط کا چوتھا منبع اور چوتھی دلیل اجمالی طور پر سبھی کےلئے مورد اتفاق ہے دلیل عقل ہے اگر چه دلیل عقل کے بارے میں فقہائے اسلام کا موقف یکساں نہیں ۔ مترجم) 1

توضیح مطلب :
اہل سنت کے درمیان استباط کے دو نمایاں شیوہ پائے جاتے ہیں جسے اصحاب حدیث اور اصحاب رائے کے عنوان سے ایک دوسرے سے جدا کیا جاسکتاہے ۔
یه دو گروہ ایک دوسرےکےشیوۂ استنباط اور روش ومسلک کو غلط جانتے ہیں ہر ایک دوسرے مسلک کو باطل کرتا اور ایک دوسرے کو سرزنش کرتا نظر آتا ہے ۔

گروہ اول : اصحاب حدیث :
اصحاب حدیث کے نزدیک استنباط میں اصلی تکیه گاہ ادله نقلی ہیں -2 خاص طور سے حدیث ، سلف صالح کی سیرت اور قول صحابه (البته سیرت وقول صحابه کو حدیث ہی کی جانب لوٹا یا جاتا ہے)

دوسرا گروہ : اصحاب رائے :
اس گروہ کا خیال ہے که فقہی نیاز مندیوں کےلئے احادیث کی مقدار کم ہے اور تما م مسائل کی جواب دہی کے لئے ناکافی ہے اس لئے کوئی چارہ نہیں سوائے یه که ہم استنباط احکام میں کتاب و سنت کے علاوہ دوسری دلیلوں پر بھی تکیه کریں ۔
کہا جاتا ہے که ابو حنیفه کے نزدیک رسول خدا (ص)سے روایت شدہ احادیث میں صرف 17 حدیثیں قابل اعتماد تھیں -3
اسی لئے ا ن کے نزدیک ادله احکام او رمنابع استنباط چار ہیں ۔
1- کتاب
2- سنت
3- اجماع
ان تین منابع کے بعد چوتھی دلیل اور منبع قیاس ہے-34 اسی کو بعض نے قیاس و اجتہاد-5 تو کسی نے العقل و استصحاب سے تعبیر کیا ہے-6 ہماری نظر میں اہل سنت دلیل عقلی کو قیاس اور استحسان وغیرہ کا مترادف مانتے ہیں-7 ُ
اہل سنت نے اصول فقه میں عقلی مسائل کو تحلیلی او رمنظم طریقه سے پیش نہیں کیا جب که یه مباحث استنباط میں دخیل

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

هیں متاخرین شیعه نے جن عقلی مباحث کو اپنی اصول کی کتابوں میں منظم اور مرتب طریقه سے پیش کیا اور وسیع پیمانه پر ان کی چھان بین کی وهی مطالب مختصر اور پراکنده طور پر اهل سنت نے اپنی اصول کی کتابوں میں بیان کیئے هے مثال کے طور پر وه بهی حسن و قبح افعال کا حسن اور قبح هونا اصل اباحه وجوب مقدمه واجب اجتماع امر ونهی کا محال هونا یا سقوط حرج از خلق سے حرج کا ساقط هونا اور سقوط تکلیف از عاجز سے تکلیف کا ساقط هونا عاجز وغیره هے یا غافل و ناسی کا مکلف هونا محال هے اس قسم کے عقل مباحث عقل ان کی کتابوں میں پراکنده طور پر پائے جاتے هیں ان کی کتابوں میں همیں یه عبارات ملتی هیں:

1- المعتزله یقولون بحسن الافعال و قبحها

2- جامعة من المعتزله یقولون بان الافعال علی الاباحه

3- مالایتم الواجب الابه هل یوصف بالوجوب

4- یحتمل ان یکون الشئی واجبا و حراما

5- استحالة تکلیف الغافل و الناسی

----

1 .(مترجم) دلیل عقلی فقهی منابع میں سے ایک منبع :

شیعوں کے نزدیک دلیل عقلی اهل سنت کی دلیل قیاس سے الگ هے کیونکه قیاس دلیل عقلی تو هے لیکن ظنی هے اور شیعوں کے نزدیک دلیل عقلی فقط قطعی میں منحصر هے دلیل عقلی کے تاریخچه سے پته چلتاهے که فقیه کے نزدیک یه دلیل لفظی یا اصول عملی سے بالکل الگ هے . بلکه فقهاء تو عقل کو ایک دلیل عام مانتے هوئے اس سے کبهی مباحث الفاظ کے ضمن میں تو کبهی قیاس و استصحاب کے ضمن میں کام لیتے هیں .

شیخ مفید (رح)م413 ه اپنے مختصر اصولی رساله میں کتاب وسنت رسول(ص) و ائمه معصومین علیهم السلام کو اصول احکام شمار کرتے هیں اور عقل کو ان اصول تک پهنچنے کا راسته بتاتے هیں .

شیخ مفید (رح) کی بات سے یه سمجھ میں آتاهے که فقهی منابع صرف کتاب اور سنت رسول اور سنت ائمه معصومین هیں اور عقل کا شمار فقهی منابع میں نهیں هوتا بلکه اس کی حیثیت صرف ان منابع کو کشف کرنے کی حدتک هے .

شیخ طوسیم460 ه عدة الاصول میں عقل کے بارے میں فرماتے هیں که شکر منعم محسنات عقلی اور ظلم و کذب عقلی قباحتوں میں شمار هوتے هیں لیکن عقل کا حکم شرعی کے لئے دلیل واقع هونا یه بات ان کے کلام سے واضح نهیں هوتی .

ابن ادریس م598ه5شاید وه پهلے فقیه امامی هیں که جنهوں نے کامل صراحت کے ساتھ عقل کو کتب و سنت کی صف میں شمار کرتے هوئے اسے منابع فقهی کا جز شمار کیا هے لیکن انهوں نے سرائر کے مقدمه میں دلالت عقل اور اس کی حجیت کے دائره کے بارے میں کوئی بات نهیں کی .

محقق حلیم676ه نے اپنی کتاب المعتبر میں دلیل عقلی کی دوقسمیں بیان کی هے .

ایک وه دلیل جو مستقلات عقلی سے مربوط هے جیسے عدل کی اچهائی اور ظلم کی قباحت .

دوسری دلیل نقل الفاظ و مفاهیم کے باب سے مربوط هے . البته ان کی تقسیم بندی بهت زیاده اهمیت کی حامل هے .

شهید اول (رح)م786ه نے بهی کتاب ذکری کے مقدمه میں محقق حلی کی ان دوقسموں کو نقل کرنے کے بعد مسئله ضد اور مقدمه واجب منفعت میں جاری اصل اباحه اور حرمت مضار کو پهلی قسم میں شمار کیا اور برائت اصلی و استصحاب کو دوسری قسم میں ،یهاں بهی ملاحظ کیا جاسکتاهے که دلیل عقلی کے مصادیق کی تشخیص میں اشتباهات هوئے ان کی توضیح بعد میں آئے گی در کتاب صاحبمعالم(رح)1 1011ه دلیل عقل کے بارے میں کوئی قابل توجه بات نهیں سنی گئی.

فاضل تونی (رح)م1071ه سب سے پهلے شخص هیں که جنهوں نے تفصیل کے ساتھ دلیل عقل کی بحث کو چهیڑا اور اسے سات قسموں تک پهنچا یا انهوں نے مستقلات عقلیه اور مستقلات غیر عقلیه کو بطور کامل ایک دوسرے سے جدا کیا اور حکم شرعی میں عقل کی دلالت کو پهلی اور دوسری قسم میں اچهی طرح توضیح دی .اس طرح کها جاسکتاهے که ان کے بعد دلیل عقلی کی بحث کامل طور پر واضح هوئی فاضل تونی (رح) اخباریوں کے عروج کے دور سے گذرهے تهے اور دیکھ رهے تهے که اخباریوں کی جناب سےعقل کے خلاف اور احکام شرعی میں عقل سے کام لئے جانے پر شدید اعتراضات هورهے هیں جس کی وجه دلیل عقلی کے بارے میں وه ابهامات هیں جو شیعه دانشمندان کے بیان میں پائے جاتے هیں . اسی لئے فاضل تونی (رح) کی جانب سے الوافیه میں اعلی سطح پر بیان شده مباحث عقل کے لئے داد دینا چاهیئے کیونکه انهوں نےکافی حدتک بحث عقلی کے ابهامات کو بر طرف کیا .

فاضل تونی (رح) کے بعد میرزقمی (رح)م1231 ه نے قوانین الاصول میں اور صاحب حدائق نے اپنے مقدمه میں دلیل عقلی کوبیان تو کیا لیکن اس کے بارے میں دل پر بحث نهیں کی اورشیخ انصاریR و آخوند خراسانی(رح) نے بهی اپنی کتابوں میں کوئی نیاباب اس مسئله میں نهیں کهولا بلکه متقدمین کی روش پر مستقلات غیر عقلیه کے اکثر مباحث کو الفاظ کے باب میں داخل کردیا .

شیخ محمد حسین اصفهانی (رح)م1250ه نے الفصول الغرویه میں دلیل عقلی میں مستقل باب کهول کر اس پر سیر حاصل بحث کی هے .

سب سے بهترین کتاب که جس میں دلیل عقلی کی بحث کو بخوبی بیان کیاگیا وه مرحوم محمدرضا مظفر(رح) کی اصول مظفر هے . وه متقدمین کے آثار کے درمیان کتاب المحصول اثر سید محسن اعراجی کاظمی م1227 ه میں بیان شده مباحث عقلی اور خود مرحوم مظفر(رح) کے شاگرد شیخ محمد تقی اصفهانی (رح) م1248 ه نے جو مباحث معالم الدین کے حاشیه میں موسوم جو هدایۀ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

المسترشدين میں پیش کئے ھیں انھیں بھتر اور لائق تحسین جانا ھے اصول مظفر کے بعد حلقات الاصول میں شھید صدر (رح)نے ادلہ عقلی کو بھترین انداز میں پیش کیا پھر بھی مستقلات عقلیہ سے مربوط مباحث مرحوم مظفر کی کتاب میں زیادہ روشن ھیں . اور شھید صدر (رح) کا کمال مستقلات غیر عقلیہ کے باب کے باب میں بے نظرھے .

دلیل عقلی کی تعریف :

دلیل عقلی کی دقیق تعریف بھی علم اصول کے تکامل کا نتیجه ھے البته دلیل عقلی کی ابھی کوئی مشھور جامع تعریف نھیں پیش کی گئی اسی لئے یھاں دلیل عقلی کی اھم ترین تعریف پر اجمالی طور پر نظر ڈالتے ھیں او ران کی خصوصیات میں وارد ھوئے بغیر فقط تعریف پر اکتفا کرتے ھیں.

قوانین الاصول میں میرزا ی قمی کی تعریف :

"هو حکمی عقلی یوصل به الی الحکم الشرعی و ینتقل من العلم بالحکم العقلی الی العلم بالحکم الشرعی ".

تعریف صاحب فصول :

" کل حکم عقلی یمکن التوصل بصحیح النظر الی حکم شرعی"

تعریف مرحوم مظفر :

" کل حکم للعقل یوجب القطع بالحکم الشرعی او کل قضیۃ یتوصل بها الی العلم القطعی بالحکم الشرعی".
ان مذکورہ تعریفوں میں آخری دو تعریفین ھماری توجه کا مرکز ھیں .

2 . تاویل مختلف الحدیث ، ص 51 .
3 . تاریخ ابن خلدون ،ج2 ، ص2 ، ص 796 ، فصل ششم علوم حدیث .
4 . فواتح الرحموت ، ج2 ، ص 246 ، المذھب فی اصول الفقه المقارن ، ج 2 ، ص 956 .
5 . المعتمد فی اصول الفقه ، بصری معتزلی ،ج 2 ، ص 189 .
6 . المتصفی ، ج 1 ، ص 217 .
7 . للددله العقلیه و علاقتها بالنفطیه .

عقل کے با ب میں تشیع کا مسلک تشیع د اور موقف با ب عقل :

ابتداء میں لازم ھے که فقھائے اھل بیت علیھم السلام کے ردمیان عقلی مباحث کا تاریخچه او راس کے سیر و تحول پر سرسری نگاہ ڈالی جائے پھر اس سلسلے میں شیعوں کی آخری تحقیقات کو پیش کیا جائے .
بعض متقدمین نے دلیل عقلی کی بحث کو پیش ھی نھیں کیا اور جنھوں نے پیش کیا ھے :
اولا : ان کی عبارات میں ابھام پایا جاتاھے اور یه مشخص نھیں ھو جاتا که آخر استنباط میں عقل کا مقام اور اس مقام کیا ھے کیونکه بعض متقدمین عقل کو قرآن وسنت کے سمجھنے کا ذریعه ارور بعض دیگر منابع ا ستنباط کی طرح اسے مستقل منبع استنباط قرار دیتے ھیں -1 مگر اس شرط کے ساتھ که عقل ،کتاب و سنت و اجماع کے طول میں ھو نه که عرض میں یعنی جب مذکورہ تین دلیلیں مفقود ھوں تب دلیل عقل کی نوبت آتی ھے-2 .
ثانیا : یه که متقدمین نے دلیل عقلی کے مشخص و مصادیق پیش نھیں کیے اسی لئے بعض نے اسے برائت اور بعض نے اسے استصحاب سے تعبیر کیا ھے اور بعض نے صرف استصحاب میں منحصر مانا ھے .
دھرے دھیرے دھرے دھیرے آنے والے قرنوں میں یه بحث کافی حدتک ساف ستھرہ اور روشن انداز میں پیش کی گئی اور دلیل عقلی کو دو اساسی قسموں میں تقسیم کیا گیا :
1- وہ دلیل جو شارع کی جانب سے کسی خطاب پر متوقف ھو اسے لحن الخطاب ، فحوی الخطاب اور دلیل خطاب میں منحصر جاناگیا ھے .
لحن الخطاب یعنی عقل کا الغائے خصوصیت پر دلالت کرنا .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فحوی الخطاب یعنی مفهوم اولویت ۔
دلیل الخطاب یعنی مفهوم مخالف ۔
2- دلیل عقل کی دوسری قسم وہ موارد ھیں کہ جھاں عقل کسی خطاب اور قرآن و سنت کی لفظی دلیل کے بغیر دلالت کرے جیسے حسن وقبح عقلی-3 ۔
دلیل عقلی کی ان دو قسموں کو سب سے پھلے شھد اول نے تکمیل کیا شھید اول نے اپنی مایہ ء ناز کتاب ذکری میں دوسری قسم کل مباحث پرکی برائت اصلی اور وہ موارد کہ جھاں امر اقل واکثر کے درمیان دائر ھو وھاں اقل کو انتخاب کرنا اور استصحاب میں ان تین بحثوں کو انھوں نے اضافہ کیا ھے-4 ۔
اس کے بعد متاخرین نے دلیل عقلی کو جامع تر اور روشن تر پیش کرنے کی کوشش کی اور دلیل عقل کے مباحث کو دو بنیادی مراحل میں آگے بڑھایا :

مرحلہء اول :
دلیل عقلی کے موارد و مصادیق کا بیان البتہ وہ مصادیق جو حکم شرعی پر منتھی تمام ھوئی یہ بحث صغروی ھے ۔

مرحلہء دوم :
عقلی دلیل کی حجیت کے دلائل (بحث کبروی)

مرحلہ اول ،حکم عقلی کے موارد ومصادیق:
پھلا مرحلہ دلیل عقلی کے مصادیق کا مشخص اور معین کرنا ھے علمائے علم اصول کے نزدیک تین مقام ایسے ھیں جھاں دلیل عقلی حکم شرعی پر مشتمل ھوتی ھے ۔
1- وہ موارد کہ جھاں گفتگو احکام شرعی کے علل و مبادی سے مربوط ھو ۔
2- وہ موارد کہ جھاں بحث خود احکام شرعی سے مربوط ھو ۔
3- وہ موارد کہ جھاں پر احکام شرعی کے معلولات کو زیر بحث لایا جائے-5 ان تین موارد میں دلیل عقلی حکم شرعی پر مشتمل ھوتی ھے بھت جلد ان میں ھر ایک کی مثالیں پیش کی جائیں گی ۔

پھلامقام احکام عقلی کا احکام شرعی کے مبادی علل سے مربوط ھونا ۔
اس سلسلے میں علماء فقھاء نے کھا ھے کہ
اولا: احکام و دستورات الھیٰ سے صرف نظر خود انسان کے اختیاری افعال میں حسن و قبح پایا جاتا ھے یعنی بعض افعال عقل کی نظر میں انجام دینے کے قابل ھوتے ھیں کہ جنھیں انجام دیاجانا چاھیے (ما ینبغی ان یفعل) ایسے افعل کہ جس کا انجام دینے والا عقلا ءکی نظر میں قابل مدح و ستائش او ران افعل کے ترک کرنے والا عقلاء کی نظر میں قابل سرزنش و ملا مت قرار پاتاھے اس کی بھترین مثال عدل ھے چون کیونکہ ذاتی طور سےا حسن رکھتاھے اور عقلا ءکی نظر میں عدل برتنے انجام دینے والا قابل مدح ھوتا ھے ۔
اور بعض افعال عقلا قبیح ھوتے ھیں کہ جن کا ترک کرنا ضروری ھے (مالاینبغی ان یفعل) اور عقلاء کی نظر میں ان افعال کا انحام دینےوالا قابل مذمت و سرزنش قرار پاتا ھے کہ جس کی بھترین مثال ظلم ھے ظلم ذاتا قبیح اور ظالم عقلا ءکی نگاہ میں قابل مذمت ھے ۔
ثانیا : یہ کہ حسن و قبح عقلی او رحکم شرعی میں عقلی ملازمہ پایا جاتا ھے البتہ یھاں ایک تیسری بحث بھی ھے کہ کیا اس ملازمہءعقلی سے حاصل ھونے والا قطع اور یقین شارع کی نظر میں حجت ھے ؟ انشاء اللہ اسکی بحث آئندہ صفحات میں آئے گی ۔
پھلی بحث میں اشاعرہ نے حسن وقبح وعقلی کا نکار کیا ھے وہ حسن وقبح کو شریعت کے اعتبار ی امور میں شمار کرتے ھیں اور کھتے ھیں فعل حسن وہ ھے کہ جسے شارع حسن شمار کرے اور قبح وہ ھے جسے شارع قبیح قرار دے چنانچہ ان کا یہ جملہ مشھور ھے :
الحسن ما حسنہ الشارع والقبیح ما قبّحہ الشارع ۔.
انھوں نے اسی مسئلہ کو نسخ کی اساس و بنیاد قرار دیتے ھوئے کھا کہ حسن وقبح شرعی کی اساس پر ھی شارع کو حق

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حاصل ھے کہ وہ کسی فعل کو ایک مدت تک واجب اور پھر حرام قرار دے -6لیکن" عدلیه " کے نزدیک حسن قبح شرعی نهیں بلکه عقلی اور ذاتی ھے-7 اور شارع اسی کا حکم دیتاھے جو حسن ھے اور اس فعل سے روکتاھے جو قبیح ھے ۔ شارع هرگز ظلم کوواجب اور مباح اور عدل کو حرام یا مکروہ قرار نهیں دیتا ۔

دوسری بحث میں اخباریوں نے حکم عقلی اور حکم شرعی کے ملازمه کا انکا رکیا وہ کهتے هیں اگر فرض بھی کرلیں که عقل حسن وقبح کو درک کرتی ھےتب بھی شارع پر عقلا لازم نهیں که وہ مطابق عقل حکم دے اصولیوں میں صاحب فصول نے اس نظریه کو اختیار کیا ھے -8۔

اخباریوں نے اپنے اس دعوی کے اثبات میں کئی دلائل پیش کیےهیں ان کی سب سے پهلی دلیل یهی ھے که عقل میں اتنی قدرت و طاقت نهیں ھےکه وہ تمام احکام کی حکمتوں کو درک کرسکے شاید بعض ایسی مصلحتیں هوں جو عقل پر مخفی هوں اگر ایسا ھے تو هم حکم عقل اور حکم شرع کے درمیان ملازمه کو ثابت نهیں کرسکتے هیں ۔

اس کے علاوہ کئی موارد ایسے هیں جهاں حکم شرعی تو ھے لیکن کوئی مصلحت نهیں جیسے وہ احکام و دستورات جو صرف جو انسان کےل امتحان کےلئے جاری کئے گئے اور اسی طرح وہ موارد جهاں مصلحت تو ھے لیکن حکم شرعی نهیں جیسے مسواک کرنے کے بارے میں رسول خدا (ص)سے نقل هوا ھے که اگر مشقت نه هوتی تو میں اسے امت پر واجب کرتا اسی طرح کئی ایسے موارد هیں جهاں صرف بعض افراد میں ملاک موجود ھے جب که حکم شرعی تمام افراد سے متعلق ھے جیسے نسب کی حفاظت کےلئےعدہ کا رکھنا واجب ھے ۔

اخباریوں کا جواب یه ھے که : جب شارع خود عاقل بلکه تمام عقلا کا سید و سردار ھے اس کے لئے کوئی معنی نهیں رکھتا که جو چیز تمام عقلا کے نزدیک مورد اتفاق هو اور ایسے امور میں سے هو جو حفظ نظام او رنوع انسانی کی بقا سے مربوط هوں اس چیز کا حکم نه دے بلکه اگرحکم نه دے تو یه خلاف حکمت ھے اور اس کا حکم نه کرنا اس بات کی دلیل ھے که وہ حکم عقلا کے نزدیک مورد توافق نهیں ھے یه بات معنی نهیں رکھتی که عقل حکم مستقل هو او راس پر تمام جوانب روشن هوں پھر یه دعوی 'کریں که حکم کی بعض جهتیں عقل پر مخفی هیں-9 اور مسواک کرنے کی مصلحت میں مشقت خود جزء ملاک ھے یعنی مشقت کی وجه سے شارع نے حکم مسواک کو روک دیا رهی بات ان احکام کی جو امتحان کی غرض سے جاری کئےے گئے تو ان امتحانی احکامات کا شمار حقیقی احکامات میں نهیں هوتا که هم اس میں مصلحت تلاش کریں اگرچه ان احکامات کے ل مقدمات میں مصلحت ضرور کار فرما ھے ۔

مدت کے مسئلے میں مصلحت نوعی کافی ھے تاکه تمام موارد میں عورتوں پر مدت کا حکم لگا یا جائے خاص طور پر ان موارد یں میں که جهاں یه امتیاز کرناممکن نه هو یامشکل هو کس مورد میں حفظ نسب ، تحقق پائے گا اورکس مورد میں تحقق نهیں پائے گا خلاصه یه که ان مثالوں میں یا تو حکم عقل نهیں ھے یا صحیح تشخص نهیں دیا گیا ورنه حکم عقل کی قطعیت کے بعد شارع کی جانب سے اس کی مخالفت کرنا ناممکن ھے ۔

----

1 . اوائل المقالات شیخ مفید ، ص11، کنزالفوائد کراجکی ،ص 186 .
2 .سرائر ابن ادریس ، ص2 .
3 . معتبر محقق حلی ، ص 6 .
4 . ذکری ، مقدمه ، ص 5 .
5 . انوار لاصول ، ج2 ،ص495
6 . شرح المقاصد تفتازانی ، ج4 ، ص282 ، سیر تحلیل کلام اهل سنت از حسن بصری تا ابو الحسن الشعری ، ص 36.
7 . مصباح الاصول ، ج3،ص 34 .
8 . الفصول الغرویه ، ص 319، اصول الفقه ، ج1 ،ص236 .
9 . اجود التقریر ات ،ج 2 ،ص38 .

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

دوسرا مقام: احکام عقلی حکم شرعی کے دا ئرے میں :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ مقام ان موارد سے مربو ط ھے کہ جھان جھاں عقل مستقل حکم نہ رکھتی ھو بلکہ ابتداء میں ایک شرعی حکم ھو کہ جس سے دوسرے حکم شرعی کے اثبات میں مدد لی جائے بطور مثال :
اگر کسی عمل کا واجب ھونا ثابت ھو تو عقل حکم کرتی ھے کہ اس عمل کے وجوب اور اس عمل کے مقدمہ کے درمیان ملازمہ عقلی موجود ھے ۔ نتیجتا یہ کھا جاسکتا ھے کہ وہ مقدمہ، وجوب شرعی رکھتا ھے ۔
یھاں پر مباحث ھفتگانہ کی بحث آئے گی یعنی وہ سات موارد کہ جھاں حکم عقل کی مد دسے حکم شرعی کے استنباط میں مدد لی جاتی ھے کہ و ہ سات موارد یہ ھیں ۔
1- مقدمہ واجب کا وجوب ۔
2- ضد واجب کا حرام ھونا ۔
3- ایک ھی شئی میں امر و نھی کا امکان یا امتناع ۔
4- اجزاء(یعنی امر واجب کی ادائیگی میں مامور کی اطاعت کا کافی ھونا) ۔
5- اس عبادت و معاملہ کا فاسد ھونا جومورد نھی قرار پائے ۔
6- قیاس اولویت ۔
7- بحث ترتب --1

تیسرا مقام: احکام عقلی احکام کا احکام کے نتائج احکام سے ارتباط
یھاں پر نتیجہ ءحکم کے ذریعہ حکم شرعی کا پتہ لگایا جاتاھے یعنی معلول کے ذریعہ علت کا پتہ لگایا جاتاھے کہ جسے اصطلاحاً (کشف انیّ) کھتے ھیں بعنوان مثال کے طور سے شبہ محصور میں علم اجمالی ھو (یعنی یہ معلوم ھو کہ شراب پینا حرام ھے مگر یہ نھیں معلوم یہ سامنے جو گلاس رکھا ھو ا ھے اس میں شراب ھے یاپانی ھے اور کیا اس کا پینا جائز ھے یا حرام) تو ان موارد میں چونکہ اس میں نتیجہء حکم (یعنی صحت عقاب) کا اجمالی علم ھے اس نتیجہءحکم کی مدد سے حکم شرعی جیسے وجوب احتیاط (یعنی موافقت قطعیہ کے وجوب) کو کشف کیا جاسکتا ھے-2 ۔

مرحلہء دوم: دلیل عقلی کی حجیت کے دلائل
دلیل عقل سے مراد عقل کےوہ قطعی قضیے ھیں کہ جن کی حجیت ایک مسلم امرھے کیونکہ ھم ھرچیز کو قطع و یقین کے راستے سے جانتے اور پھنچانتے ھیں یھاں تک کہجیسے اصول دین خدا ،پیغمبر(ص)اور تمام مذھبی عقاید کا تعلق اسی عقل قطع و یقین عقل سے ھے اسی طرح تمام علوم کے علمی مسائل کو اسی راستے سے درک کیا جاتا ھے ۔
دوسری بعبارت دیگر میں قطع و یقین کی حجیت ایک ذاتی امر ھے او راگر لازم ھو کہ ھم قطع و یقین کی حجیت کو دیگر یقینی دلائل کے ذریعےثابت کریں تو اس سے دور او رتسلسل لازم آئے گا ۔
ھاں اگر حجیت عقل سے مراد عقل ظنی ھو نہ کہ عقل قطعی تو اس عقل ظنی کی حجیت کےلئے ایک قطعی اور یقینی دلیل کی ضرورت ھے مثلا اگر کوئی قیاس ظنی یا استحسان اور اس کے مانند جیسے امور کو حجت مانے تو اس کی حجیت کو دلیل قطعی کے ذریعہ ثابت کرنا ھوگا ۔
----

1 . باوجود یکہ تمام مباحث عقلی ھیں لیکن آج انھیں مباحث الفاظ میں ذکر کیا جاتا ھے شاید مباحث الفاظ میں ذکر کرنے کی علت یہ ھے کہ احکام ان احکام کے تابع ھیں جو کتاب و سنت سے لئے جاتے ھیں .
2 . انوار الاصول ، ج 2 ، ص515 .

دلیل عقل کی حجیت پر اشکالات

جس طرح دلیل عقل کی حجیت کو ثابت کیا گیا اس کے پیش نظر دلیل عقل کی حجیت پر اشکال نھیں ھونا چاھئیے لیکن اس کے باوجود اخباریوں نے دلیل عقلی کی حجیت پر اعتراضات کیے ھیں ان کے اعتراضات سے اندازہ ھوجائے گا کہ یہ تمام شبھات عقل قطعی کی جانب توجہ نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ھوئے ھیں ۔ ان کے اھم اعتراضات کچھ اس طرح ھیں،
1- استنباط میں عقل کی دخالت کا نتیجہ یہ ھوگا کہ قیاس و استحسان حجیت پاجائیں گے اخباریوں کی جانب سے اصولیوں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی ایک مذمت یھی ھے خاص طور سے بعض اھل سنت جو ادلہء اربعہ کے بیان میں چوتھی دلیل قیاس اور استحسان کو قرار دیتے ھیں پس یھیں سے روشن ھوجاتا ھے کہ اخباریوں کے نزدیک دلیل عقل کا تنھا فائدہ حجیت قیاس کی حجیت ھے نھیں تو کم ازکم اھم ترین ثمرہ ضرور ھے اس اشکال کا جواب روشن ھے کیونکہ شیعہ اصولیوں کا اتفاق ھے کہ قیاس و استحسان حجت نھیں رکھتے اس کے علاوہ یہ دونوں دلیلیں دلائل ظنی میں شمار ھوتیے ھیں اس لئے محل بحث سے خارج ھیں ۔

2-عقلی استدلال دو طرح ھیں
بعض عقلی دلیلوں کے فقط حسی نھیں یا حس کے نزدیک ھیں جیسے ریاضیات اور ھندسہ کے مسائل اس قسم کی عقلی دلائل میں خطاب کا امکان نھیں اور یہ مسائل دانشمندوں کے در میان اختلاف کا سبب نھیں بنتے کیونکہ فکری خطاؤں کا تعلق مادہ سے ملی ھوئی صورت سے ھے لیکن جن دلائل کے مواد حس یا اس سے نزدیک بہ حس ھوں ان میں مادہ اور صور کے ذریعہ خطا کا امکان نھیں ھے کیونکہ جن قضیوں کا تعلق شناخت صور سے ھے وہ قضیے دانشمندوں کے نزدیک واضح امور میں شمار ھوتے ھیں ۔
لیکن بعض مواد ، عقلی مسائل میں حس سے دور ھیں جیسےحکمت طبیعی اور حکمت الھیٰ کے مسائل یا علم اصول فقہ یا وہ مسائل جو فقھی مگر عقلی ھوں ان مسائل میں صرف عقل پر تکیہ نھیں کیا جاسکتا اور نہ منطق کے ذریعہ اسے ثابت کیا جاسکتا ھے کیونکہ علم منطق ذھن کو صور میں خطا در صور کرنے سے محفوظ رکھتا ھے نہ مواد میں خطا سے اور فرض یہ ھے کہ یہ قضیے احساس سے دور ھیں اسی لئے اس قسم کے قضیوں میں دانشمندوں کے درمیان کافی اختلافات پائے جاتے ھیں اور اگر کھا جائے کہ ادلہ ءنقلی میں بھی اختلاف پایا جاتا ھے تو اس کا جواب یہ ھےکہ مسائل شرعی میں اختلاف مقدمات عقلیہ کے اضافہ سے پیدا ھوتا ھے ۔

جواب
اولا : جیساکہ گذر چکا دلیل عقلی کی حجیت اس کے قطعی ھونے کی صورت میں ھے اور جس شخص کو کسی چیز کا قطع و یقین ھو اس میں خلاف کا احتمال نھیں دیاجاتا لیکن دلیل ظنی جو کہ خطا پذیر ھے محل بحث سے خارج ھے ۔
ثانیا : بھت سے اخباری آپس میں اختلاف رکھتے ھیں جب کہ وہ حجیت عقل کے منکر ھیں اور عقل کو ادلہء نقلیہ میں بھی داخل بھی نھیں کرتے ۔
2- ایک اور اشکال ان روایات کی وجہ سے ھے جس میں ظاھر استنباط احکام میں عقل کے استعمال کی سرزنش کی گئی ھے او ران ان روایات کے تین گروہ ھیں 1- ۔

گروہ اول
وہ روایات کہ جن میں رائے پرعمل بہ کرنے رائے سے منع کیا گیا ھو مثلا روایات میں آیا ھے کہ مؤمن کی علامت یہ ھے کہ وہ اپنے دین کو اپنے پروردگار سے لے نہ کہ لوگوں کی رائے سے2-۔
ایک اور روایت میں آیا ھے : فقط پیغمبر اکرم(ص)کی رائے حجت ھے نہ کسی اور کی 3- کیونکہ خداوند عالم نے سورۂ نساء میں ارشاد فرمایا :
"*لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ"*
"لوگوں کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں" ۔ 4
ایک اور حدیث میں آیا ھے کہ جس وقت سورہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح " نازل ھوا تو پیغمبر اکرم (ص)نے فرمایا:
خداوند عالم نے میرے بعد اٹھنے والے فتنوں میں جھاد کو مؤمنین پر واجب قرار دیا ...
وہ میرے بعد دین میں بدعت در دین (یعنی جس وقت لوگ اپنی رائے پر عمل کریں گے) سے جھاد کریں گے 5-۔

گروہ دوم
وہ روایات کہ جن میں حقائق قرآن او راحکام کو عقل کے ذریعہ درک کرنا غیرممکن بتایا گیا ھے ۔ عبدالرحمن بن حجاج کھتے ھیں : میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا ھے کہ آپ نے فرمایا:
"لیس شئی ابعد من عقول الرجال عن القرآن "۔ 6

قواعد فقهیه
فقیه کےلئے مهم ترین امو رمیں سے ایک امر که جس میں تحقیق و جستجو لازم هے ، قواعد فقه هیں ۔ قواعد فقه سے کئی ایک مباحث او راستنباط احکام میں استفاده کیا جاتاهے او رکبهی خارجی موضوعات میں مشکلات کے حل کےلئے ان سے مدد لی جاتی هے ۔
مهم ترین قواعد که جن کی تعداد تیس سے زیاده هے ان میں سے چند قاعدے یه هیں قاعده ضرر ولاحرج ،قاعده صحت ،قاعده میسور ،قاعده ید، قاعده تجاوز وفراغ ،قاعده ضمان ، قاعده اتلاف ، قاعده غرر ، قاعده اقرار ، وغیره ان قواعد کے مدارک و مستندات قرآن او روه ورایات هیں جو پیامبر اعظم و ائمه معصومین علیهم السلام سے وارد هوئے هیں اور ان میں بعض قواعد وه هیں جو تمام عقلائے عالم کے درمیان رائج هیں جسے اسلام نے بهی صحیح ماناهے ۔ مثال کے طور پر قاعده لاحرج (یعنی جن تکالیف میں انسان عسروحرج اور ضرر و زیان میں گرفتار هو ، جب تک وه عسرو حرج باقی هے وه تکالیف مکلف کی گردن سے ساقط هیں) ۔
اس قاعده کو سورۂحج کی ایک آیت سے اخذ کیا گیا هے جس میں ارشاد هے :
"*وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"*7
"اور دین میں کوئی زحمت قرار نہیں دی ہے" ۔
اس کے علاوه رسول اسلام(ص)کی معروف حدیث ، حدیث"" لاضر ولاضرار..."" که جس کا ذکر تمام منابع اسلامی میں آیا هے استفاده هوتاهے که وه احکام جو مسلمانوں کےلئے ضرر و زیان کا سبب هیں ۔ ان کی گردن سے ساقط هیں ۔ اسی طرح قاعده "حجیت قول ذی الید" ایسا قاعده هے جو تمام عقلا کے درمیان جاری هے اور شارع مقدس نے اسے صحیح ماناهے ۔
یه قواعد بهت اهم اور مفید هیں ، فقیه ان قواعد کی مدد سے انسان کی فردی اور اجتماعی زندگی کے متعدد مشکلات اور جدید مسائل کو (بالخصوص و ه مسائل که جن کے بارے میں کوئی خاص روایت وارد نهیں هوئی هے) آسانی سے حل کرسکتا هے اگر کوئی فقیه قواعد فقه پر کامل تسلط نه رکهے وه ابواب فقیه کے اکثر بالخصوص جدید مسائل کے حل میں عاجز رهے گا-8 ۔

اصول عملیه
اصول عملیه سے مراد وه قواعد واصول هیں که جس وقت فقیه معتبر شرعی دلائل جیسے کتاب و سنت و اجماع دلیل و عقلی تک دسترسی پیدا نه کرسکے ایسی صورت میں وه انهی اصول عملیه کی جانب رجوع کرتاهے ۔ مثال کےطور پر جب بهی یه شک کرے که کیا فلاں موضوع خمس و زکات سے متعلق هے یا نهیں اور اس سلسله میں ادلهء اربعه سے بهی کوئی دلیل نه ملے تو وه ایسی صورت میں (اصل برائت) کی جانب رجوع کرتاهے اصل برائت یعنی اصل یه هے که جب تک کسی معتبر دلیل سے تکلیف شرعی ثابت نه هو تب تک مکلف پر کوئی ذمه داری نهیں هے ۔
اسی طرح اگرفقیه کو کسی فعل کے وجوب یا حرمت عملی میں شک هو یعنی یه نه معلوم هو که یه عمل واجب هے یا حرام اور اس عمل کی حرمت و وجوب پر کوئی دلیل بهی موجود نه هو تو ایسی صورت میں فقیه (اصل تخییر) کی جانب رجوع کرتاهے جس میں مکلف مختار هوتا هے که اس فعل کو انجام دے یا اجتناب کرے- ۔ اگر موارد شک کےموارد میں کوئی سابقه پهلے سے کوئی حالت موجود هو ، بعنوان مثال کے طور پر مکلف یه جانتاهو که عصیر عنبی (انگور کارس آگ) پر پکنے اور غلیان سے پهلے پاک تها ، جب بهی اسے یه شک هو که غلیان باعث نجاست هے یا نهیں اور اس کے اثبات میں کوئی معتبر دلیل بهی نه هو تو سابقه پهلی والی حالت سے(استصحاب) کرکے اس پر طهارت کا حکم لگائے گا ۔
اور کبهی کسی چیز میں شک کرے لیکن اس مشکوک کے اطراف میں واجب و حرام کا اجمالی علم هو مثال کے بطور مثال پر مکلف یه جانتاهے که کام معیشت کے مقدمات فراهم کرنے کےلئے کیا جائے اس میں نماز واجب هے لیکن یه نهیں معلوم که آیا نماز قصر هے یا تمام ، پس حالت سفر میں وجوب نماز کا اجمالی علم تو هے لیکن نماز کے قصر یا تمام هونے میں شک هے ۔ اور نماز کے قصر یا تمام هونے پر کوئی معتبر دلیل بهی نهیں ایسی صورت میں مکلف اصل احتیاط کی بنیاد پر اپنا عملی وظیفه مشخص کرتے هوئے دونوں حکم بجالائے گا یعنی نماز کو تمام اور قصر دونوں طرح سے انجام دے گا تاکه اسے برائت ذمه یعنی ذمه داری کی ادائیگی کا یقین هوجائے کیونکه شبهات محصوره میں علم اجمالی کاهونا احتیاط کا باعث هوتا هے ۔ برائت و استصحاب تخییر و احتیاط یه چاورں اصول اصول عملیه کهلاتے هیں جنهیں مجتهد معتبر شرعی دلیل نه هونے کی صورت میں اور شک میں موجود ه شرائط کے مطابق ان میں سے کسی ایک اصل کی مدد سے اپنے اور مقلدین کے عملی وظفیه کو مشخص کرتاهے ۔
ب دوسری عبارت دیگر میں کسی بهی حالت میں فقیه پر کشف احکام کشف کرنے کے راستے مسدود نهیں بلکه کهلے هوئے

هیں فقیه استنباط کی اس میں سنگلاخ وادی میں کبھی معتبر اجتهادی دلائل تک پهنچتاهے اور ان دلائل کی مدد سے احکام کو کشف کرتاهے .اور کبھی کسی حکم میں شک و شبه کا شکار هوتاهے پهلی صورت میں وه دلیل کے مطابق فتوی دیتاهے اور دوسری صورت میں ان چار اصولوں کی مدد سے وظیفه عملی معین کرتاهے پس جن امور میں اصل حکم میں شک هو که واجب هے یا حرام تو وهاں اصل برائت جاری کرتاهے اور جن موارد میں واجب یا حرام میں سے کسی ایک امر کے درمیان شک هو تو اصل تخییر سے مدد لی جاتی هے . اور جن موارد میں حکم سابقه پهلی حالت رکھتا هو (چاهے وجوب هو یا حرمت) تو ان موارد میں استصحاب کے مطابق سابقه پهلی حالت پر حکم لگایاجائے گا او رجن موارد میں واجب دو یا چند احتمال میں محصور هو یا یه که حرام چند احتمالات میں محصور هو تو ایسی صورت میں احتیاط کا حکم لگایاجائے گا یعنی اصل احتیاط کے حساب سے واجب کے تمام احتمالات انجام دینے هوں گے اور دوسری صورت میں حرام کے تمام احتمالات سے اجتناب کرنا هوگا .

یهاں پر دو نکته قابل توجه هیں
الف : اصول عملیه (یعنی برائت و استصحاب و تخییر و احتیاط) کی هر اصل محکم او رمعتبر دلیل پر استوار هے . فقط فرق اتنا هے که کسی اصل کی دلیل عقلی هے جسے اصل تخییر او رکسی اصل کی دلیل شرعی هے جیسے اصل استصحاب اور کسی اصل کی دلیل عقلی اور شرعی دونوں هے جیسے اصل برائت و احتیاط هے ان چاروں اصولوں کو علم اصول کی کتابوں میں ان کے دلائل کے ساتھ تفصیل سے بیان کیا گیا هے . 9
ب: مذکوره چار اصول کو کبھی شبهات حکمیه اور کبھی شبهات موضوعیه میں جاری کیا جاتاهے .
شبهات حکمیه یعنی وه مقامات که جهاں حکم شرعی معلوم ومشخص نه هو (جیسے اوپر بیان کی گئی تمام مثالیں) شبهات موضوعیه یعنی وه مقام که جهاں حکم شرعی تو مشخص هے لیکن موضوع خارجی کی وضعیت روشن نهیں بطور مثال کے طور پر: هم جانتے هیں که اسلام میں مست کرنےوالے مشروبات اسلام میں بطور قطعی طور پرحرام نهیں لیکن همیں شک هے که کیا یه مایع و مشروب جو همارے سامنے هے مسکر هے یا نهیں اس قسم کے موارد میں برائت او راسی طرح مناسبت کے حساب سے دوسرے اصولوں کو جاری کیا جائے گا ، اصول عملیه کے شرائط و خصوصیات او رکیفیت اجراء کے سلسله میں مباحث بهت زیاده دقیق هیں : اسی لئے صرف ایک مشّاق مجتهد هی نهایت دقت و مشق کے بعد انهیں جاری کرسکتاهے اور اصول اجراء کرنےئے اصول کے راستے تلاش کرسکتاهے .

----

1 . انوار الاصول ،ج2 ،ص275 .
2 . ان المؤمن اخذ دینه عن ربه ولم یا خذه عن رأیه ، وسایل شیعه ،ج18 ، باب 6، از ابواب صفات القاضی ،ج11،اسی طرح حدیث 14 هے .
3 .گزشته،ح28 .
4 . نساء ،105 .
5 .گزشته ، باب ،6،ح 50 .
6 . گزشته حواله ، باب 10 ،ح22، باب 11 ،ح 32 ، باب 6 ، ح 7 .
7 . حج ، 78 .
8 . قواعد فقه سے بیشتر اشنائی اور ان کے مدرک دلائل اور تقسیمات سے کامل وافقیت کے لئے آیة الله مکارم شیرازی کی کتاب القواعد الفقیه کی جانب رجوع کیا جاسکتاهے .
9 . کتاب انوار اصول اور دیگر کتابوں کی جانب رجوع کیا جائے .

اسلامی مذاهب کی نظر میں فقهی منابع استنباط

استنباط کے مورد اختلاف منابع

اب تک جن منابع کے بارے میں گفتگو هوئی وه سارے منابع استنباط کے مورد اتفاق منابع هیں ان کے علاوه اور بهی منابع هیں که جن میں فقهاء اتفاق نظر نهیں رکھتے پهلے یه بات گذر چکی که مصادر اور منابع احکام ایسے هونے چاهئیے جس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سے قطع و یقین حاصل ہو اور اگر ان سے ظن و گمان حاصل ہوتا ہوتو اس صورت میں کوئی ایسی قطعی دلیل ہو جو اس ظن و گمان کے اعتبار و حجیت کو ثابت کرے ۔
کتاب کے اس حصہ میں جن منابع استنباط پر گفتگو ہوگی یہ وہ موارد ہیں کہ جس پر (اجتہاد رائے) کا کلمہ صادق آتاہے۔ اس لئے کہ اجتہاد کی دو اصطلاح ہیں :
الف : عام طور پر اجتہاد اسے کہتے ہیں جس میں فقیہ ادلہٴشرعیہ کے ذریعہ حکم شرعی کو کشف کرنے کی کوشش کرتاہے اس طریقہ کا اجتہاد تمام علمائے اسلام کے نزدیک معتبر اور مورد اتفاق ہے ۔
ب: اجتہاد بہ معنای خاص وہ اجتہاد ہے کہ جسے اجتہاد بالرائے کہا جاتا ہے اس اجتہاد میں مجتہد استحسان، مصالح مرسلہ اور وہ موارد کہ جن میں نص موجود نہ ہو سد و فتح ذرایع سے کام لیتاہے اسی لئے بعض افراد کلمہ اجتہاد کو قیاس کا مترادف مانتے ہیں -1 اجتہاد کی یہ دوسری قسم اہل سنت سے مخصوص ہے ، اخباریوں کی جانب سے شیعہ اصولیوں پر جو اعتراضات ہوئے او راجتہاد کو مذموم قرار کیا دیا گیا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ان دو قسم کے اجتہاد میں فرق کے قائل نہیں ہوئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ شیعہ مجتہدین کا اجتہاد اہل سنت کے اجتہاد کی طرح اجتہاد بالرائے پر استورا ہے اسی لئے انھوں نے مجتہدین اور ان کے اجتہاد کی سخت مخالفت کی ۔
اگرچہ (اجتہاد بالرأئے)کے طرفداروں نے استحسان ،قیاس او ردیگر تمام موارد کے اعتبار و حجیت پر کتاب و سنت سے دلیلیں پیش کی ہیں لیکن ہماری نظر میں اس قسم کے اجتہادات کی دو وجہیں ہیں :
الف : ایک وجہ خود صحابہ ٴکرام ہیں بعض صحابہ ٴکرام کا اجتہاد بالرأئے سے کام لینا جب کہ دیگر صحابہ ٴاس قسم کے اجتہاد کے سخت مخالفت تھے جناب ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ وہ اجتہاد بالرأئے کرنے والوں کو مباہلہ کی دعوت دیتے تھے حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہےکہ آپ نے فرمایا :
"لوکان الدین بالرأی لکان المسح علی باطنة الخف اولی من ظاهره "-.
اگر نظام دین اجتہاد بالرأیٔ پر قائم ہوتا تو تلوے پر مسح کرنا پیر کی پشت پا پر مسح کرنے سے بہتر سمجھاجاتا-2. وہ افراد جو اجتہاد بالرائے میں سرفہرست ہیں اورشہرت رکھتے ہیں ان میں سب سے پہلے عمرابن خطاب ہے اور اصحاب کے بعد ابو حنیفہ کو امام اہل الرأئے کا امام کہاگیا اسی وجہ سے اکثر علماء و محدثین نے ابو حنیفہ کی مذمت کی ہے-3 مکتب رائےکی نسبت فقہائے کوفہ کی جانب دی گئی جب کہ ان کے مقابل فقہائے مدینہ کو مکتب حدیث سے یاد کیا گیا-4. وہ افراد کہ جن کا نام اصحاب الرأئے میں آتا ہے ان میں سے چند نام یہ ہیں ابو یوسف ابن سماء ابو مطیع بلخی اور بشیر مرلسی-5.
ب: اجتہاد بالرأئے کے رواج کی دوسری وجہ یہ کہ رحلت پیغمبر (ص)کے بعد وصول احکام کے راستے بند ہوگئے جیسے ہی آپ نے وفات پائی وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور لوگ خاندان وحی یعنی اہل بیت پیغمبر(ص)سے دور ہوگئے جس کی وجہ سے وہ حقیقی احکام جو شارع کے مورد نظر تھے ان تک پہنچنے کا راستہ بند ہوگیا اور یہی بات اجتہاد بالرائے کی تقویت کا سبب بنی ب دوسری عبارت دیگر میں انسداد احکام کا تصور اجتہاد بالرائے کا سبب بنا کیونکہ روز مرہ کے حوادث و واقعات سے حالات کی تبدیلی اور وسائل و آلات کی ترقی کی وجہ سے ہرروز نئے نئے مسائل وجود میں آتے رہے کہ جس کی تعداد کم نہ تھی او ریہ تصور کیا جانے لگا تھا کہ ایک طرف نصوص دینی ان مسائل کے جواب کےلئے کافی نہیں دوسری طرف دین اسلام آخری دین الھیٰ ہے جو رہتی دینا تک قائم و دائم رہنے اور تمام وظایف کو بیان کرنے والا ہے پس لازم ہے کہ اس قسم کے اجتہاد ات کو حجت قرار دے کر جدید مسائل میں استنباط احکام کا رستہ کھولاجائے ۔
اس کے برعکس پیروان مکتب اہل بیت علیہم السلام ائمہ معصومین علیہم السلام کی سنت کو پیغمبر(ص)کی سنت کے برابر جانتے تھے اس لئے انھیں احادیث کی دسترسی میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی اور وہ اس لحاظ سے غنی رہے اور واضح ہے کہ سنت میں ایسے کلی اور عام قواعد موجود ہوتے ہیں جنھیں جزئی موارد پر تطبیق دیاجاسکتا ہے کیونکہ ان کلی قواعد میں موارد شک ، فقدان نص یا تعارض نصوص کی صورت میں مکلفین کے وظائف کو بیان کیا گیا ہے-6 اسی لئے اجتہاد بالرائے کی نوبت ھی نہیں آئی اس لئے کہ وہ اصول جن کا ذکر اوپر گذر چکا وہ رفع انسداد کو دور کرنے کےلئے کافی ہیں ۔
بہرحال ہم یہاں اجتہاد بالرائے کے چند مصادیق کو بیان کرتے ہیں ۔
----

1 . روضة الناضر ، ج2 ،ص141 .
2 . الاحکام فی اصول ا لاحکام ، ج 4 ، ص 47 ، سنن بھیقی ، ج1 ، 292 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3 . تاریخ بغدادی ،ج 13 ، ص 413 .
4 . مناھج الاجتھاد فی الاسلام ، ص 115 .
5 . مناھج الاجتھاد فی الاسلام ، ص 117 .
6 . اسی کتاب میں مسائل مستحدثه کے عنوان کے تحت جو مطالب آئے ھیں ان کی جانب رجوع کریں .

قیاس (مترجم)

کسی خاص موضوع کےحکم کو دوسرےموضوعات پر جاری کرنے کو قیاس کہتے ھیں(مترجم)-1. قیاس کی چار قسمیں ھیں:-2

----

1 . (مترجم) قیاس کی تعریف :

قیاس لغت میں اندازہ گیری کے معنی میں آیاھے مثلا کھاگیاھے که قست الثوبُ بالذراع ،کپڑے کو ذرایع کے ذریعه ناپا .
لیکن اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفین کی گئی ھیں الاصول العامه للفقه المقارن نامی کتاب میں آیا ھے که "قیاس عبارت ھے که فرع کا حکم شرعی کی حالت میں اپنے اصل کے برابر ھونا ".
استاد عبدالوھاب خلاّف قیاس کی تعریف میں کھتے ھیں :
قیاس اصولیوں کے نزدیک ایسا مسئله که جس پر نص موجود نه ھو اسے کسی ایسے مسئله سے که جس پر نص آئی ھےملحق کرنا او ریه الحاق اس حکم سے ھے که جس کے لئے نص وارد ھوئی ھے اس لئے که دونوں مسئله علت حکم کے اعتبار سے مساوی ھیں .2
مرحوم مظفر فرماتے ھیں :
امامیه کی نظر میں قیاس کی بھترین تعریف یه ھے که :
ھواثبات حکم فی محّل بعلهٔ لثبوته فی محّل آخر بتلک العلهٔ.3
قیاس یعنی ایک حکم کو جو اس کی علت کی وجه سے ثابت ھے اسے دوسرے مقام پر اسی علت کی وجه سے ثابت کرنا .

1-(مترجم) . الاصول العامه للفقه المقارن ، ص 305 .
2 .علم اصول الفقه ، ص52 .
3 . اصول الفقه مظفر ، ج3 ،ص83 .

2 . (مترجم) قیاس کے ارکان :

قیاس کے چار رکن ھیں :
1- اصل که وھی مقیس علیه ھے حکم اصل شارع کی جانب سے صادر ھوا ھے اور روشن ھے جیسے شراب کی حرمت .
2- فرع وھی مقیس ھے که جس کا حکم شرعی معلوم نھیں اور قیاس کرنے والا یه چاھتاھے که اس کے حکم شرعی کو ثابت کرے مثال میں فرع یا مقیس وھی فقاع ھے.
3- علت یعنی وہ جھت مشترک جو اصل و فرع کے درمیان ھے که جسے اصطلاح میں جامع بھی کھتے ھیں مثال میں "جامع" وھی مسکر ھوناھے جو که شراب اور فقاع میں مشترک ھے .
4- حکم ، حکم سے مراد وھی حکم شرعی ھے که جو اصل پر وارد ھوا دوسری عبارت میں حکم اصل روشن اور معتبر شرعی دلیل سے ثابت ھواھو جیسے شرب کا حرام ھونا مخالفوں کی.

1- قیاس منصوص العله

یه ھے که شارع کسی حکم میں علت کا ذکر کرے اور چونکه حکم کا دار و مدار علت پر ھوتاھے .پس فقیه ان موضوعات میں که جن میں وہ علت موجود ھے حکم کو ایک موضوع سےدوسرے موضوعات پر جاری کرتا ھے مثال کے طورپر شارع کھے :
لاتشرب الخمر لا نه مسکر.
شراب مت پیو کیونکه شراب نشه آور اور مست کرنے والی ھے -
اگر یھاں پر فقیه حرمت کے حکم کو دیگر مست کنننده اشیاء پر جاری کرے تو یه عمل قیاس مصنوص العله کھلائے گا-

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

1کیونکہ لاتشرب الخمر در حقیقت "لاتشرب المسکر" ھے ۔

2- قیاس اولویت
اس قیاس کو کھتے ھیں جس میں ایک موضوع کے حکم کو اولویت قطعی کی بنیاد پر دوسرےموضوع پر جاری کیا جاتا ھے جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا:
" * فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ "*
" ماں باپ کے آگے اف نہ کرنا " ۔ 2
یہ جملہ اولویت قطعی کی بنیاد پر دلالت کرتاھے کہ ماں باپ کو برا بھلا کھنا حرام ھے کیونکہ جب اف کرنا حرام ھے تو برابھلا کھنا کیسے جایز ھو سکتاھے ۔

3- قیاس ھمراہ تنقیح مناط کے ساتھ
یہ قیاس وھاں جاری ھوتاھے جھاں موضوع کے ساتھ حالات و خصوصیات کا ذکر ھو لیکن ان حالات و خصوصیات کا اصل حکم میں کوئی دخل نہ ھو پس ایسی صورت میں فقیہ ان حالات و خصوصیات سے صرف نظر کرتے ھوئے صرف حکم کو نظر میں رکھتاھے اور اس حکم کو دوسرے حکم پر جاری کرتاھے مثال کے طور پر آیہ تیمم میں مذکو ر ھے :
" * فَلَمْ تَجِدُواْ مَاءً فَتَيَمَّمُواْ "*
"اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرو" 3-
جب کہ ھم جانتے ھیں خود پانی کا ھونا یا نہ ھونا حکم تیمم میں موضوعیت نھیں رکھتا اسی لئے اگر پانی ھو اور وضو کرنے والے کے لئے ضرر رساں ھو تب بھی حکم تیمم جاری ھے یعنی پانی کے ضرر رساں ھونےکی صورت میں اس پر تیمم واجب ھے اور مثال بالکل اس مثال جیسی ھے کہ کوئی شخص یہ سوال کرے کہ اگر کوئی مرد مسجد میں نماز ظھر پڑھ رھا ھو اور اسے تیسری اور چوتھی رکعت کے درمیان شک ھوتو ایسی صورت میں نماز گزار کا کیا وظیفہ ھے ؟ امام اس کے جواب میں یہ کھے کہ وہ چوتھی رکعت پر بنا قرار دے اور ایک رکعت نماز احتیاط بجلائے اب یھاں پر فقیہ تنقیح مناط کا سھار الیتے ھوئے اس حکم کو ھر چار رکعتی نماز پر جاری کرسکتاھے کیونکہ نماز ظھر یا مسجد کا ھونا اور شک کرنے والے کا مرد ھونا ان میں سے کوئی بھی مورد موضوع کے لئے قید نھیں بلکہ ایک حالت ھے پس ان حالات کو حذف کرکے خود اصل حکم کو مشابہ موضوع مشابہ پر جاری کیا جاسکتاھے ۔

قیاس مستنبط العلہ
اس قیاس کو کھتے ھیں جس میں اپنے ظن و گمان سے علت کشف کرتاھے اور حکم کو ایک موضوع سے دوسرے موضوع پر جاری کرتا ھے پھلے موضوع کو اصل یا مقیس علیہ کھتے ھیں اور اس موضوع کا حکم مسلم و مفروض ھے دوسرے موضع کو فرع یا مقیس کھتے ھیں کیونکہ اس موضوع کا کوئی حکم نھیں فقط اصل حکم میں مشترک ھونے کے گمان پر پھلے موضوع کے حکم کو اس پر جاری کیا جاتاھے . ابتدائی تین قسموں میں قیاس تمام فقھا کے نزدیک حجت ھے کیونکہ کسی میں بھی اصل وقوع کا وجود نھیں بلکہ مقیس اور مقیس علیہ دونوں اصل ھیں ب دوسری عبارت دیگر میں خود دلیل کے ذریعے ھر دو موضوع کے لئے حکم ثابت کیاجاسکتاھے-4 -6 -5قیاس کی چوتھی قسم یعنی قیاس مستنبط العلہ اھل سنت کے نزدیک حجت ھے خاص طور پر ابو حینفہ کے پیروکار کہ انھیں قیاس پر بھت زیادہ اعتماد ھے . لیکن مکتب اھل بیت علیھم السلام کے ماننے والے اس قیاس کا انکار کرتے ھیں اسی طرح اھل سنت میں نظام اور اس کے تابعین اسی طرح گروہ ظاھریہ جس میں ا بن حزم او رداود وغیرہ شامل ھیں اور بعض معتزلہ کہ جس میں جعفربن حرب ، جعفر بن مبشر ، محمد بن عبداللہ اسکا فی کا نام آتا ھے یہ سب قیاس کو باطل جانتے ھیں بلکہ ابن حزم نے قیاس کے خلاف ابطال القیاس نامی مستقل کتاب بھی لکھی -7 حنبلیوں کی جانب سے بطلان قیاس کی نسبت دی گئی ھے اور احمدبن حنبل کا کلام بھی اسی معنی کی جانب اشارہ کرتا ھے کیونکہ انھوں نے کھا :
یحتسب المتکلم فی الفقہ ھذین الاصلین المجمل والقیاس ۔
فقیہ مجمل اور قیاس سے اجتناب کرتا ھے ۔
لیکن اس کے اس کلام کی توجیہ یوں کی گئی کہ اس سے مراد بطلان قیاس د رمقابل نصنفی کے مقابل میں قیاس باطل ھے -8 آج وھابی جو اپنے اپ کو حنبلی مسلک کھتے ھیں وہ دین میں قیاس در دین پر اعتماد کرتے ھیں اور اسے حجت مانتے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

هیں ۔

قیاس کی چوتھی قسم ککی ے دلائل حجیت کے دلائل پر نتقید
فرض یہ ھے کہ قیاس کی یہ قسم حکم شرعی پر یقین نھیں دلاتی بلکہ فقط حکم کے احتمال کو بیان کرتی ھے کیونکہ موضوعات کا ایک یا چند جھت سے مشترک اور مشابہ ھونا اس بات کی دلیل نھیں ھے کہ وہ حکم میں بھی مشترک ھوں اور جن مواردمیں عقل بھی حسن وقبح کی اساس بنیاد پر مستقل اور قطعی حکم نہ لگا سکے ایسی صورت میں احکام شرعی کے ملاک کو قطعی طور پر کشف کرنا نا ممکن ھے بلکہ یھاں پر صرف شارع ھے جو احکام کے ملاک اور فلسفہ کو بیان کرسکتاھے . اسی لئے اس قیاس کی حجیت پر دلیل ضروری ھے اھل سنت نے جو دو دلیلیں پیش کیں ھیں وہ کچھ اس طرح ھیں ۔

1- قرآن میں آیا ھے :
" * فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ "*
“اے صاحبان خرد عبرت حاصل کرو” -9
اس دلیل کی تفصیل یہ ھے کہ اعتبار عبورکے معنی میں ھے ایک چیز سے دوسری چیز تک عبور کرنا دوسری بعبارت دیگر میں ایک شبیہ سے دوسری شبیہ تک عبور کرنا او رقیاس بھی ایک طرح کا عبور ھے اس میں اصل کے حکم سے فرع کے حکم تک عبور کیا جاتاھے مذکورہ آیت میں ھمیں اس عبور یعنی قیاس کی ترغیب دی گئی ھے ۔

جواب :
اس آیت سے استدلال کی کمزوری اور ضعف واضح ھے کیونکہ اعتبار حوادث و وقایع سے عبرت لینے اور نصیحت لینے کے معنی میں ھے خاص طور پر اس آیت پر اگر توجہ کی جائے تو معلوم ھوگا کہ یہ آیت اھل کتاب اور کفار کی شرنوشت کو بیان کررھی ھے کہ خدا نے اس طرح ان کے دل میں و حشت ڈال دی کہ وہ خود اپنے اور مؤمنین کے ھاتھوں اپنے گھروں کو توڑ رھے تھے اور قرآن یہ چاھتاھے کہ اس واقعہ سے عبرت لو پس معلوم ھو ا کہ اس آیت کا دین کے احکام فرعی میں قیاس سے کوئی تعلق نھیں-10 ابن حزم اپنی کتاب (البطال القیاس) میں کھتاھے : کیسے ممکن ھے کہ خداوند اس آیت میں ھم کو دین میں قیاس کا حکم دے اور یہ بیان نہ کرے کہ ھم کھاں کس چیز کا کس چیزسے قیاس کریں اس قیاس کے حدود و شرائط کیا ھیں ؟ اور اسے بغیر کسی توضیح کے مبھم چھوڑدے-11 ۔

2- اھل سنت کی دوسری قرآنی دلیل یہ ھے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتاھے :
" * قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ، قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ "*
“ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہی زندہ بھی کرے گا ”- 12
منکرین معاد نے پیغمبر سے سوال کیا کون ھے جو بوسیدہ ھڈیوں میں جان ڈال دے ؟
خدانے فرمایا:
اے پیغمبر! آپ کھدیجئے کہ جس نے تمھیں عدم سے وجود بخشا وھی تمھیں دو بارہ زندہ کرے گا ۔
قیاس کے طرفداران قیاس کھتے ھیں کہ اس آیت میں قیاس کے ذریعہ استدلال کیا گیا کیونکہ یہ آیت وہ دو چیزیں کہ جن کا حکم مشابہ ھو ان کے مساوی ھونے پر دلالت کرتی ھے . اسی لئے جو شخص یہ انکار کررھاھے کہ بوسیدہ ھڈیاوں قیامت میں دوبارہ زندہ نھیں ھوسکتیں اسے کھا جارھا ھے کہ ان ھڈیاں کا زندہ کرنا انسان کو عدم سے وجود بخشنے جیسا ھے یعنی جیسے وہ ممکن تھا ویسے یہ بھی ممکن ھے ۔

جواب :
قیاس کے مخالفین قیاس جواب دیتے ھیں کہ اس آیت میں امر تکوینی میں قیاس کیاگیا ھے اور امر تکوینی کا قیاس قطعی ھوتاھے کیونکہ عقل کھتی ھے کہ جو آغاز آفرنیش میں یہ قدرت رکھتا ھے کہ اس کائنات کو عدم سے وجود بخشے یقینا وہ یہ قدرت بھی رکھتاھے کہ قیامت کے بعد اسے دوبارہ لوٹا دے بلکہ یہ کام اس کےلئے پچھلے کام سے آسان ترھے جیسا کہ خود قرآن کا ارشاد ھے :
" * وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ "*
“اور وہی وہ ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور یہ کام اس کے لئے بے حد آسان ہے” ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ قیاس حقیقت میں قطعی عقلی ھے در حالیکہ ھماری بحث قیاسات ظنی میں ھے ۔

3- روایات کے اعتبار سے حجیت قیاس پر مھم ترین استدلال معاذبن جبل کی حدیث سے کیاگیا اس حدیث کے ذریعہ قیاس ظنی کے علاوہ باب استحسان، مصالحہ مرسلہ ،سد وفتح ذرایع کی حجیت پر نیز استدلال کیا گیا ھے ۔

اس حدیث میں آیا ھے کہ جس وقت پیغمبر (ص)نے معاذبن جبل کو یمن میں قضاوت کے لئے بھیجنا چاھا تو ان سے کھا :

اے معاذ !کس طرح قضاوت کروگے ؟

معاذ نے کھا :

کتاب وسنت کے ذریعہ

آپ نے فرمایا:

اگر وہ حکم کتاب و سنت میں نہ ھو تو کیا گروگے ؟

کھا کہ :

“اجتھد رأیی ولا الوِ ”۔ 14

“" میں اپنی رائے کے ذریعے اجتھاد کروں گا اور مسئلہ کو بلا حکم نھیں چھوڑوں گا "” ۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا کہ کلمہ (اجتھاد رأئے) سے ظاھر ھوتاھے کہ کتاب و سنت پر تکیہ کئے بغیر حکم لگانے کو اجتھادبالرائے کھتے ھیں اور اسی طرح کا اجتھاد عمومیت رکھتا ھے جس میں قیاس ظنی بھی شامل ھوجاتا ھے ۔

جواب :

قیاس ظنی کے مخالفین نے اس حدیث کا جواب یوں دیا کہ

1- اول تو یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ھے کیونکہ اسے حارث بن عمر کے واسطہ سے بیان کیا ھے بخاری اورترمذی نے حارث کو مجھول جانا ھے اور دوسروں نے بھی اسے ضعفا میں شمار کیا ھے اس کے علاوہ خود حارث نے اسے "حمص کے کچھ لوگوں " سے نقل کیا ھے اس لئے یہ روایت مرسل اور غیر متصل ھے ۔

2- دوسری یہ کہ یہ روایت ان تمام روایات سے تعارض رکھتی ھے جس میں اجتھاد رای کی مذمت کی گئی خاص طور سے معاذ کی وہ روایت جس میں پیغمبر (ص)نے معاذ کو یمن کی جانب حرکت کرنے سے پھلے کھا :

جس چیز کا علم نہ ھو اس کے بارے میں قضاوت مت کرنا اور اگر کسی حکم میں مشکل پیش آجائے تو اس وقت تک صبر کرنا جب تک تمھیں صحیح حکم سے آگاہ نہ کروں یا پھر مجھے خط بھیجنا تاکہ میں اس کا جواب بھیجوں چنانچہ مذکورہ روایت کی عربی عبارت یہ ھے کہ

“لمابعثنی رسول الله الی یمن قال : لاتقضین ولاتفصلن الا بماتعلم و ان اشکل علیک امر فقف حتی تبینہ او تکتب الی فیہ”۔ 15.

ایک اور روایت کہ جسے ابوھرھرہ نے نقل کیا اس میں آیا ھے :

“تعمل ھذہ الامة برھة من کتاب الله ثم تعمل برھة بسنة رسول الله ثم تعمل بالرأی فاذا عملوا بالرأی فقد ضلوا واضلو” ۔

“"یہ امت ایک مدت تک کتاب خدا پر عمل کرے گی پھر ایک مدت تک سنت پر عمل پیرا ھوگی اس کے بعد خود اپنے آراء پر عمل کرنے لگے گی اور جب ایسا ھونے لگے تو وہ تو خود کو بھی گمراہ کریں گے اور دوسروں کی گمراھی کا سبب بنیں گے” ۔ (مترجم)

----

1 . اصطلاحات الاصول ، ص226.
2 . اسراء ، 23 .
3 . نساء ، 115 .
4 . انوار الاصول ، ج 2،ص 519
5 . اتحاف زری البصائر ، شرح روضة الناظر ، ج 4،ص2144.
6 . ر.ضة الناظر ،ج2 ،ص151.
7 .حشر ، 2 .
8 . اصول الفقہ،ج2 ،ص 192 .
9 . ابطال القیاس ، ص 30 .
10 . یسٓ،78/79.
11 . روم ، 27 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

12 . مسند احمد ،باب حدیث معاذبن جبل ،ج5،ص 230، ح21595 .
13 . وهی مدرک .
14 . ملخص البطال القیاس ، ص 14، تهذیب التهذیب ،ج2 ،ص 260 .
15 . سنن ابن ماجه ،ج1 ،ص 21 ، ح 50 .
16 . کنز العمال ، ج 1 ف ص180 ، ح 910 .

17 . (مترجم) 15-نتیجهء بحث :

گذشته مطالب کے پیش نظر علماء امامیه اور دوسرے قیاس کےمخالفوں کی نظر میں استنباط احکام میں قیاس کی کوئی ارزش و اهمیت نهیں هے . اور اس قیاس سے حاصل هونے والے ظن و گمان کے لئے ایسی عام اور روشن دلیلیں هیں جو ظن پر عمل کرنے کو حرام جانتی هیں . قیاس پر عمل کی حرمت پر قطعی دلیلوں میں وه روایات هیں جو نمونه کےطور پر آپ کے سامنے پیش کیے گئے .لیکن جیسا پهلے بهی بیان هوچکا هے که علماء اهل سنت کے ایک گروه جیسے حنفیوں اور دوسروں نے قیاس کو حکم شرعی کے لئے مصدر ومبنا مانا هے . اور اس کی حجیت و اعتبار پر کتاب وسنت و اجماع سے دلیل پیش کی هیں ، قیاس مخالفوں کے نزدیک یه لیلیں ناقص اور مردود هیں طولانی بحث کے خوف سے مخالفین کی دلیلوں سے صرف نظر کرتے هوئے فقط ایک اشاره ان باتوں کی جانب کیا جارها هے جو سر خسی نےاپنے اصول میں کهیں هیں .
جمهور علماء نے حجیت قیاس پر کتاب و سنت وعقل سے دلیلیں پیش کی هیں مثلا قرآن سے*فَاعْتَبِرُوا یا أُولِي الْأَبْصارِ.* إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصار*إن كنتم للرُّيَّا تَعْبُرون*
اور دوسری آیات سے استدلال کیاهے .
میری نظر میں یه ان آیات کا قیاس سے کوئی ربط نهیں هے اور سنت میں جو دلیل پیش کی گئی که پیغمبر(ص) کی جانب سے معاذبن یمن کو بهیجا جانا اور حکم صادر کرنے کے بارے میں پیغمبر(ص) کا سوال تها اس کے جواب میں کهنا میں خود اجتهاد کرتاهوں اور پیغمبر(ص) کا اپنے اصحاب سے امور جنگ میں مشورت کرنا یه تمام باتیں جو قیاس کے اعتبار و حجیت کے لئے دلیل بناکر پیش کی گئیں اس کا قیاس سے کوئی ربط نهیں هے .
(مترجم)

----
1. . معارج الاصول ، ص 187و 188 .
. اصول سرفسی ، ج 3 ص125 تا 130 .

استحسان

استحسان منابع اجتهاد میں بعض اهل سنت کی جانب سے بیان کرده ایسی اصطلاح هے که جس کی مختلف تعریفیں ذکر کی گئیں هیں .

1 - بعض نے کها که

ایسی دلیل جو مجتهد کے ذهن میں خطور کرے لیکن اس کی تبیں کے لئے مجتهد کے پاس مناسب عبارت نه هو وه استحسان کهلاتی هے-1 -

2-3- استحسان یعنی وه چیز جومجتهد کو اچهی لگے لیکن اس کی کوئی شرعی دلیل نه هو-2 بعض نے کها که کسی قیاس کو اس سےقوی تر قیاس سے تخصیص دینے کو استحسان کهتے هیں یا قیاس مخفی کو قیاس جلی پر مقدم کرنے کو استحسان کهتے هیں

3- قیاس سے دلیل اقوی کی جانب عدل کرنے کو استحسان کهتے هیں اور وجود نص ، سهولت ،مصلحت مصلحت،اجماع ،ضرورت یا عرف و عادت کو محرکات عدول میں شمار کیا گیا هے - 4

ان تعریفات میں اختلاف هی نهیں بلکه تضاد بهی پایا جاتا هے کیونکه اگر تعریف کو بغور دیکها جائے تو معلوم هوگا که بعض تعریفات میں خود مجتهد یا عقل مجتهد کی عقل کوتعریف کی اساسبنیاد تعریف قرار دیا گیا جیساکه پهلی اور دوسری تعریف سے واضح هوتا هےکه لیکن دوسری تعریفات میں یه خصوصیت نهیں پائی جاتی اسی طرح بعض تعریفات کے

مطابق استحسان کو قیاس کا نقطہء مقابل قرار دیا گیا لیکن دوسری تعریفات میں استحسان کو ایک قسم کاقیاس شمار کیا گیا اور شاید استحسان کامعروف ترین معنی وھی حکم ھے جس پر نص نہ ملے لیکن عقل مجتھد کی عقل اسے پسند کرتی ھو ۔ ابو حنیفہ کی نظر میں استحسان حجت ھے اور یھی نسبت مالک وحنبلی کی جانب بھی دی گئی ھے -5 مالک کا یہ جملہ معروف ھے کہ 90 در صد فقہ استحسان پر استوار ھے لیکن ان کےمقابل بعض دیگر اھل سنت خاص طور سے شافعی-7اور بعض حنفی جسے شاطبی اور طحاوی نے اس کی حجیت کا انکار کیا ھے-8 اسی طرح امامیہ زیدیہ او رظاھر یہ کےنزدیک بھی استحسان باطل اور غیر معتبر ھے-9 ۔
استحسان کی حجیت پر آیات و روایات دونوں سے استدلال کیا گیا ھے قرآن سے سورہ زمر کی تین آیات اور سورہ اعراف کی ایک سو پنتالسیویں آیت سے استدلال کیا گیا ھے ۔
"*فَبَشِّرْ عِبادِالَّذينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَه وَاتَّبِعُوا اَحسنَ ما أُنْزِلَ مِنْ رَبِّكُم"*
"بشارت دے دیجئے جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی ہوتی ہے اس کا اتباع کرتے ہیں" - 10
سورہ زمرکی آیت نمبر 55سے بھی یھی استدلال کیا گیا ھے ۔ اسی طرح سورہ اعراف کی آیت نمبر 145سےاستدلال کیا گیا کہ
" * فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُواْ بِأَحْسَنِهَا "*
"مضبوطی کے ساتھ پکڑلو اور اپنی قوم کوحکم دو کہ اس کی اچھی اچھی باتوں کو لے لیں" ۔
ان آیات میں مشاھدہ سے واضح ھوتاھے کہ خداوند عالم نے قول احسن کی پیروی کی ترغیب دلاتی دلائی ھے او راحسن کی پیروی کے لئے لازم ھے کہ پھلے احسن کی شناخت ھو لیکن چونکہ مصادیق احسن کو لوگوں کے لئے بیان نھیں کیاگیا اسی لئے اس کی ذمہ داری خود لوگوں پر چھوڑدی 11

جواب
غزالی نے اس استدلال کا جواب دیتے ھوئے کھا کہ آیات کا مفاد یہ نھیں ھے کہ جو تم بھتر سمجھو اس کی پیروی کرو بلکہ ان آیات کا مفھوم یہ ھے کہ احسن واقعی کی پیروی کرو اور خداوند عالم نے لوگوں کو پھنچوادیا کہ احسن واقعی کیا ھے احسن واقعی کتا ب و سنت کی موافقت ھے کیونکہ احکام ان مصالح اور مفاسد کے تباع ھے جسے شریعت نے کاملا احاطہ کیا ھے اور عقل بشر اور عقل بشر کو سوائے خاص موارد کے ان مصالح اور مفاسد تک رسائی نھیں لیکن اس چیز کو جسے لوگ بھتر اور اچھا سمجھتے ھیں صرف ھوا اور ھوس ھے جھت استحسان کی حجیت پرعبداللہ بن مسعود کی روایت سے بھی استدلال کیا گیا ھے ۔
ماراى المسلمون حسنا فھو عبداللہ حسن
یعنی جس چیز کولو گ بھتر سمجھیں وھی چیز خداکے نزدیک بھتر ھے ۔ 12
مخالفین استحسان کے مخالفوں نے اس استدلال کا جواب دیتے ھوئے کھا
1- یہ جملہ عبداللہ بن مسعود کا قول ھے نہ پیغمبر (ص)کا فرمان جو حجت ھو مگر یہ کہ ھم قول صحابی کو حجت مانیں.
2- کلمہ رؤیت در حقیقت میں علم و اطمینان کے معنی میں ھے یعنی جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بطور قطع طور پرنیکو ھو خدا کے نزدیک بھی نیکو ھوگی اور یہ بات استحسان جو دلیل ظنی ھے میں شامل نھیں ھوگی اسی لئے ماننا پڑے گا کہ حدیث حسن و قبح عقلی سے مربوط ھے کہ جس کا در ک کرنا سب کےلئے ممکن ھے پس موارد ظن وگمان کے موارد جو کہ ھمارا موردعادی بحث میں ھے شامل نھیں ھوگا 13
3- آمدی او رغزالی اس حدیث کا جواب دیتے ھوئے کھتے ھیں کہ یہ حدیث اجماع مسلمین پر دلالت کرتی ھے نہ اس بات پر کہ جسے افراد مسلمین بھتر سمجھیں خدا بھی اسے بھتر سمجھے گا 14
4- یہ بھی غزالی کا قول ھے کہ یہ حدیث خبر واحد ھے اور خبر واحد سے اصول کو ثابت نھیں کیا جاسکتا ۔ 15

----

1 . الاحکام فی اصول الاحکام ،ج4 ،ص 157 .
2 . کتاب قوانین میں اس تعریف کی نسبت اھل سنت کی جانب دی گئی .
3 . المبسوط سید حسنی ،ج10،ص145 .
4 . الموسوعة الفقھیہ المیسرہ ،ج2،ص44/43.
5 . اصول الفقہ ،محمد ابوزھرہ ، ص 263 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

6 . الامام الشافعی ،ج10 ،ص119 .
7 . ابطال القیاس ابن حزم ، ص51 .
8 . الاصول العامر ،ص363 .
9 . زمر، 18/17 .
10 . الاحکام فی اصول لااحکام ،ج 3 /4،ص 165 .
11 .المستصفی ، ج 1 ،ص411 ، روضة الناظر ،ج1 ،ص475 .
12 . مسند احمد ،ج1 ص379 .
13 . انوار الاصول ،ج2 ،ص533 .
14 . الاحکام ،ج4 ،ص159، المستصفی ،ص 172 .
15 . المستصفی ، ص 172 .

مصالح مرسله

یہ اصطلاح ان مصلحتوں کےلئے استعمال ھوتی ھے جسے کے بارے میں شریعت کا کوئی خاص یا عام خطاب موجود نہ ھولیکن شریعت کے مزاج اور مذاق شریعت سے اسے مشخص کیا جاسکتاھے ۔
وہ مصلحتیں دوقسم کی ھوتی ھیں :

1- مصالح معتبرہ
وہ مصلحتیں جن کے اعتبار اور رعایت میں شرعی دلائل موجود ھوں ۔

2- مصالح ملغی
وہ مصلحتیں جسے شارع مقدس نے بے ارزش سمجھا اور ان کی رعایت کو لازم نھیں جانا جسے دشمن کے آگے تسلیم ھونا اگرچہ اس میں حفظ جان کی مصلحت ھے لیکن چونکہ اسلام خطر ے میں پڑرھا ھے اس لئے حفظ نفس کی مصلحت کو لغو کرکے جھاد کا دستور دیا پس دین کا بچانا مصلحت ھے چاھے اس میں جان ھی کیوں نہ چلی جائے ۔

3- مصالح مرسلہ
وہ مصلحتیں جو اجتبار یا الغاء شرعی سے آزاد ھیں-1 مصالح مرسلہ کو بطور مطلق حجت مانتے ھیں جب کہ جمھور اھل سنت اس کی حجیت کے منکر ھیں یھاں تک کہ بعض مالکیوں نے کھا کہ مالک سے بعید ھے کہ مصالح مرسلہ کو حجت مانے-2 لیکن بعض اس میں تفصیل کے قابل ھیں اور کھتے ھیں : فقط وہ ضروری مصلحتیں جو قطعی اور بدیھی ھوں معتبر ھیں-3 مصالح مرسلہ کےلئے جو مثال پیش کی گئی وہ یہ ھے کہ اگر کفار جنگ کے دوران ان کی آڑ میں مسلمانوں کو نقصان پھچانا چاھیں ایسی صورت میں ان سے مقابلہ لازمی ھے کیونکہ اگر ان سے مقابلہ نہ کیا گیا تو وہ مسلمانوں کو بھی نقصان پھنچائیں گے اور خود اسیروں کو بھی قتل کردیں گے لیکن اگر ان سے مقابلہ کیا جائے تو ایسی صورت میں اسیر مارے جائیں گے چاھے کفار کے ھاتھوں مارے جائیں یا مسلمانوں کے ھاتھوں تو یھاں مصالح مرسلہ کے مطابق مسلمانوں کا قتل جائز ھے کیونکہ شریعت کا مزاج یھی ھے کہ مسلمانوں کے مصالح کو مقدم رکھا جائے اور مسلمان اسیروں کا قتل مصالح مسلمین سے نزدیک تر ھے -4 مصالح مرسلہ اور استحسان کا فرق یہ تبایا گیاکہ استحسان میں غالبا قواعد و نصوص عامہ سے ایک قسم کا استثناء پایا جاتا ھے دوسری بعبارت دیگر میں استحسان ثابت شدہ احکام سے ایک قسم کا عدول ھے لیکن مصالح مرسلہ ان موارد سے مربوط ھے کہ جھاں حکم کے لئے کوئی شرعی دلیل نھیں ھے بلکہ فقیہ مزاج شریعت کے پیش نظر مصلحت کی بنیاد پر حکم لگاتاھے . البتہ استحسان میں بھی مصلحت پائی جاتی ھے لیکن یہ مصلحت اکثرا وقات استثنائی شکل اختیار کرجاتی ھے -5-
مصالح مرسلہ کو حجت ماننے والوں کی دلیل یہ ھے کہ احکام مصالح کے تابع ھیں اور تمام مصالح نصوص میں مذکور نھیں ھیں کیونکہ مصلحتیں زمان و مکان کے لحاظ سے بدلتی رھتی ھیں اگر صرف ان مصلحتوں پر تکیہ کیا جائے جس کا ذکر نصوص میں ھو تو ایسی صورت میں گئی ایک مصلحتیں کہ جن کا ذکر نصوص میں نھیں آیا ھے ان سے ھاتھ دھونا پڑے گا اور یہ بات شارع کی غرض وھدف کے خلاف ھے -6-

جواب :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مسلما احکام مصالح کے تابع هیں اور اگر وہ مصلحتیں نصوص اور ادله شرعیه میں معتبر شمار کی گئیں یا یه مصلحتیں ادراک عقلی کے اعتبار سے مستقلات عقلیه کامقام رکھتی هوں اور فقیه کے لئے یقین آور هوں تو یهی قطع و یقین فقیه کے لئے حجت هوگا . لیکن اگر مصلحت ایسی هو که جس کو معتبر جاننے یا الغاء کرنے کے لئے کوئی دلیل نه هو اور صرف حکم شرعی کا گمان پیدا هوتا هو تو ایسی مصلحت کی بنیاد پر کسی حکم کو معتبر ماننے کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت هے اور ایسی کوئی دلیل نهیں جو اس حکم کو ثابت کرے کیونکه ظن و گمان میں اصل عدم حجیت هے -7 جیساکه قرآن میں ارشاد هے :

" * وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا"*

" گمان حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے" - 8

خلاصه یه که اگر مصالح مرسله قطع و یقین تک پهنچ جائیں تو ان کی حجیت مسلم هے لیکن مصالح ظنی میں اشکال هے کیونکه ان کے اعتبار پر کوئی قطعی دلیل همارے پاس نهیں هے .

----

1 .اصول الفقه الاسلامی ، ص 286 .
2 . ارشاد العقول ، ج 2 ،ص 184 .
3 . اصول الفقه الاسلامی ، ص 289 .
4 . المستصفی ، ج1 ، ص 424 .
5 . اصول الفقه الاسلامی ، ص 298/299 .
6 . اصول الفقه اسلامی ،ص 259 .
7 . انوار الا صول ،ج2 ، ص538 .
8 . نجم ، 28 .

سد و فتح ذرایع

""ذرایع "" ذریعه کی جمع اور وسیله کے معنی میں هے -(مترجم (-1 سد اور فتح کهو لنے اور بند کرنے کے معنا میں هے اور یه اصطلاح علماء اور فقهائےاهل سنت کے درمیان رائج هے . اهل سنت کاکهنا هے چونکه مصلحتوں کا جلب کرنا اورمفاسد کا دفع کرنا لازم هے اس لئے بعض افعال کو بطورر مستقیم حرام قرار دیاگیا جیسے چوری اور زنا لیکن بعض افعال کو براہ راست حرام قرار نهیں دیا گیا کیونکه وہ اعمال بذات خود حرام نهیں هیں لیکن چونکه ارتکاب حرام کا سبب بنیں گے اس لئے شارع نے انهیں حرام کردیا جیسے اجنبی عورت کی هم نشینی .

چون چوں که افراد سد ذرایع کی حجیت کے قائل هیں وہ کهتے هیں جو راستے محرمات الهیٰ تک پهنچاتے هیں یا حرام کا موں کا سبب بنتے هیں ان راستوں کو بند کردینا چاهیے اسی طرح جود افراد ""فتح ذرایع" " کو حجت جانتے هیں وہ کهتے که وہ وسائل اور وہ راستے جو واجبات الهیٰ کے انجام دینے کاسبب بنتے هیں انهیں کهلا رکهنا چاهئیے مالک سد وفتح ذرایع کے ساتھ قاعدہ کو فقه کے اکثر ابواب میں قابل اجراء جانتاهے معروف هے که مالک نے کها : تکالیف شرعی کا ایک چوتها ئی حصه سد وفتح ذرایع کے ذریعه استخراج هوتا هے .

ظاهر یه دو اصطلاحیں (مقدمه حرام کی حرمت) اور مقدمه واجب کے وجوب کی جانب لوٹتی هیں شیعون شیعوں نے اپنی اصول فقه کی کتابوں میں اس بحث کو مقدمه واجب کی بحث میں پیش کیا هے .

البته سد ذرایع کے لئے ایک اور معنی ذکر کیا گیا هے اور وہ شرعی چارۂکار یا شرعی حیله کے راستے کو بند کرنا هے مثال کے طور پر اگر کوئی ربا سے فرار کی خاطر اپنے مال کو اونچی قمیت پر ادهار بیچ دے اور یه شرط لگائے که خریدار اسے سستے داموں پر دوبارہ اسی شخص کو بیچ دے که جس سے خریدا هے سد ذرایع کے طرفداروں نے اسی سدذرایع کی اساس پر عمل کو حرام قرار دیا هے کیونکه اس کے ذریعه ربا میں گرفتار هونے کا خطرہ هے . اس بات پر یه

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اشکال وارد ھوتا ھے کہ اگر سد و فتح ذرایع پہلے معنا کے مطابق ھو تو یہ بحث حکم عقلی کے موارد میں نوع دوم سے مربوط ھے کہ جسکی بحث گزشتہ مباحث میں گذر چکی اور جھاں مقدمہ واجب و حرام کی بحث کو وھاں بیان کیا جاچکا اور اگر سد وفتح ذرایع سے مراد دوسرا معنی ھو ، تو ربا میں حیلہ شرعی کا استعمال دوسری جھتوں سے معاملہ کو باطل کرتاھے ۔ اور وہ یہ ھےکیوں کہ ان شموارد میں طرفین کی جانب سے انشاء اورمعاملہ میں قصد جدی نھیں پایا جاتا اسی دلیل کی وجہ سے معاملہ عقلا باطل ھے۔ پس سد وفتح ذرایع کامسئلہ استنباط احکام کا کوئی منابع نھیں بلکہ عقل کے حکم قطعی کا ایک جزء ھے ۔

(مترجم)-6

----

1 .(مترجم) 16- ذرایع کی قسمیں اور انکا حکم :

ابتداء میں ذرایع کو دوقسموں میں تقسیم کرنے کے بعد منع اور منع نہ ھونے کے حوالہ سے اس کا حکم بیان کریں گے .

ذرایع کی دو قسمیں :

ایک تو وہ سہ گانہ تقسیم ھے جو مالکی فقیہ قرافی نے انجام دی دوسیری چھار گانہ تقسیم ھے جو ابن قیّم کی جانب سے پیش ھوئی .

الف ۔ قرافی تقسیم :

شوکانی اپنی کتاب ارشاد الفحول میں قرافی کا قول نقل کرتے ھوئے لکھتے ھیں .صرف مالک ھی سدذرایع کا قائل نھیں بلکہ تمام علماء اس کے قائل ھیں اور مالکیہ کا اس کے علاوہ کوئی اعتبار نھیں کہ وہ بھت زیادہ سدذرایع کے قائل ھیں.
پھر وہ قرافی کی سہ گانہ تقسیم بیان کرتے ھوئے کھا ھے .
1- جو چیز علماء کی نظر میں معتبر ھے (یعنی علماء کا سدذرایع پر اتفاق ھے) جیسے مسلمانوں کی گذرگاہ پر کنوانکھودنا اور ان کے کھانے میں زھرملانا اور ایسے شخص کے سامنے بتوں کو برابھلا کھنا کہ جس کے لئے معلوم ھے کہ وہ اپنے بتوں کی توھین سن کر خدا کو برابھلا کھتاھے .
2- وہ موارد جو علماء کے نزدیک غیر معتبر ھیں (یعنی سدذرایع کے عنوان سے حکم کا مبنا قرار نھیں پاتے)جیسے درخت انگور کا اگانا اور اس ڈرسے کھیں انگور شراب میں تبدیل نہ کی جائے درخت انگور کو اگانے سے روکنا یہ مورد علماء کے نزدیک غیر معتبر ھے گرچہ ممکن ھے کہ یہ درخت حرام کے تحقق کا وسیلہ بنے.
3- وہ موارد کہ جھاں سد کےلازم ھونے یا نہ ھونے میں اختلاف ھو جیسے بیع اجال یعنی مھلت دار بیع یہ ھمارے نزدیک حرام میں پڑنے کا ذریعہ ھے اس لئے ھم اس مورد میں سدذرایع کے قائل ھیں لیکن دوسرے اس مسالہ میں ھمارے مخالف ھیں .

ب- ابن قیّم کی تقسیم :

1- ابن قیّم نےاپنی کتاب اعلام الموقعین میں ذریعہ کو نتائج کے اعتبار سے چار قسمتوں میں تقسیم کیا ھے.
ایسا وسیلہ اور ذریعہ کہ جس کا وضع کرنا اس لئے ھو کہ مفسد ہ دور ھو جائے جیسے شراب کا پینا اس کا مفسدہ مستی اور عقل کی تباھی ھے اسی طرح قذف کہ اس کا مفسدہ دوسروں پر تھمت لگانا ھے یا زنا کہ اس کا مفسدہ نسب کا درھم و برھم ھونا اور خاندانی روابط کا بگاڑ ھے .
2- ایسا وسیلہ اور ذریعہ جو کہ ایک مباح امر کے لئے وضع ھوا ھے لیکن اس کا فساد اس کی مصلحت سے کھیں زیادہ ھے اور اکثر اوقات مفسدہ کا سبب بنتاھے جیسے آیام وفات میں بیوہ عورت کا سجنا سنورنا .
3- ایسا ذریعہ جو امر مباح کے لئے وضع ھوا لیکن لوگ خواہ نحواہ اسے حرام تک پھنچنے کا ذریعہ قرار دیں گےجیسے ایسا عقد جو تحلیل کی نیت سے باندھا جائے یا ایسا کاروبار جو ربا کی نیت سے انجام دیا جائے .
4- ایسا ذریعہ جو امر مباح کے لئے وضع ھوا لیکن ایسی میں مفسدہ بھی ممکن ھے پھر بھی اس کی مصلحت مفسدہ سے کھیں زیادہ ھے جیسے منگنی شدہ لڑکی کو دیکھنا یا اس عورت کی جانب نگاہ کرنا جو اس کے حق میں گواھی دے رھی ھو .
ابن قیّم کی نظر میں پھلی اور چوتھی قسم محل نزاع و بحث نھیں ھے کیونکہ شارع نے قسم اول کو منع اور قسم دوم کو مباح جانا ھے لیکن دوسری او رتیسری قسم میں اختلاف ھے کہ کیا شریعت نے ان موارد کو مباح جانا یا حرام .
(مترجم)

----
1. . اعلام الموقعین ،ج3،ص176 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

2 . اصول الفقه الاسلامی ،ص300 .
3 . الموافقات ،ج 4 ،ص 141 .
4 . البته سد وفتح ذرایع اور مقدمه حرام و واجب ، کے درمیان جو کچھ تفاوت هے اسے هم نے اختلاف فتاوی کی علتوں میں بیان کیا هے .
5 . انوارالا صول، ج2 ،ص542 .

6 .(مترجم) 17- سد ذرایع کی حجیت کی دلیلیں :

جوافراد سد ذرایع کی حجیت کے قائل هیں اور اسے احکام فقهی کا مصدر و مبنع سمجهتے هیں انهوں نے اس کے اثبات میں بعضی آیات روایات کا سهار لیا هے هم یهاں پر ان کی چند نقلی دلیلیں بغیر کسی توضیح و نقد کے ذیل میں بیان کرتے هیں .
قرطبی نے اپنی تفسیر میں کها :
" قد دل علی هذا الاصل الکتب والسنۀ " اس اصل پر کتاب وسنت دلالت کرتی هے .
اس کے بعد وه قرآن سے چند آیات بطور استناد پیش کرتے هیں :
1- *يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ*
2- ایمان والو! راعنا (ہماری رعایت کرو) نہ کہا کرو "انظرنا " کہا کرو اور غور سے سنا کرو اور یاد رکھو کہ کافرین کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے".2
اس آیت سے وجه تمسک یه بتاتے هیں که یهود کلمه (راعنا) کو اپنی زبان پر لاتے تهے یه کلمه ان زبان میں سب و دشنام کے معنی میں هے چونکه خدا جانتا تها که یهود اس کلمه کو سب و دشنام کے لئے استعمال کرتے هیں اسی لئے خدا نے اس لفظ کے استعمال سے روکا .
2- وَلاَ تَسُبُّواْ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ *
"اور خبردار تم لوگ انہیں برا بھلا نہ کہو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ اس طرح یہ دشمنی میں بغیر سمجھے بوجھے خدا کو برا بھلا کہیں گے"3
اس آیت میں وجه تمسک کے بارے میں کهتے هیں . خدانے اس آیت میں بت پرستوں کو برابهلا کهنے سے روکا هے تاکه کهیں بت پرست بهی جواب میں خداوند عالم (معاذالله) مورد سب و دشنام قرار دیں .
3- مورد استدلال آیات میں ایک آیت یه بهی هے .
* # وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ *4
"اور خبردار اپنے پاؤں پٹک کر نہ چلیں کہ جس زینت کو چھپائے ہوئے ہیں اس کا اظہار ہوجائے "
قرطبی نے سنت سے کئی ایک روایات کوسد ذرایع کے لئے دلیل کے طور پر پیش کیا هے .
1- صحیح مسلم میں پیغمبر(ص) سے روایت هے که آپ نے فرمایا: "الحلال بین والحرام بین و بینهما امور متشابهات فمن اتقّی الشبهات استبرا الدینه و عرضه و من وقع فی الشبه
ات وقع فی الحرام کالراعی یّرعی حوال حمی یوشک ان یقع فیه "5
حلال بهی واضح اور حرام بهی روشن هے اور ان کے درمیان شبهناک امور بهی هیں لهذا جو کوئی شبهناک چیزوں سے پرهز کرے اس نے اپنے دین اور آبرو کو حفظ کرلیا اور جو شبهناک امور میں پڑگیا در حقیقت حرام چیزوں میں گرفتار هوگیا بالکل اس کسان کی طرح جو اپنے بهیڑ،بکریوں کو ایسی کهائی کے پاس سے چڑانے لے جائے که جهاں عنقریب ان کا گرنا قطعی هو .
2- پیغمبر(ص) نے فرمایا:
"اِن من الکبائر شتم الرجل والدیه قالوا: یا رسول الله و هل یشتم الرجل والدیه ؟ قال : نعم یسب أباه و یُسب أمکم "6
گناه کبیره میں سے انسان اپنے ماں باپ کو برا بهلا کهے پیغمبر(ص) کے اطرافیوں نے کها اے رسول خدا کیا انسان اپنے والدین کو برا بهلا کهتاهے ؟ پیغمبر(ص) نے فرمایا هاں انسان کسی کے باپ کو گالی دیتاهے وه اس کے باپ کو گالی دیتا هے یه دوسروں کی والده کو گالی دیتاهے دوسروں اس کی ماں کو گالی دیتے هیں .
حیساکه اس سے واضح هے دوسروں کے والدین کو برا بهلا کهنا یا گالی دینا اس بات کا سبب هے که گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی پڑے گی اس لئے سدذرایع کے ذریعه دوسروں کو گالی دینے سے روکا گیا هے .
قرطبی نے آیات روایات سے استدلال کے بعد کها :
یه سدذرایع کی دلیلیں تهیں جو هم نے بیان کی اورمالکیوں نے کتاب آجال (مهلت دار بیع) اور دوسرے مسایل بیع کو اسی سد ذرایع کی اساس پر حل کرتے هیں لیکن شافعی کتاب آجال کے قائل نهیں هیں کیونکه ان کے نزدیک بیع آجال مختلف اور مستقل عقود میں سے هے .
مترجم)(

1- . الجامع الاحکام القرآن ، ج 2 ، ص58 .
2 . سوره ،بقره، آیه ، 104 .
3 . سوره انعام ، آیه ، 108 .
4 . سوره نور ، آیه 31 .
5 .الجامع الاحکام القرآن ، ج 2 ف ص 59 .
6 . گذشته حواله سے ، ج2 ، ص 59 .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تعارض ادلہ

منابع استنباط کے مباحث میں آخری گفتگو تعارض ادلہ کے بارے میں ہے ۔
مقدمہ کے عنوان میں اس مطلب کا ذکر ضروری ہے کہ کبھی دولیلوں کے درمیان (تعارض اتبدائی) نظر آتا ہے لیکن چونکہ اس قسم کے تعارض ابتدائی میں جمع عرفی موجود ہوتاہے یا ان دو دلیلوں میں ایک دوسری دلیل پر حاکم ہوتی ہے اس لئے یہ تعارض کی ابتدائی بحث تعارض سے خارج ہے۔ اسی لئے دلیل عام یہ کہے، سارے دانشمندوں کا احترام کرو اور اسی کے مقابل دلیل خاص وارد ہو کہ بے عمل عالم کا احترام مت کرنا این دو دلیلوں یا ان جیسی دلیلوں میں عرف کی نظر میں کوئی تعارض نہیں بلکہ جمع عرفی کا تقاضا یہ ہے کہ دلیل خاص کو دلیل عام پر مقدم کیا جائے خاص کو عام پر مقدم کرنے کانتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عالم بے عمل کے سلسلے میں ہم دلیل خاص پر عمل کریں گے اور عالم بے عمل کے علاوہ تمام علماء کے احترام کے لئے دلیل عام حجت ہوگی دوسری بعبارت دیگر میں سارے افراد دلیل عام کی عمومیت پر باقی ہوں گے-1. اسی طرح جن موارد میں دو دلیلوں کے درمیان ابتداء میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ایک دلیل جو دوسری دلیل پر حاکم ہوتی ہے جیسے عناوین اولی پر عناوین ثانوی حاکم ہوتے ہیں یہاں بھی پچھلے موردکی طرح کوئی تعارض نہیں پایا جاتا جیسےے کوئی دلیل یہ کہے-2 غیر اسلامی ذبیحہ کا کھانا حرام ہے لیکن دوسری دلیل میں یہ آئے کہ مجبوری کی صورت میں اس کا کھانا جائز ہے ۔
ایسی دو دلیلیں آپس میں تعارض نہیں رکھتیں بلکہ دوسری دلیل پہلی دلیل پر حاکم اور مقدم ہوتی ہے-3. اسی طرح اگر امارہ اوراصل کے درمیان تعارض ہو تو یہ تعارض بھی ابتدائی تعارض ہے جسے در حقیقت تعارض شمار نہیں کہا کیا جاتا کیونکہ امارہ کے ہوتے ہوئے اصل کی نوبت نہیں آتی اس لئے کہ امارہ اصل پر حکومت یا ورود رکھتی ہے ۔
مثال کے طور پر اگر قاعدہ صحت (اصالہ الصحۃ) کہ جسے اکثر افراد امارہ شمار کرتے ہیں استصحاب فساد سے تعارض رکھے (مثلا ہمیں یہ شک ہوکہ فلاں انجام شدہ معاملہ صحیح تھا یا فاسد) یہاں پر اصالۃ الصحۃ استصحاب پر یعنی اصل عدم انعقاد معاملہ کے منعقد نہ ہونے پر مقدم ہے ۔
بھر حال کبھی تعارض دو شرعی دلیلوں کے درمیان واقع ہوتاہے اور کبھی دو اصل کے درمیان، اگر استصحاب اور دیگر تین اصول (یعنی اصل برائت و تخییر و احتیاط) سے تعارض ہو تو استصحاب کومقدم کیا جائے گا کیونکہ حجیت استصحاب کے دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ زمان دوم (یعنی در شک کے زمانے میں) سابقہ پہلے یقینی امر پر بنا رکھی جائے بعبارت دیگر اصل استصحاب اصل محرز ہے اس لئے دیگر اصول پر مقدم ہوگی دو استصحاب کے درمیان تعارض ہو اور ان کے درمیاان سببیت اور مسببیت پائی جائے تو استصحاب سببیی مقدم ہوگا ور نہ ہر دو اصل ساقط و بی اثر ہوجائیں گی جیسے وہ پانی جو پہلے کر تھا اور اب اس کی کریت میں شک ہو اور پانی سے نجس لباس دھویا جائے ایسی صورت میں استصحاب سببی(یعنی پانی کی کریت کا استصحاب)جاری ہوگا اور لباس میں نجاست کےاستصحاب (جو کہ استصحاب مسببی ہے) کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی ۔
دو دلیلوں کے تعارض کی صورت میں کچھ ترجیحات پیش کی گئی ہیں اگر ان دو دلیلوں میں کسی بھی دلیل میں ترجیحات پائی جائیں تو اسی دلیل کو مقدم رکھا جائے گا اور اگر کوئی دلیل دوسری دلیل پر کسی قسم کا امتیاز رکھے اور ان میں تعادل برقرار ہو تو ایسی صورت میں یا تو دونوں دلیلیں ساقط ہوجائیں گی یا ان میں سےایک دلیل کو حجت مانا جائے گا یا پھر احتیاط کی جائے گی اور ان تینوں فیصلوں میں فقہاء اور اصولیوں کے مبنا فرق کرتے ہیں ہر کسی نے-4 ایک راستہ چنا ہے اکثر فقہاء کے نزدیک مذکورہ بالا قاعدہ یعنی خصوصیت کی صورت میں ترجیح اور تعادل کی صورت میں تخییر،احتیاط کو تمام امارات میں جاری اور ساری جانتے ہیں-5 لیکن یہاں اہم ترین بحث یہ ہے کہ اگر دو روایتوں میں تعارض ہو کہ ایسا تعارض اکثر وبیشتر پیش آتاہے او رفقیہ کے مختلف ابواب میں متعارض روایات کا سامنا کرنا پڑتاہے مثال کےطور پر وہ روایات جس میں وزن اورمساحت کے لحاظ سے کر کی مقدار بتائی گئی ہے یا وہ روایات کہ جن میں اہل کتاب خواتین سے ازواج کی حرمت یا عدم حرمت بیان کی گئی ہے ۔ ان روایات میں تعارض پایا جاتا ہے گذشتہ مباحث میں سنت ائمہ پر جو اشکالات ہوئے ہیں وہاں ہم نے تعارض روایات کی مختلف علتوں کو بیان کیا ہے لیکن یہاں پر تعارض کے علاج اور دو متعارض حدیثوں سے برخورد کے طریقوں پر گفتگوہے ۔
روایات و اخبار میں قواعد تعارض کے اجراء کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اجمالی طور پر اکثر فقہاء تاثیر مرجحات کو جانتے ہیں صرف باقلانی ابو علی اور ابو ہاشم جبائی ان امتیازات او رمزیتوں کو بے اثر جانتے ہیں اور ہر مقام پر احکام تعادل کو جاری مانتے ہیں لیکن فریقین کے نزدیک مشہور ہے اور اخبار متواتر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس روایات کو مقدم کیا جائے ۔
روایات میں کئی ایک مرجحات اور امتیازات روایات کو بیان کیا گیاہے کہ جن میں بعض مرجحات سند سے اور بعض امتیازات دلالت سے مربوط ہیں ے۔جیسے روایت کا مشہور ہونا اور فقہاء کا اس پر عمل کرنا ، راوی کا عادل تر ہونا یا اس کا اصدق اور افقہ ہونا اسی طرح روایت کا کتاب وسنت سے موافقت رکھنا اور اسی طرح کے دوسرے امتیازات اہل سنت نے دیگر امتیازات ،اور ترجحات بیان کیے ہیں جیسے راوی کا زمان پیغمبر (ص)سے نزدیک تر ہونا یا مدت صحبت کا طولانی تر ہونا اور رسول خدا (ص)سے مستقیم حدیث کا سننا ،حکم روایت کا راوی سے مرتبط ہونا ، راوی کا مشہور ہونا راوی کا مُسن ہونا ، راوی کے اسلام کا متاخر ہونا ، راوی کالغت عرب سے واقف اور اعلم ہونا ، راویوں کی کثرت ہونا ، واسطوں کی قلت اور نقل معنا کے بجائے روایت میں عین الفاظ کا ہونا ، روایت کا قولی ہونا یعنی فعل پیغمبر کی حکایت کے مقابل قول پیغمبر کا ہونا-6 اس بات کی توجہ کرتے ہوئے اکثر مرجحات منصوص نہیں ہیں اورروایات میں ان کا ذکر نہیں ہے ان مرجحات کو اپنے مبنا کے حساب سے قبول کریں گے کہ قبول مرجحات میں ہمارا مبنا کیا ہے ؟ کیا قول مرجحات میں موارد منصوص سے (یعنی وہ موارد جو متن حدیث میں ذکر ہوئے ہیں)تجاوز کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر کرسکتے ہیں تو یہ مرجحات ہمارے لئے قابل قبول ہون ہوں گے و رنہ نہیں ہونگے لیکن اگر دو روایتوں میں تعادل برقرار ہواور کسی بھی روایت کو ایک دوسرےپر ترجیح حاصل نہ ہو ، تو ایسی صورت میں علماء کے درمیان اختلاف نظر موجود ہے یعنی بعض ددونوں روایتوں کو حجیت سے ساقط جانتے ہیں اور نتیجتاً اصول عملیہ کی جانب رجوع کرتے ہیں کیونکہ دلیل اجتہادی کے ساقط ہونے کی صورت میں اصل عملی کی جانب رجوع کیا جاتاہے ۔
ان کے مقابل دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ دونوں روایتیں قابل عمل ہیں اور تیسرا گروہ احتیاط کا قائل ہے اور چوتھا گروہ توقف اور پانچواں گروہ تخییر کا قائل ہے ۔
یہ بحثیں اصول کی معروف کتابوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں ۔(مترجم7)

* الحمد للہ الرب العالمین *

----

1 . البتہ یہ تذکر لازم ہے کہ جہاں کہیں دو دلیلں مل جائیں۔
2 . دلیل حاکم و محکوم کی توضیحات ادلہ لفظی کی تقسیمات میں گذر چکی ہے .
3 . انوار الاصول ، ج 3،ص 506 .
4 . رسائل ، فرائد الاصول ، ص 414 .
5 . گزشتہ حوالہ ، ص 441 .
6 . رسائل فرائد الاصول ، ص 449 ؛ کفایۃ الاصول ،ج2 ، ص 392
7 . (مترجم)

عرف :

فقہاء کے نزدیک عرف بھی ادلہ استنباط میں شمار ہوتاہے جس کی تعریف میں کہتے ہیں وہ چیز جو لوگوں کے درمیان متعارف معمول ہو ں اور ان کی عملی اور گفتاری سیرت کا جز ہوں .
عرف اگر مذکورہ معنی میں ہو تو عادت کا مترادف ہوگا اسی لئے عرف کی تعریف میں کہا گیا “ عادہ جمہور قوم فی قول ا و عملی”

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قول و فعل میں کسی قوم کی عادت کو عرف کھتے ھیں .

عرف کی تقسیمات :

1- عرف خاص اور عرف عام :
عرف خاص کسی خاص زمانے یا منطقه یا اهل فن کے عرف کو عرف خاص کھتے ھیں ، مثلا زمان پیغمبر(ص)کے عربوں کا عرف شھر مدینه کے لوگوں کا عرف یا اھل بازار کا عرف .

عرف عام :

عام لوگوں کا عرف که جس میں زمان مکان یا کسی خاص فن کی قید نه هو .
توجه رھے که عرف عام یا خاص ھونا ایک امر نسبی ھے ، کبھی ایک ھی عرف ایک لحاظ خاص سے اور دوسرے لحاظ سے عام ھوتا ھے .

2- عرف عملی اور عرف قولی :

عرف عملی جیسے بیع معاطاتی یعنی خرید و فروش میں لوگوں کی عادت یه ھے که صیغه جاری کرنے کے بغیر ھی معاملات انجام دیتے ھیں یه عادت کئی قوموں کے عوام و خواص میں اور ھر زمانےمیں رائج رھی ھے .

عرف قولی :

جیسے عراقیوں کی عادت ھے که لفظ ولد کو فقط بیٹوں کے لئے استعمال کرتے ھیں بیٹیوں کے لئے ھیں یا بعض مناطق کے لوگ مچھلی کے لئے گوشت کا لفظ استعمال نھیں کرتے اب اگر کوئی قسم کھائے که میں گوشت نھیں کھاؤں گا اور کھالے تو عرف قولی کی بنا پر نه اس نے اپنی قسم توڑی ھے اور نه اس پر کفاره لگے گا .

عرف صحیح اور عرف فاسد :

عرف صحیح اس عرف کو کھتے ھیں جو دوسری شرعی دلیل جیسے قرآن یا سنت کے مخالف نه ھو مثال کے طور ر بعض علاقه کے لوگوں کی عادت یه ھے که دلھن والے رخصتی سے پھلے دلھے سے نقدی مھرلیتے ھیں تا دلھن کا جھیز خرید سکیں .

عرف فاسد :

جیسے معاملات میں ربا انجام دینا یا شراب پینا یا اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں عورتوں کا پرده کے معامله میں سھل انگاری سے کام لینا .

مذاھب اسلامی میں عرف کی حجیت :

اھل سنت کے اکثر مذاھب کے نزدیک عرف کی جانب رجوع کرنامورد قبول واقع ھوا ھے .
حنفیوں کے نزدیک عرف کے ذریعه احکام شرعی کا اثبات خاص طور سے معاملات میں بھت رائج ھے . ان کے نزدیک جب تک عرف پر عمل سے روکنے والی کوئی نص نه ھو تب تک عرف ثبوت احکام میں دلیل تام سمجھی جائے گی . یھاں تک که اگر قیاس عرف کے خلاف ھو تو قیاس کو رد کردیاجائے گا کیوں که قیاس پر عمل کرنا لوگوں کی زحمت کا باعث ھے اسی لئے کبھی کبھی عرف مصالح مرسله میں شمار ھوتا ھے .
ابو حنیفه اور اس کے ماننے والے کابعض احکام میں اختلاف ھے کیونکه انھونےعرف کو مختلف دیکھا ھے.
مالک بن انس اکثر موارد میں شرعی احکاام کو اھل مدینه کے عرف پر معین کرتے تھے .
اما م شافعی جب مصر میں وارد ھوئے تو انھوں نے اکثر احکام بدل دیے کیوں که وه اھل مصر کی عرف کو عراق و حجاز کے عرف سے جدا پاتے تھے.
اھل سنت کے فقھاۂ نے کچھ قواعد ایسے بنائے ھیں جو عرف کے اعتبار ھونے کی وجه سے دلیل شرعی کے عنوان سے بنائے گئے ھیں . ان میں سے بعض قواعد که جس کا ذکر مجله الاحکام العدلیه میں ھوا ھے وه عبارت ھیں :
"العادۂ محکمۂ؛ استعمال الناس حجۂ یجب العمل بھا ؛ المعروف و عرفا کا لمشروط شرطا ؛ التعیین بالعرف کالتعیین بالنص ؛ لاینکر تغیر الاحکام بتغیر الازمان ؛ الثابت بالعرف کالثابت بالنص "
عرف فاسد کی رعایت واجب نھیں کیونکه دلیل شرعی کے خلاف ھے مگر یه که (عرف ضرورت کے باب سے آیا ھو) ایسی صورت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

میں کھتے ھیں(الضرورات تبیح المحذورات)لیکن مجتھد کو چاھئیے کہ صحیح کا لحاظ کرے جیسا کہ رسول خد(ص)نے لوگوں کی کئی ایک اچھی عادتوں کا لحاظ کیا اور کبھی سکوت کے ذریعہ اور کبھی صراحت کے ساتھ ان عادتوں کی تائید کی ۔
عرف کی جانب رجوع کرنے میں ایک مورد باب خیار عیب ھے کون سی چیز عیب اور موجب فسخ ھے اور کون سی چیز عیب نھیں ھے اس کی تشخیص کے لئے عرف کی جانب رجوع کیا جائے گا اسی طرح ودیعہ کی دیکھ دیکھ کتنی مدت تک ھونی چاھیئے کہ کوئی یہ نہ کھے کہ ودیعہ کی حفاظت میں کوتاھی کی گئی اس مسئلہ میں بھی عرف کی جانب رجوع کرنا ھوگا لیکن شیعوں کی نظر میں عرف کی جانب رجوع کے موارد ایک جیسے نھیں ھیں ۔
1- کبھی عرف کی جانب اس لئے رجوع کیا جاتاھے کہ ظھور لفظی کو تشخیص دیا جائے جیسے لفظ ولد یا گوشت کہ جس کی مثال گذر چکی ان جیسے موارد میں عرف قولی کی جانب رجوع کرنا ظھور عرفی کی تشخیص کے لئے قابل قبول ھے لیکن روشن ھے کہ یھاں عرف حکم شرعی کی دلیل نھیں ھے ۔
2- کبھی کسی حکم شرعی کے موضوع کامصداق تلاش کرنے کے لئے عرف کی جانب رجوع کیا جاتا ھے جیسے فقہ میں آیا ھے کہ ودیعہ کی حفاظت واجب ھے اور اس میں کوتاھی ضمان کا موجب ھوگا لیکن زمان و مکان کے اعتبار سے عرف بھی اسی زمان و مکان کے مطابق ھوگا اس لئے اسی عرف کی روشنی میں حفظ یا کوتاھی کا مصداق تلاش کیا جائے گا یھاں بھی عرف کا حکم کی شناخت میں کوئی کردار نھیں ۔
3- کبھی عرف کی جانب اس لئے رجوع کیا جاتا ھے تاکہ اس سے حکم شرعی کو کشف کیا جائے حیسے منقولات کے وقف کا جائز ھونا یا اخذ ظاھر کا جائز ھونا یا عقد فضولی کا صحیح ھونا شیعہ اصولیوں میں سیرہ عقلا اور سیرہ متشرعہ کی بحث اور حکم شرعی میں ان کا کردار اسی عرف سے مربوط ھے ۔
لیکن عرف کی طرف رجوع یعنی سیرہ کی طرف رجوع سےمراد یہ نھیں ھے کہ عرف ایک دوسری مستقل دلیل جو ادلہ شرعی کے عرض میں ھے کیونکہ سیرہ عقلا یا سیرہ متشرعہ اس وقت حجت ھے جب شارع کے مخالف نہ ھو اور شارع کی مخالف سمجھنے اور نہ سمجھنے کے ھے شرعی دلیل یعنی کتاب و سنت کی جانب رجوع کرنا ھوگا لھذا سیرہ عقلا کی حجیت معتبر دلیل شرعی کی حجیت کی وجہ ھے یعنی کتاب و سنت کی حجیت کی وجہ سے ۔
لیکن سیرہ متشرعہ کی حجیت کے لئے شارع کی تائید کی ضرورت نھیں کیونکہ سیرہ مشترعہ شارع کی راھنمائی کے بغیر وجود میں آھی نھیں سکتی کسی گروہ کا متشرعہ ھونا اس بات کی دلیل ھے کہ یہ سیرت دستور شرعی سے ماخوذ ھے اور دلیل شرعی کی بنا پر صورت پاتی ھے ۔

عرف کی حجیت کے دلایل اور ان کا جواب :

اھل سنت میں عرف کے قائل فقھاء نے اس کی حجیت پر چند دلیلیں پیش کی ھیں ۔
1- عبداللہ بن مسعود کی روایت ۔
"ماراہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن"
اکثر فقھاء نے اسی حدیث پر اعتماد کیا ھے اس حدیث کی سند میں جو تھامناقشہ اس سندی کی بحث گذر چکی بعض نے اس روایت کی سند کے صحیح ھونے کے بارے میں کھا ھے کہ صحابی جب بھی مقام تشریع میں کچھ کھیں تو اسے قول رسول سے ماخو ذ سمجھنا چاھیئے پس اگر عبداللہ بن مسعود نے اپنے سے یہ بات کھی تو اس کے حدیث نبوی ھونے کے لئے کافی ھے ۔
جواب :
اس بات کا تعلق قول صحابی یا مذھب صحابہ کی حجیت سے ھے۔
اسلام نے مختلف مواردمیں عرف جاھلی کی تائید کی ھے جیسے ازدواج میں عورت اور مرد کا کفو ھونا یا قاتل کہ پدری رشتہ داروں پر قتل خطا ئی کا دیہ قرار دینا ۔
جواب :
اگر سیرہ عقلا ء کی حجیت شارع کی تائید سے ھے تو اس حجیت کو تسلیم کرتے ھیں اور اگر اس سے مراد ھر عرف کی حجیت کا اثبات ھےتو یہ تسلیم نھیں کرتے بلکہ تمھارے نزدیک بھی یہ قابل قبول نھیں کیونکہ اگر قبول ھوتا تو عرف صحیح اور عرف فاسد میں تقسیم نھیں کرتے ۔

فھرست منابع اور ماخذ

v آلاءالرحمن فی تفسیر القرآن ، شیخ محمد جواد بلاغی ، مرکز الطاعۃ و النشر فی مؤسسۃ البعثہ ، مطبوعہ اول ،1420 ق ۔
v ابطال القیاس ، ابن حزم اندلسی ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

v اتحاف ذوى البصائر ،شرح روضة الناظر ، فى اصول الفقه ، ڈاکٹر عبدالکریم بن علی بن محمد النمله ، مکتبة الرشد ، ریاض،1422 ق -
v الاتقان فی علوم القرآن ، جلال الدین سیوطی ، مطبوعه ، دوم ، منشورات رضی -
v اجود التقریرات ، تقریرات درس آیة الله میرزا محمد حسین نائینی ، سید ابوالقاسم خویی ، کتابفروشی مصطفوی، قم-
v احکام القرآن ، ابوبکر احمدبن علی رازی جصاص ، دارالکتب العلمیه ، بیروت ،مطبوعه اول ، 1415 -
v الاحکام فی الاصول الاحکام ، سیف الدین ابوالحسن علی بن علی محمد آمدی ، دارلکتب العلمیه -
v الادلة العقلیه و علاقتها بالنقلیه ، ڈاکٹر محمد سعید شخاته -
v ارشاد الفحول ، محمد بن علی بن محمد شوکانی ، تحقیق احمد عزوعنانه ، دارالکتاب العربی ، بیروت ، چاپ دوم 1421 ق-
v الاصابة فی تمییز الصحابة ، ابن حجر عسقلانی ، دار احیاء التراث ، بیروت مطبوعه اول -
v الاصو ل العامة للفقه المقارن ، سید محمد تقی حکیم ، تحقیق مجمع جهانی اهل بیت علیهم السلام قم ، پاپ دوم،1418ق -
v اصول الفقه ، شیخ محمد رضا مظفر ، دارالنعمان ، نجف اشرف ، مطبوعه دوم ، 1386ق -
v اصول الفقه الاسلامی ، محمد ابوزهره ، دارالفکر العربی ،1377ق -
v اصول مذهب الشیعة الاثنی عشریه ، ڈاکٹر ناصر بن عبدالله بن علی القفاری ، دارالرضاللنشر و التوزیع،مطبوعه سوم ، 1418 ق -
v امالی مفید ، ابو عبدالله محمدبن محمدبن نعمانُ عکبری بغدادی ، انتشارات جامعه مدسین حوزه علیمه قم ،چاپ چهارم،1418 ق -
v انوار الاصول ، تقریرات درس آیة الله مکارم شیرازی ، احمد قدسی ، انتشارات نسل جوان ، مطبوعه دوم ، 1416 ق-
v انوار الفقاهة ، آیة الله ناصر مکارم شیرازی ، مدرسه الامام امیرالمؤمنین علیه السلام مطبوعه دوم ، 1413 ق -
v اوائل المقالات ، محمدبن محمدبن نعمان عکبری ،شیخ مفید قدس سره -
v بحارالانوار ، محمدباقر مجلسی ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ،مطبوعه سوم ، 1403 ق -
v بحوث فی الاصول ، تقریرات درس شهید آیة الله صدر ، سید محمود هاشمی ، المجمع العلمی للشهید صدر ،مطبوعه اول، 1405ق -
v بصائر الدرجات ، ابوجعفر محمدبن حسن بن فروخ الصفار القمی -
v البیان فی تفسیر القرآن ابوالقاسم الخویی ، مطبعة العلیمه قم ، چاپ1394ق-
v تاریخ ابن خلدون ، عبدالرحمن بن خلدون ، مغربی ، دارالکتاب اللبنانی -
v تاویل مختلف الحدیث ، عبدالله بن مسلم ، ابن قتیبه ، دارالجیل ، بیروت ، 1411ق -
v تعارض الادله الشرعیه ، تقریرات درس آیة الله سید محمد باقر صدر ، سید محمود هاشمی ، لمکتبة الاسلامیه الکبری، مطبوعه دوم ، 1396 ق -
v تفسیر القرآن بالقرآن عندالعلامة الطباطبایی ، ڈاکٹر خضیر جعفر ، دارالقرآن الکریم ، قم مطبوعه اول ،1411ق-
v تفسیر بیضاوی ، ناصر الدین ابو سعید عبدالله بن عمربن محمد شیرازی بیضاوی ، مؤسسة الاعلمی ، بیروت،1410ق-
v تفسیر عیاشی ، ابو نصر محمدبن مسعود بن عیاشی سمرقندی ، المکتبة العلمیة الاسلامیه -
v تفسیر قاسمی (محاسن التأویل) محمد جمال الدین القاسمی ، دارالفکر ، بیروت ، مطبوعه اول ، 1411 ق -
v التفسیرالکبیر ، فخررازی ، مکتب الاعلام الاسلامی ، قم مطبوعه سوم ، 1413 ق -
v توحید صدوق ، ابو جعفر محمدبن علی بن حسین بن بابویه قمی ، مؤسسة الاعلمی ، بیروت -
v تهذیب التهذیب ، ابن حجرعسقلانی ، دارالکتب العلمیة ، بیروت ،مطبوعه اول ، 1415 ق -
v جامع احادیث الشیعه ، اسماعیل معزی ملایری ، نشر صحف ، قم ، 1413 ق -
v الجامع الاحکام القرآن ، ابو عبدالله محمدبن احمد الانصار القرطبی ، دارالکتب العلمیة ، بیروت مطبوعه پنجم-
v الحدائق الناصرة فی احکام العترة الطاهره ، شیخ یوسف بحرانی ، انتشارات جامعه مدرسین حوزه علمیه قم ،مطبوعه اول ، 1363ش -
v الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ، جلال الدین سیوطی ، دارالفکر بیروت ،1414 ق -

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

v الدرایة فی علم مصطلح الحدیث ، زین الدین عاملی (شهید ثانی) مطبعة النعمان ، نجف اشرف ۔
v الذریعة الی تصانیف الشیعه ، شیخ آقای بزرگ تهرانی ، دارالاضواء بیروت ، مطبوعه سوم ، 1403ق ۔
v ذکریٰ الشیعة فی احکام الشریعه ، ابو عبدالله محمدبن مکی عاملی ، مکتبة بصیرتی ۔
v رجال کشی ، اختبار معرفة الرجال ، مؤسسة آل البیت علیهم السلام لاحیاء التراث ۔
v روضة الناظر و جنة المناظر فی اصول الفقه علی مذهب احمدبن حنبل ، موفق الدین عبدالله بن احمد بن قدامه.مؤسسة الریان ، بیروت ۔
v السرائر الحاوی التحریر الفتاوی ، ابو جعفر محمدبن منصور بن احمدبن ادریس حلی ، انتشارات جامعه مدرسین حوزه علمیه قم ، مطبوعه چهارم ،1417 ق ۔
v سنن ابن ماجه ، حافظ ابو عبدالله محمد بن یزید قزوینی ، دارالفکر بیروت ۔
v سنن الکبری ، حافظ ابوبکر احمدبن حسین بن علی بیهقی ، دارالفکر بیروت ،مطبوعه اول ۔
v شرح المعالم فی اصول الفقه لابن التلمسانی ، عبدالله محمدبن علی شرف الدین ابو محمد الفهری المصری ، عالم الکتب بیروت ، مطبوعه اول 1419ق ۔
v شرح المقاصر تفتازانی ، مسعود بن عمربن عبدالله ، سعد الدین تفتازانی ، تحقیق ڈاکٹر عبدالرحمن عمیره ، عالم الکتب بیروت ، مطبوعه ، اول ، 1409ق .
v شرح نووی بر مسلم ، محیی الدین نووی ، دارالکتاب العربی ، بیروت مطبوعه دوم ، 1407 ق ۔
v شرح نهج البلاغه ، لابن الحدید ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۔
v صحیح بخاری ، ابو عبدالله محمدابن اسماعیل بخاری ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۔
v صحیح ترمذی ، ابو عیسیٰ محمدبن عیسیٰ الترمذی ،۔
v صحیح مسلم ، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشابوری ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت ۔
v الصواعق المحرقه علی اهل الرفض والضلال والذندقه ، ابوالعباس احمدبن محمدبن علی بن حجر هیتمی ، مؤسسة الرساله ، مطبوعه اول ، 1417 ق ۔
v الطبقات الکبری معروف به طبقات ابن سعد ، محمدبن سعد ،مطبوعه دارالصادق ، بیروت ۔
v طیب بصری معتزلی ، دارالکتب العلمیه ، بیروت ۔
v عوالی اللئالی ، محمدبن علی بن ابراهیم الاحسائی ، معروف به ابن ابی جمهور ، مطبعة سیدالشهدا علیه السلام،مطبوعه اول.1403ق ۔
v فرائد الاصول (رسائل) شیخ مرتضیٰ انصاری ،مطبوعه محشی به حاشیه ملارحمت الله ، کتابفروشی مصطفوی ، قم،1376ق۔
v الفوائد الحائریه ، محمدباقر بن محمد اکمل (وحید بهبهانی) مجمع الفکر الاسلام ،مطبوعه اول ، 1415ق ۔
v فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت (حاشیه کتاب المستصفی) ۔
v الفهرست فی اخبار العلماء الصنفین من القدما و المحدثین و اسماء کتبهم ، محمدبن اسحق الندیم ۔
v قاعدة الفراغ والتجاوز ، سید محمود هاشمی ، مطبوعه اول ، دفتر تبلیغات اسلامی حوزه علمیه قم ، 1408 ق ۔
v قرآن کریم ۔
v القواعد الفقهیه ، آیة الله ناصر مکارم شیرازی ، منشورات دارالعلم ، بیروت مطبوعه چهارم ، 1401ق ۔
v قوانین الاصول ، ابوالقاسم بن حسن گیلانی معروف به میرازی قمی ، دارالطباعة استاد علی قلیخان ، 1299 ق ۔
v الکافی ، ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی ،مصحح : علی اکبر غفاری ، دارالاضواء، بیروت ، 1405 ق ۔
v الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوه التأویل ، جارالله محمود بن عمر زمخشری۔
v کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ، ملاکاتب شلبی معروف حاجی خلیفه ، دارالکتب العلمیة بیروت ۔
v کشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد ، جمال الدین حسن بن یوسف بن علی بن مطهر (علامه حلی) مؤسه الاعلمی ، بیروت مطبوعه اول ، 1399 ق ۔
v کفایة الاصول ، آخوند ملامحمد کاظم خراسانی ، به خط طاهر خوشنویس ، انتشارات علمیه اسلامیه ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

v كنز العرفان فی فقه القرآن ، جمال الدین مقدادبن عبدالله سیوری .
v کنز الفوائد الاما م الفتح شیخ محمدبن علی بن عثمان الکراجکی الطرابلسی ، دار الاضواء بیروت 1405ق .
v کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال ، علی متقی هندی ، مؤسسة الرساله ، 1413ق .
v اللباب فی اصول الفقه ، صفوان عدنان داودی ، دارالقلم ، دمشق ، مطبوعه اول ، 1420ق.
v المبسوط ، شمس الدین سرخی ، دارالمعرفة بیروت 1414 ق .
v مجمع البحرین طریحی .
v مجموعه فتاوای ابن تیمیه ، تقی الدین احمدبن تیمیه حرّانی دشمقی حنبلی ، دارالوفاء ، مطبوعه اول ،1418ق .
v المحلی بالآ ثار ، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی ، دارالفکر بیروت ، 1408 ق .
v المستدرک علی الصحیحین ، حافظ ابو عبدالله محمد بن عبدالله الحاکم النیشابوری ، دارالکتب العلمیه ، بیروت ،مطبوعه اول،141 ق .
v المستصفی من علم الاصول ، ابو حامد محمدبن محمدبن محمد غزالی طوسی ، مؤسسة الرسالة ،مطبوعه اول ،1417 ق .
v مسند احمد، ابو عبدالله شیبانی ، دار احیاء التراث العربی ، مطبوعه سوم ، بیروت 1415 ق.
v مصباح الاصول ، تقریر درس آیة الله خویی ، سیدمحمد سرور واعظ حسینی ، مطبوعه نجف ، 1386 ق .
v معالم الدین ، ابو منصور جمال الدین حسن بن زید الدین (ابن شهید الثانی) ،خط عبدالرحیم ،1497 ق .
v المعتبر ، ابوالقاسم الحلّی (محقق حلّی)،به خط محمدباقر تفرشی ، 1318 ق .
v معترک الاقران ، جلال الدین سیوطی ، دارالکتب العلمیه ، بیروت ، مطبوعه اول ، 1408 ق .
v المعتمد فی اصول الفقه ، ابو الحسین محمدبن علی بن طیب بصری معتزلی ، دارالکتب العلمیه ، بیروت .
v مقدمه مرآة العقول ، سید مرتضیٰ عسکری ، داارالکتب الاسلامیه ، تهران، 1404 ق .
v مقیاس الهدایة فی علم الدرایة ، شیخ عبدالله مامقانی ، .
v ملخص ابطال القیاس ، سعید الافغانی .
v من لایحضر ہ الفقیه ، ابو جعفر محمدبن علی بن حسین بن بابویه قمی ، دارالاضواء بیروت ،مطبوعه ششم ،1405 ق .
v مناهل العرفان فی علوم القرآن ، شیخ محمد عبدالعظیم زرقانی ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت ، 1416 ق .
v منهاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة والقدریه ، ابوالعباس احمد بن تیمیه حرانی دمشقی حنبلی ، مطبوعه اول ، 1322 ق.
v الموافقات فی اصول الاحکام ، حافظ ابو اسحاق ابراهیم شاطبی ، دارالفکر .
v الموسوعة الفقهیة المیسره ،محمد علی انصاری ،مجمع الفکر الاسلامی ، مطبوعه اول ، 1415 ق .
v موقف الرافضة فی القرآن ، مامادوکا رامبیری ،مکتبة ابن تیمیه .
v المهذب فی اصول الفقه المقارن ، ڈاکٹر عبدالکریم بن علی بن محمد نملة ، مکتبة الرشد ، ریاض ، مطبوعه اول ، 1420 ق .
v میزان الاعتدال فی نقد الرجال ، حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذهبی ، دارالکتب العلمیه ، بیروت .
v المیزان فی تفسیر القرآن ، سید محمد حسین طباطبایی ، مؤسسه مطبوعاتی اسماعیلیان ، قم 1390 ق .
v نظرات فی اصول الفقه ، ڈاکٹرعمر سلیمان الاشقر ، دارالنفائس ، بیروت ،مطبوعه اول ،1419 ق .
v نهج البلاغه ، باتحقیق ڈاکٹر صبحی صالح .
v وسائل الشیعه ، محمدبن حسن الحرّالعاملی ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت ، مطبوعه ، چهارم ، 1391 ق .
v هدایة الابرار الی طریق الائمه الاطهار علیهم السلام ، حسین بن شهبا الدین کرکی عاملی ، مؤسسه احیاء الاحیاء .
ینابیع الموده لذوی القربی علیهم السلام ، سلیمان بن ابراهیم حسینی بلخی قندوزی حنفی ، دارالاسوة ، مطبوعه اول ، 1416 ق .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com